ان اولیاء الله لا یموتون

[illegible] مناقب [illegible] تاریخ [illegible]

انس السیر

از تالیفات جناب [illegible] محمد اکبر جان صاحب سلمہ الرحمن

در مطبع مفید عام آگره [illegible] طبع شد

بسم اللہ الرحمن

بوستان ستایش یار و چمنستان ثنا اوس [illegible]

کن سے گلشن عالم کو سرسبز و شاداب کیا۔ سبحان اللہ [illegible]

کہ ہزار طرح کے گلہاے مختلف رنگ کو کیا [illegible] اور شگوفیان عطا [illegible]

اصل اگر چشم حقیقت سے دیکھیے تو ہر شجر [illegible]

نہ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین	ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین
اوسی گل کی بو ہے خوشبو گلاب	[illegible]

اور گلستان نعت اوس سرو ریاض نبوت کو لائق ہے جو فخر انبیا و مختار رب غنی آدم کا ہو
اوس کی شان مین لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ مخلبند حقیقی نے فرمایا اور جسکے جمال
بیمثال کا خود صانع عالم عاشق ہے خطاب پاک اوسکا بشیر و نذیر و شاہد صادق ہے
عرش برین جسکا جاے قیام اور رتبہ قاب قوسین او ادنی اوسکا مقام ہر گل و غنچہ مین

ہکے جسم معطر کی خوشبو موجود آدم اوسی کے سبب ملاء اعلی کا ابجود اوسی کے
من اسلام کی بہار بیخزان تا بہ قیام ہے آوسی کے روضہ منورہ اور مرقد
مقدسہ پر گلِ آفتاب و ماہتاب نثار مدام ہے ایک جہان بلبل وار اسیر گلدام
عشق پاک ہے دل عشاق سینہ چاک اوس صاحب براق کا صید بستہ فتراک ہے
حبیب خدا اشرف انبیا باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین والمغربین موجب
ایجاد عالم عیسی دم موسی قدم دُرِّ یتیم دریاے پیغمبری سرو بوستان سروری
[illegible] ربانی بدر جمال یزدانی فخر بنی آدم مظہر اتم حضرت
[illegible] الصلوٰۃ والسلام وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین و
ازواجہ واہلبیتہ اجمعین الی یوم الدین ؛

مجمل حال مصنف کا مع سبب تصنیف

یہ خاکسار فقیر ہیچمدان عاصی پر معاصی امیدوار مغفرت ایزد منّان محمد اکبر جہان
مخلص بہ شگفتہ ولد مولوی رمضان علی عرف مولوی ضیاء الحق ابن نصر الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر ہزبر جنگ ناظرین کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ اجداد
خاکسار متوطن شہر فرخندہ بہر قسطنطنیہ دار السلطنت روم کے تھے عاصی کے جد
بزرگوار سے برادران عم زادے منصب مفوضہ پر فساد کیا حتی کہ نوبت بکشت و
خون پہونچی چونکہ جد امجد کی اوس وقت پندرہ سولہ سال سے عمر زیادہ نہ تھی اور
اقربا ؤن کی مخالفت کی وہ صورت دیکھی جانب ہندوستان مع چند نفر ملازمین
ولتنخواہ روانہ ہوئے رفتہ رفتہ دریاے شور سے بسواری جہاز عبور کیا ہنوز ساحل
دور تھا کہ باد مخالف سے جہاز غرق ہو گیا چونکہ حیات مستعار باقی تھی یہہ ایک
تختہ کے سہارے سے بہتے صدمہ تلاطم امواج سہتے رہے حسن اتفاق سے ایک

جہاز جسمین اکثر سکان لکھنؤ مشرف بہ زیارات حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً
اور کربلاء معلا ہو کر واپس آتے تھے نظر آیا ناخدا خدا ترس نے دیکھا کہ ایک بندۂ
خدا بہتا چلا آتا ہے فوراً کشتی کو دوڑا کر آپ کو جہاز پر بٹھا لیا آخر باتفاق ساکنین
لکھنؤ جانب لکھنؤ روانہ ہوئے وہ زمانہ نواب شجاع الدولہ کا تھا نواب موصوف
کو بہ [illegible] بعزت طلب کیا درماہہ بھی عمدہ مقرر کر دیا بعد ایک عرصہ کے جب
پچیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین نواب شجاع الدولہ نے وفات پائی اور
نواب آصف الدولہ مسند نشین صوبہ اودہ ہوا بسبب کج مزاجی نواب مذکور کے
ترک تعلق کر کے دہلی مین وارد ہوئے اوسوقت علی گوہر شاہ عالم بادشاہ سریر آرا
تھے الغرض شاہ ممدوح نے عہدہ عمدہ پر ممتاز کر کے مخاطب بخطاب نصرت الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر ہزبر جنگ فرمایا جبکہ سلطنت مین بسبب روہیلہ گردی کے
بربادی اور فتور رو اقع ہوا آپ حسب الطلب مہاراجہ پرتاب سنگہ والی جیپور
وارد دار السرور جیپور ہوئے چندے بخوبی تمام وہان بسر کی پہر مہاراجہ سورت سنگ
رئیس بیکانیر نے آپکو بلوا لیا اوسی مقام پر ایک عرصہ کے بعد آپنے داعی اجل کو
لبیک کہی بعد انتقال جد مغفور کے والد مرحوم نے کارخانہ دنیوی ہیچ و پوچ
جانکر دہلی مین اکتساب علوم دینی کر کے مولانا و مرشدنا شیخ رحیم بخش علیہ الرحمت
دہلوی خلیفہ حضرت مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ سے خرقہ خلافت پاکر سرفرازی
دارین حاصل کی سن بارہ سو چھپن (۱۲۵۶) ہجری مین یہہ ذرہ بیمقدار پیدا ہوا عہد طفلی سنہ ۱۲۵۶ھ
مین والد مرحوم کے فیض صحبت سے کچھہ پڑہ کر حرف آشنا ہو گیا تھا چنانچہ دس
سال کی عمر مین کتب درسیہ مثل گلستان سکندر نامہ دیوان حافظ اور دو تین
انشا پڑہ چکا تھا بلکہ بعمر دہ سالہ ایک انشا کی اجرت نقل مین نے پائی تھی مگر عمر
قبلہ گاہ نے وفا نہ کی جہان فانی سے والدین نے موہنہ موڑا سن صغیر مین

مجھکو تنہا چھوڑا اسوجہ سے نہ علم عربی حاصل ہوا نہ فارسی مین کامل ہوا فی الحال
۱۲۸۵ھ کہ سن بارہ سو پچاسی مین بہ تحریک ایک صاحب عنایت فرما کے مولف کو شوق
تالیف پیدا ہوا چندروز دلکو یہہ اوجھن رہی کہ کس قسم کی کتاب ترتیب دیجاوے
ایک روز یہہ عاصی درگاہ فلک بارگاہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
حسن چشتی علیہ الرحمۃ اجمیری کے جانب باندازحالت شوق مین کہ وہ دن بھی
پنجشنبہ کا تھا بیٹھا ہوا تھا یکایک یہہ القا ہوا کہ اس شہر کی تاریخ کسی نے آجتک
نہین لکھی اگر تو اس امر خیر کے لئے کمر ہمت چست باندھے تو موجب ثواب دارین
ہے کیونکہ اکثر شائقان حال تعمیرات درگاہ شریف و نیز طالبان و مشتاقان ذکر
خیر سر حلقۂ اولیاء ہند حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو حال ٹھیک ٹھیک کہ جو مبالغہ سے
معرا ہو صحیح معلوم نہین ہوتا جو کہ بندہ درگاہ کو اولیاء اللہ کی جناب سے محبت
قلبی اور ارادت دلی ہے عزم مصمم ہوا اور سوچا کہ نکتہ عاقلانہ الہام غیبی نے تعلیم
کیا چنانچہ اس خاکسار نے باستعجال اکثر کتب معتبرہ اجمیر شریف مین جمع کرلین مگر بعض
کتب کہ بغیر اونکے مطلب اصلی فوت ہوتا تھا اور اجمیر شریف مین اونکا پتہ نہ ملا
ناچار مسافرت اختیار کی اور بعون عنایت الٰہی خاطر خواہ مواد تاریخ نویسی کا جمع
ہوگیا چنانچہ تواریخ فرشتہ و مونس الارواح و سیر المتاخرین و مداین المعین
و اکبر نامہ و توزک جہانگیری و شاہجہان نامہ و اخبار الاخیار و تاریخ عالم و گلستان
عالم و مفتاح التواریخ و مخبر الواصلین و جام جہان نما و تواریخ آگرہ و جارج نامہ
و پرتھی راج راسا و کھمان راسا و تھارنٹن گزٹ ایرو ٹاڈ راجستان و آرائش محفل
و ملفوظ ضیائی اور چند ملفوظات خاندان چشت جمع کرکے ہر ایک کو از ابتدا تا انتہا
نہایت غور و تامل سے دیکھکر جس جگہہ کچھہ حال خطہ برکت افزا اجمیر شریف کا دیکھا
خلاصہ اوسکا لکھہ لیا گیا مگر بعض تعمیرات جنکا حال نہ تو کسی تواریخ مین دیکھا اور

سلطان علاؤالدین نے سن چھہ سو تانوے ہجری مین سلطنت نہروالہ کو تباہ سنہ ۶۹۶ھ
اور برباد کردیا تمام بتخانے بڑی بڑی لاگت کے کھدوا ڈالے اور اونکی جگہہ
خانقاہین بنائی گئین مذہب بودہ کے بت پامال کئے گئے اور پھینک دئے گئے
فصیل شہر نہروالہ ڈہاکر مسمار کی گئی اور اوسکی بنیاد کو کھودکر بتونکو گاڑ دیا گیا
ٹاڈ صاحب اپنی تواریخ مین لکھتے ہین کہ ہمنے کھنڈر مکانات کے بیرون شہر قدیم
دیکھے ہین اوسمین اب بہی نام انہل پور لکھا ہے بعد فوت انہر دیو کے سواچا
چوہان فرمانروائی کرتا رہا آخر دنیا سے گذر گیا۔ پھر بلاابت چہاوڈین سلطنت
سے کامیاب رہا آخر سب کچھ چھوڑ گیا۔ بعد اسکے گلن سو رے راج کیا پھر
اجیپال جکوا راجہ ہوا اس نے کوہ اجگند معروف بہ اراولی کے دامن مین
شہر آباد کیا وجہ تسمیہ اجگند پہاڑ کی کتب ہنود مین یون لکھی ہے کہ اس پہاڑ مین
اکثر اوقات بکریونکی بو آنے لگتی ہے اسواسطے یہہ پہاڑ اجگند پربت یعنی بکریون
کی بو کا پہاڑ کہلاتا ہے الغرض یہہ راجہ بانی ہمانی اجمیر ہمعصر خسرو بن سیاوش
بن کیکاؤس کا تھا اسکے چوبیس بیٹے تہے اونکی اولاد نے اس ملک کو آباد کیا اسی
راجہ کے وقت مین رستم بن زال نے جو سیستان کا حاکم تھا ایک فوج جرار سے
اپنے بیٹے فرامرز کو بنا بر تسخیر ہندوستان بہیجا تھا مگر وہ ناکام کسی وجہ سے واپس
چلا گیا بعد عرصہ دراز کے خاندان چوہان مین دولھارای سمت سات سو چالیس سمت ۷۴۰
مین راجہ ہوا اوسوقت شاہان اسلام سے سلطنت بنی اُمیہ کے خاندان مین تہی
ولید بن عبد الملک بادشاہ عرب نے روشن علی نامی ایک مصاحب خاص کو برسم
سفارت دولھارائی کے پاس بہیجا اور بجرم ہاتھ لگانے ظرف حیغات کے جو راجہ
کے کہانے کے واسطے ایک عورت قوم گوجر سے روزمرہ لاتی تھی اونکی انگشت شہادت
کاٹی گئی سفیر مذکور نے تمام حال کی خبر ولید بن عبد الملک کو پہونچائی اس سبب سے

فوج اسلام آراستہ ہوئی اور بلباس سوداگر ونکے گھوڑے روانہ ہوئے اور
اونہون نے اجمیر پہونچکر حالت بے خبری مین دولہارائے اور اسکے فرزند پر
حملہ کیا اور اونکو قتل کرکے قبضہ اوپر قلعہ گڈہ بٹھیلی کے کرلیا مانک رائے برادر
دولہارائے بروقت قتل ہوجانے اپنے بہائی کے اجمیر سے سانبہر کیطرف بہاگ
گیا اس سال کا ثبوت ہندی دوہرہ مین کبیشر چاندانے اپنی کتاب مین لکھا ہے
بخوبی ہوتا ہے دوہرہ سمت سات سو اکتالیس مالت پانے ہیں۔ سانبھر آیا سمت ۷۴۱
تاتی سرس داہنے ایک برس۔ وجہ تسمیہ سانبھر بقول کبیشر یہہ ہے کہ جسوقت مانک رائے
اپنے مخالف کے تعاقب سے پناہ ڈہونڈہتا پہرتا تہا ساکمبری دیوی اوسوقت
اوسکے پاس آئی اور بیان کیا کہ جہان مین تجھکو ملی ہون اسی مقام پر قیام کر
اور جسقدر تو اپنے گھوڑے سے زمین طے کرسکے گا اوسیقدر تجھکو ملیگی اور یہہ
بہی حکم دیا کہ جب تک تو واپس اس مقام پر نہ آوے جہان سے کہ تو جاتا ہے
اوسوقت تک پیچھے نہ دیکھنا اوسنے گھوڑا اپنا دوڑایا اور وہان تک احاطہ
یعنے چکر گھوڑے کو دیا جہانتک اوسکو معلوم تہا کہ میل گھوڑا طے کریگا مگر حکم اخیر
فراموش کرکے اوسنے جو پیچھے دیکھا تو کل زمین ایسی معلوم ہوئی جیسے چادر سفید
اوسپر مبسوط ہوتی ہے وہ چشمہ نمکسار ہوگیا اوس نے اوسکا نام اپنی دیبی کے
نام پر رکہا یعنے ساکمبری اور اوسکی مورت بہی بنوا کر قطعہ زمین پر بیچ چشمہ مذکور
کے نصب کرائی گئی اور اپنی اولاد کا خطاب سانبہری راؤ رکہا چنانچہ پرتہی راج
جب راجہ تمام شمالی ہندوستان کا ہوگیا تہا تاہم اوس نے اپنا خطاب سانبہری
راؤ رکہا تہا مگر یہہ کہانی غلط معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ وہ قدرتی جہیل ہزارون
برس سے ہے۔ مگر ہان یہہ راجہ ضرور وہان مسکن گزین اور اوسپر متصرف ہوا
اور یہہ بشارت دیبی کہ جہانتک گھوڑا جاوے اوسیقدر زمین تجھکو ملیگی غلط ہے

اسلیے کہ گھوڑا صرف احاطہ جھیل تک جانا بیان ہوا ہے وہ تو جھیل ہے اور حکومت
اوسکی دور تک علاقو مین ہوئی ہوگی - یہہ غلط مضمون خانہ ساز کیپٹن کا شاعرانہ
مگر بے عقلی کا ہے الغرض سن پچانوے ہجری مین نشان اہل اسلام کا جھنڈا قلعہ ۹۵م
تاراگڈہ پر اوڑنے لگا جہان صداے ناقوس تہی وہان نعرہ اللہ اکبر کا بلند
آوازہ ہوا بعد چند سال کے پہر اجمیر چوہانون نے لے لیا اور راجہ ہرس راج
نے ناصر الدین سے مقابلہ کرکے اوسکو شکست دی لہذا خطاب اوسکا سلطان
گیر ہوا بعد ہرس راج کے بیر بیلین دیو قلعہ کشائی اور [illegible] مین مصروف
رہا مگر ہنگام حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا - پہر بیسلدیو
سمت ایکہزار چہیاسٹھ مین راجہ ہوا اکثر راجگان ہند اوسکو اپنا پیشوا اور سرتاج سمت ۱۰۶۶
جانتے تہے ایک لشکر عظیم سے جسمین اکثر ہندوستان کے راو راجہ نامی دلاور
چیدہ چیدہ بہادر موجود تہے سلطان محمود غزنوی کے مقابل ہوا سات روز
تک معرکہ جدال وقتال گرم رہا بیسلدیو کی فوج آٹھوین روز رو بفرار لائی فوج
شاہی قلعہ تاراگڈہ پر چڑہ گئی بیسلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اسکے قتل کا حکم دیا
راجہ بیسلدیو نے اوسوقت مذہب اسلام قبول کرنے سے جان بخشی پائی بلکہ سلطان
موصوف نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے ملک مفتوحہ بہی اوسکو عطا فرمایا
مگر اس نے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سواے ایزد پرستی کے اب اور
کچھہ آرزو نہین ہے آفرین راجہ بیسلدیو کی ہمت پر جسنے دنیاے دون سے
ہاتہہ اوٹہا حق سے لو لگائی اور بہ نیت گوشہ نشینی مقام بلند یعنے ڈہونڈ پر
اوس نے بود و باش اور عزلت اختیار کی بعد فوت ہونے کے اوسی مقام پر
مدفون ہوا قبل اسکے اسیطرح ایک اور نامی راجہ ہندو بہی مسلمان ہوا اور پہر سلطنت
سے دست بردار ہوگیا ہے یعنی باپا راول سورج رانا اودیپور والی چتوڑ جسکا

مسلمان ہوکر خراسان چلا جانا ہندی تاریخون مین ثابت ہے۔ وجہ تسمیۂ ہونڈ ہار
کی یہہ ہے کہ یہہ نام ایک مشہور پہاڑ قربانگاہ اہل ہنود یعنی بل کرنیکا اوپر حد
مغربی متصل کا لک جو نیر کے جیپور سے قریب بیس میل کے فاصلہ پر سمت اجمیر
ہے القصہ سلطان محمود غزنوی نے شہر اجمیر فتح کرکے سالار ساہو کو بطور نیابت
ملک مفتوحہ سپرد کیا چنانچہ سن چارسو چار ہجری مین سالار ساہو نے سالار سنہ ۴۰۰ھ
مسعود غازی کے پیدا ہونے سے بہت خوشی کی اور قریب اجمیر ایک شہر بنام
نہاد مسعود آباد آباد کیا بیس برس تک اس ملک پر مسلمانون کا تسلط رہا مگر پہر بیان
چوہانون نے بعد شہید کرنے سالار مسعود غازی کے اپنا قبضہ کرلیا اور سارنگ
دیو کو تخت سلطنت پر بٹہایا مگر اس نے کچھ لطف سلطنت کا نہ اوٹھایا صغیر سنی عدم کا
رستہ لیا۔ بعد اسکے آنا دیو بن راجہ بیسلدیو نے حکومت کی اور آناساگر تالاب
اجمیر مین بنایا جسکا بیان باب دوم کی تیسری فصل مین ہے بعد اسکے عدم کی راہ
لی پہر جیپال راجہ ہوا آخر ملک فنا کا راستہ لیا بعد اسکے انند دیو جسنے
تالاب پہکر کا باندہ باندہا راجہ ہوا پہر غرق بحر نیستی ہوا۔ بعد اسکے سمیس دیو فرمانروائی
کرتا رہا آخر ملک بقا کو کوچ کیا اسکی شادی ساتہہ روکابائی دختر اننگ پال تونور
راجہ دہلی سے ہوئی تہی چونکہ اننگ پال راجہ قنوج کے حملون سے محض بامداد
سومیس دیو محفوظ رہا اور اپنے راج پر قایم۔ بجلدوے اس احسان کے راجہ تنور
نے اپنی لڑکی کی شادی اوس سے کردی اور اوس سے پرتھی راج پیدا ہوا
غالباً آٹہہ یا چودہ برس کی عمر کا تہا جو تخت دہلی پر جانشین ہوا۔ جے چند
قنوج کا راجہ اور پرتہی راج دونون اننگ پال کے نواسے تہے۔ بیجے پال والد
راجہ جے چند اور سومیس دیو دونون داماد راجہ اننگ پال تنور فرمانروا دہلی کے
تہے اس سبب سے چوہان اور راتہوڑ مین رقابت پیدا ہوئی اور ان دونون کی عداوت

بربادی سلطنت ہنود کا باعث ہوئی جب پرتھی راج تخت دہلی پر بیٹھا جیچند نے
صرف اوسکی بزرگی کا ہی انکار نہ کیا بلکہ خود دعوی تخت دہلی کا پیش کیا ۔
تاریخ آرایش محفل مین لکہا ہے کہ جب بادشاہ حقیقی کا ارادہ یہہ ہوا کہ راے
پتھورا بیراٹھہ کا والی جو ہمیشہ جیون سنگہ راجہ سے امیدوار رہتا تہا مالک
اتنی بڑی سلطنت کا ہو جاے اور ایک مملکت وسیع اسکے قبضہ مین آئے
راجہ جیون سنگہ نے بسبب درپیش ہونے کسی مہم کے تمام سردارون کو فوج
سمیت کوہستان سوالک کیطرف کہ اسکے جد و آبا کا وہی مسکن تہا بہیجدیا اور
آپ کتنے مصاحبون سے دار السلطنت مین رہا راے پتہورا اوسے تنہا اور
غافل جانکر ایک لشکر عظیم سے یکایک آن پہونچا راجہ جیون سنگہ نے جو دیکہا کہ
سامان جنگ کا مطلقا نہین اس جماعت قلیل سمیت کوہستان دشوار گذار کیطرف
بہاگا آخر وہین پیمانہ عمر اوسکا لبریز ہوا اور راے پتہورا شادیانے فتح کے
بجوا کر تخت سلطنت پر بیٹہا جب پندرہ برس اوسکی سلطنت پر گزرے سن پانسو سنہ ۵۵۷ھ
ستاسی ہجری مین شہاب الدین غوری مقام غزنین سے بقصد تسخیر ہندوستان ع
روانہ ہوا اول قلعہ بھٹنڈا کو جو تختگاہ ایک راجہ کا تہا فتح کرکے ملک ضیاء الدین
تولکی کو بائیس ہزار سوار سے قلعہ کی حفاظت کو چہوڑا اور ارادہ غزنین کا کیا ۔
اتنے مین جاسوس نے خبر دی کہ راے پتہورا اجمیر کا والی اور کہانڈے راے
حکمران دہلی متفق ہوکر ایک لشکر عظیم ساتہہ لئے ہوئے چلے آتے ہین یہہ خبر سنکر سلطان
شہاب الدین غوری نے اگرچہ قلیل فوج اسوقت اسکے ہمراہ تھی مگر فوج کو سازو
سامان سے آراستہ کیا الغرض طرفین کی فوج کا مقابلہ ہوا عین کارزار مین
بادشاہ نے دیکہا کہ امراے خلیج جو افسر لشکر کے تہے پسپا ہوئے بادشاہ نے باتفاق
لشکر باقیماندہ کے حملہ کیا اور ایک زلزلہ غنیم کی فوج مین ڈالا سپہ دار دہلی یعنے

اب بٹھنڈہ قلعہ پٹیالہ کے راج مین ہے اور بگمر علاقہ مین واقع ہے اور بڑا مضبوط قلعہ بیابان مین ہے ۱۲

کہانڈے راے نے ہاتھی کو آگے بڑہایا بادشاہ نے بھی گھوڑے کو اوڑاکر
نیزہ کہانڈے راے کے مونہہ پر مار کر زخمی کیا مگر کہانڈے رای نے بھی سلطان کے
بازو پر برچھا مارا قریب تہا کہ بادشاہ خانہ زین سے فرش زمین پر گرجاوے اوسوقت
ایک جوان خلجی جست کرکے بادشاہ کے پیچھے گھوڑے پر جا بیٹھا اور لڑائی مین سے
لے نکلا مگر طرز کلام زین المآثر سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ جب شہاب الدین زخمی
ہوا اور صدمۂ زخم سے غشی اوسپر طاری ہوئی گھوڑے سے گرا مگر بسبب نہ پہچاننے
کے کوئی شخص متوجہ اوسکا نہ ہوا اس عرصہ مین رات ہوگئی قریب پہر رات گزرے
ایک جماعت غلامان ترک کی بہ تلاش سلطان نکلے میدان جنگ مین درمیان
مقتولونکے ڈہونڈہنے لگے سلطان نے اپنے غلامونکی آواز پہچانی اور اونکو
اپنے حال سے مطلع کیا غلامان شاہی نے اوپر سلامتی جان بادشاہ کے خدا کا
شکر ادا کیا اور نوبت بہ نوبت کندہے پر بٹہا کے تمام رات راہ طے کی علی الصباح بیس
کوس کے فاصلہ پر لشکر غور ملا القصہ راے پتہورا نے آکر قلعہ بھٹنڈا کا محاصرہ
کیا ملک ضیاء الدین تولکی ایک سال اور تیرہ ماہ تک محصور رہا آخر صلح کرکے قلعہ
راے مذکور کے حوالہ کیا سلطان شہاب الدین غوری نے امراے لشکر کو جنکے سبب سے
شکست ہوئی تہی طرح طرح کی تکلیفین دین اور اس شکست کے رنج سے راحت و
آرام بادشاہ کو حرام ہو گیا درپے انتقام لینے کا ہوا آخر سن پانسو اٹہاسی ہجری
مین ایک لاکھ اور سات ہزار ترک تاجیک اور افغان کی جمعیت سے جانب ہندوستان
روانہ ہوا جب پشاور مین پہونچا ایک شخص نے پیران غور سے عرض کی کہ فدویان
جان نثار کو عجب طرح کا خلجان ہو رہا ہے یعنی مافی الضمیر حضور سے آگاہی نہین ہوئی
کہ آیا کیا قصد آپکا ہے اوسوقت بادشاہ نے حقیقت جنگ سابقہ بیان کی اور
کہا کہ جس روز سے بسبب کم ہمتی امراے خلج فوج شاہی نے شکست اوٹہائی ہے جب سے

ابتک مینے صورت اونکی نہین دیکھی جب تک مخالف سے انتقام نہ لونگا عیش و
آرام حرام جانتا ہون پیرغوری نے عرض کیا کہ عزم شاہ کا عین مصلحت ہی لیکن
امیدوار ہون کہ اول امرائے معتوب کا قصور معاف فرمایا جاوے اور اجازت
حضوری کی دیجاوے بادشاہ کو یہہ صلاح پسند آئی امیرون نے باریابی کی
اجازت پائی ہر ایک کو خلعت دیا اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو بطور ایلچی رائے
پتھورا کے پاس بھیجا اور نامہ مین یہہ پیام لکھا کہ اسلام اور اطاعت قبول کر سفیر
مذکور بعد طے مراحل رائے پتھورا کے پاس پہونچا اور نامہ شاہی حوالہ کیا رائے پتھورا
مضمون نامہ کا سُنکر آگ ہو گیا باتفاق کھانڈے راؤ اور ڈیڑہ سو
ٹہاکر و سردار و راجہ و راجپوت کے تین لاکھہ سوار جرار سے مع تین ہزار جنگی ہاتھیونکے
کوچ کرتا ہوا تھانیسر کے پاس تلاوڑی کے میدان مین فوج لیکر پہونچا چھین ہو جال
طیار ہوئے اور تین ہزار سات سو شجاع اونکی حفاظت کے لئے مامور ہوئے ادہر
سلطان نے بھی اپنی فوج کے سردارونکو حکم درستی میمنہ و میسرہ قلب و جناح و ساقہ
و کمینگاہ کا دیا وقت سحر دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا کبھی تو ترکان تہور شعار جرات
کرکے ہندوستانیون پر غالب آتے تہے اور کبھی فوج راجہ پتھورا کے نامور دلاوری
اور دلیری کرکے ترکون پر زور دیتے تہے الغرض سحر سے تا بہ نماز عصر معرکہ جنگ
مین دلاوران فوج رائے پتھورا خوب ٹوٹ ٹوٹ کر لڑے آخرالامر بادشاہ نے
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ کی زرہ پہن خود تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ سر پر رکھا اور بارہ ہزار
سوار منتخب سے فوج حریف پر جا پڑا ایک طرف سے خرمیل سپہ سالار نے فوج رائے
پتھورا پر حملہ کیا فوج ہندوستانی تاب حملون ترک کی نہ لاسکی عار فرار کو اپنے اوپر
گوارا کرکے بہاگ نکلی کھانڈے راو مع راجگان ہمراہی کشتہ ہوا راجہ پتھورا بھی
بہاگا مگر چونکہ قضا اسکی دامنگیر تھی یہہ بھی پکڑا گیا اور بخواری تمام ایسا بڑا راجہ

جو اوسوقت کل ہندوستان کے راجاؤن مین غالب تہا نقل ہوا۔ لیکن اکثر علما کے تیرے دفتر مین اور بعض اور ہندی نسخون کے بیچ یون تحریر ہے کہ راجہ بکرماجیت کے چار سو اونتیس سن مین راجہ اننگپال تنور نے بادشاہ ہوکر اندرپرست کے قریب شہر دہلی بسایا اور اوسکی اولاد سے بیس شخصون نے چار سو اونتیس برس ایک مہینے ستائیس روز نقارہ سلطنت کا بجایا آخر الامر اوسکے سبب پرتہی راج نام سویٔن پشت مین مسند نشین ہوکے لڑا اور کام آیا غرض بکرماجیت کے آٹھ سو اڑتالیس سن مین سلطنت تنور کی قوم سے نکلکر چوہانون کے قبضہ مین گئی راجہ بلدیو چوہان اور اوسکی اولاد سے سات شخصون نے تین سو بیاسی برس سات مہینے بادشاہت کی جب بلدیو کے ساتوین پوتے کو کہ جسکا نام پتہورا تہا نوبت حکومت کی پہونچی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ ہندوستان پر یورش کی اور لڑا لیکن ہر مرتبہ شکست کہا کر پہر گیا باوجود اسکے مملکت ہند کے لینے کی تدبیر مین اکثر اوقات رہتا تہا پر کچہہ بن نہ پڑتی تہی اسی اثنا مین راؤ جی چند راٹہور قنوج کا راجہ اکثر راجاؤن پر غالب ہوا اور بنا بر اسکے جگ راجسو کے بجا لانیکا اس نے قصد کیا غرض راجہ مذکور نے سامان و سرانجام کو اسکے ارشاد فرمایا ساتہہ اسکے یہہ بہی ارادہ ہوا کہ اس مجلس مین اپنی بیٹی کو کسی بڑے راجہ کے ساتہہ بیاہے اسلیے راؤ جی چند نے ہر ملک کے راجہ بلوائے پتہورا نے بہی بموجب اوسکی طلب کے ارادہ قنوج جانیکا کیا ناگہان اوسکے متوسلون مین سے کسیکے موںہہ سے یہہ بات نکلی کہ مہاراج کے ہوتے ہوئے اس جگ کا قصد راؤ جی چند کرے تعجب ہے اور آپکا شریک ہونا اوس جگ مین زیادہ تر عجب یہہ سنکر راجہ آگ ہوگیا اور بارادۂ جنگ چڑہ دوڑا راجہ جی چند بہی اس خبر کو سنتے ہی پیچ و تاب کہانے لگا الا جو ساعت معینہ جگ کے قریب تہی وقفہ کیا اور ایک مورت سونیکی ہمشکل پتہورا بنوا کر دربانونکی طرح دروازہ پر بٹہا دی راے پتہورا جب اس مضمون سے

واقف ہوا زیادہ تر شعلہ غضب کا اوسکے دل مین بھڑکا اور عرصہ قلیل مین وہان
پہونچکر اپنی تصویر اوٹھا لڑتا بھڑتا اپنے ملک کیطرف پھرا جب راجہ جی چند نے جگ سے
فراغت پائی راے پتھورا سے لڑنے کی ٹھرائی ہندی تواریخون مین لکھا ہی کہ کثرت فوج
کے سبب قنوج کے راجہ خطاب دل پنگل تہا سورج پرکاش مین تفصیل اس فوج
کی اسقدر درج ہے یعنی اسّی ہزار سوار زرہ پوش - تیس ہزار سوار پاکھر والے
تین لاکھ پیدل اور تیرانداز سفر مینا وغیرہ دو لاکھ سوار اسکے ایک بر سیاہ ہاتھیونکا
جنپر دو دو پہلوان زرہ پوش گرز بدوش سوار ہوکر روانہ ہوتے تہے - اور تاریخ گلدستہ
قنوج وغیرہ مین دس لاکھ فوج لکھی ہے القصہ جی چند کی بیٹی نے جسقدر کہ راجہ جگ مین
موجود تہے اونمین سے کسی کو پسند نہ کیا مگر پتھورا کی غائبانہ عاشق زار ہوئی اسواسطے
راٹھور جے چند نے اپنی لڑکی کو محل سے نکلوا دیا الگ مکان مین رہنے لگی راے پتھورا نے
جب یہہ حال سنا کمال خوشحال ہوا اور چاند باردائی کو کمال مہربانی سے راجہ جی چند
کے پاس بھیجا اور آپ چیدہ چیدہ دلاور ساتھہ لیکر نوکرونکے مانند اوسکے ہمراہ ہوا جب
قنوج پہونچے یہہ مشورہ قرار پایا کہ چاند تو راجہ جی چند کے پاس جاوے اور پتھورا مع
دلاوران ہمراہی ساتھہ ساتھہ اوس حویلی تک کہ جسمین دختر راجہ بائی سنجوگتا ہے آپکو
پہونچاوے الغرض یہہ حیلہ کر راے پتھورا نے راجہ کی لڑکی کو فریب سے لیا اور دہلی
کیطرف کوچ کیا اور اون سوسامنت کو واسطے مقابلہ اور مقاتلہ فوج جی چند
کے کسیقدر ایک کو پیچھے ایک کے کھڑا کیا سبکے اول رائے گہلوت تنہا مقابل فوج جی چند
کے ہوا بہت سے آدمی اوس نے مارے آخر خود بہی دریاے نیستی مین غرق ہوا بعد اسکے
نرسنگہ دیو و چانڈو - و سولنکی و بندیر و ستارد ول و پالن دیو کچھواہہ مع دو بہائیوں
کے باری باری سے جوانمردیان کرکے نقد زندگی کو مردانگی کے سپرد کرتے رہے اس جنگ
مین سات ہزار آدمی طرفین کے مارے گئے پر راے مذکور نے اوس نازنین کو نچہوڑا

اور لڑائی سے موہنہ نہ موڑا جب رای پتھورا اوس پری پیکر کو لئے ہوئے گھاٹی
کے پاس جو اجمیر سے قریب دو میل کے فاصلہ پر سمت شرق ہے پہونچا پازیب نازنین
سے گھونگرو ٹوٹ کر گر پڑے راے پتھورا گھونگرو اوٹھانیکو گھوڑے سے اوترا جے چند
مہارانی منع کرنے لگی نہ مانا اور جواب دیا کہ شجاعت سے بعید ہے جو بخیال پیچھے آنے غنیم
کے گھونگرو چھوڑ کر چلا جاؤن یہہ حرکت مردون کے لئے عیب ہے ہنوز گھونگرو لیکر
گھوڑے پر سوار نہ ہوا تھا کہ راؤ جی چند کی سپاہ جو پیچھا کئے چلی آتی تھی بہت قریب پہونچ
گئی جے چند نے دیکھا کہ غنیم پیادہ ہے اور لشکر کے آدمی محاصرہ کی فکر مین ہین اور
سنجوگتا رانی قریب پتھورا کے کھڑی ہوئی ہے بخوف آبرو کہ مبادا لڑکی کو نامحرم دیکھین
یا آسیب پہونچاوین گھیر لینے سے مانع ہوا اور آپ تیر و کمان لیکر پتھورا کے مقابل
آیا ادہر یہہ بہی مستعد جنگ تو کھڑا ہی تھا چاہا کہ دوڑ کر تلوار کا وار جے چند پر کرے
مہارانی چونکہ ذی شعور تھی سوچی کہ طرفین سے ایک دوسرے کا ضایع ہونا جان شیرین
کو تلخ کر دیگا دوڑ کر باپ کے قدمونپہ گری اور ہاتھہ باندہکر عرض کی کہ جو کچھہ قصور ہے
اس ننگ خاندان کا اسکے مارے جانے سے بہی اب رفع ندامت غیر ممکن ہے علاوہ
اسکے یہہ بہی صاحب ملک و مال اور حسب و نسب مین بہی ہم سے کمتر نہین کسی نہ کسی
سے تو آپ میرا بیاہ تقریب جگ مین کرتے ہی اب امیدوار ہون کہ ہم دونون کا
قصور معاف فرمایا جاوے اسی طرح کی باتین ملایم کین آخر باپ تو تہا ہی محبت
پدری نے جوش مارا دونون کا عفو قصور کیا اور وہین اونکا عقد کرکے آپ
لشکر سمیت قنوج کو لوٹ گیا جب سے یہہ گھاٹی بنام گھونگرا گھاٹی مشہور ہوئی۔ اور کتب
ہندی مین لکھا ہے کہ پتھورا دہلی واپس گیا اور راہ مین محصور ہوگیا مگر راؤ جی چند نے
اوسکو بچا کر عقد کر دیا اور آپ قنوج کو واپس آیا۔ یہی روایت صحیح ہے اسلئے کہ
اوسوقت وہ راجہ دہلی کا تہا اور اجمیر دور تہا اور اجمیر مین اوسکا بہائی راجہ تہا

اور قریب مرتبہ اونکا مقابلہ اور بیاہ کالی ندی پر ہوا ہے۔ اسلیئے گوگر گہاٹی کالگہونگرو کے نام سے
وجہ تسمیہ غلط ہی قصہ مختصر راتہور انے اوس نازنین کو دولتسرا مین جا اوتارا اور اسکے دام محبت میں
مین ایسا گرفتار ہوا کہ ملکی مالی کار و بار سے دست بردار ہوا جب ایک برس اسیطرح
گذرا سلطان شہاب الدین غوری کو بہی یہہ خبر پہونچی پہلے تو اوس نے راو جی چند
کے ساتہہ دوستی کی بنا ڈالی اور بیر بکرماجیت کے بارہ سو تینتیس سن مین ہجری سمت ۱۲۳۳
بہی اوسوقت پانسو اٹھاسی اور سن عیسوی گیارہ سو چہتر تہے سلطان مذکور آٹہوین سنہ ۵۸۸ھ ۱۱۷۵ع
مرتبہ ایک لشکر عظیم جمع کر ملک گیری کے ارادہ سے دہلی کیطرف متوجہ ہوا بلکہ بہت سے
محال لے لیئے اوسوقت کسی کو اتنی جرأت نہوئی کہ راجہ سے اس امر کی اطلاع کرے
آخر ارکان دولت نے مشورت کر کے چاند بہاٹ کو حرم سرا مین بہیجا کہ اوس بیگم
سے یہہ حقیقت کہی تا وہ راجہ تک پہونچاوے چنانچہ راجہ مطلع ہوا لیکن کئی مرتبہ جو
سلطان پر فتحیاب ہو چکا تہا اوسکو کچہہ چیز نہ سمجہا اور بسبب غرور و نخوت و عیش و عشرت
کے خاطر مین نہ لایا مگر وہ نازنین اس عیش و عشرت کو چہوڑ کر جوگن ہو گئی اور
اپنے خاوند کو قسم دلا کر کہنے لگی کہ نیکنامی اور شہرت حاصل کرنیکے لیے جان دینا اور
اس باب مین ذرا پہلو تہی نکرنا مین بہی تمہارے ساتہہ بہشت مین جاونگی اگرچہ
اوس عورت مردانہ سیرت کی بہادرانہ گفتگو کا حال کہ بہت طویل ہے جیسا کہ چاہیئے
معرض بیان مین نہین آسکتا ہے لیکن اوسکے کبیشر کا بیان جو نظم مین لکہا ہوا ہے
یہہ ہے وہ خبر حملہ کو بطور خواب بیان کرتا ہے یعنی پرتہی راج اوسکو اسطرح سنجوگتا
سے کہنے لگا آجکی رات جب مین سویا ہوا تہا ایک عورت نے کہ مثل پری خوبصورت
تہی میرا بازو پکڑ لیا تب اوس نے تمپر حملہ کیا۔ جب تم اوس سے لڑائی مین مصروف
تہے ایک بڑا قوی ہیکل ہاتہی جوش غضب مین بہرا ہوا مجہپر گرا اسمین آنکہہ میری کہل
گئی اور نیند اوچٹ گئی دل میرا دہڑکنے لگا اور ہونٹ کانپنے لگے اور بدشواری

الفاظ ہر ہر میری زبان سے نکلے اور سوچنے لگا کہ خدا جانے کیا ہونیوالا ہے
سنجوگتا نے جواب دیا کہ خدا تمھین فتح نصیب کرے اور نیکنامی حاصل ہو۔ او
آفتاب قوم چوہان کس نے تمہاری برابر شان وشوکت حاصل کی ہے موت ہی
تو انسان ہی نہین بلکہ دیوتا بھی نہین بچتے ہین موت تو اونکو بھی ضرور آتی
ہے سب پُرانی پوشاک کو بدلا چاہتے ہین۔ نیک نامی سے مرنا حیات جاودانی حاصل
کرنا ہے اپنا کچھ خیال نکرو بلکہ دلکو بطرف حیات ابدی مایل کرو۔ راجہ نے کبیشر
کو طلب کیا اور اوس نے آنکر اوس خواب کی تعبیر بیان کی۔ گرو نے ایک منتر لکھکر
راے پتھورا کی پگڑی مین رکھا ایک ہزار پیتل کے برتن دودھ سے لبالب چاند
سورج دیوتا کے نام پر چڑہائے گئے اور بہت سی خیرات ہوئی۔ دس سانڈ زمین
دیوتا کے نام پر قربان کئے گئے جب یہہ ہو چکا پرتھی راج نے غسل کیا اور تلسی کی
ڈالی اپنے خَود مین رکھی اور سالگ رام گلے مین لٹکایا اور زرہ بکتر پہن کر زرد
پوشاک پہنی اور مَور سر پر باندہا مہارانی نے نگاہ حسرت آمیز سے راجہ کو دیکھا اور
اپنے ہاتھ سے زرہ کے بند باندہے اور اپنے بالونکے چھلے راجہ کے ہاتھون مین
پہنائے اور کہا کہ دنیا مین یہہ آخری ملاقات ہے اب ہم تم بہشت آفتاب مین ملاقات
کرینگے الغرض راجہ پتھورا فوج لیکر نکلا اور راجہ جے چند نے بھی اوسکا ساتھ ندیا
بلکہ سلطان کا شریک ہوا بلکہ لکھا ہے کہ سلطان کو اشتعالک اور وعدہ کمک دیکر
اسی نے بلایا تھا یہہ بد انجام آپس کی پھوٹ اور نفاق کا ہے القصہ شعلہ جدال و
قتال بھڑکا راجہ پتھورا کا دل بجھہ گیا آخر سلطان کے رفیقون نے اوسکو پکڑ لیا
اور سلطان اسکو قید کرکے غزنین لے گیا جب چاند ابادفروش نے حقیقت حال
سے اطلاع پائی غزنین کی راہ لی آخر وہ سلطان کی ملازمت حاصل کرکے مورد
الطاف کا ہوا بعد اسکے پتھورا کی بھی خدمت مین پہونچا اور زندان مین اوسکی

دسازی کرنے لگا ایک دن بشورت پتھورا کے تیر لگانے کی تعریف بادشاہ کے روبرو یہانتک کی کہ وہ بمرتبہ مشتاق ہوا اور اوسکو بلوا بھیجا بلکہ اوسی وقت اجازت تیراندازی کی بھی دی رائے مذکور نے تیر وکمان اوٹھالیا اور ایک تیر اوس نشانہ ناوک تقدیر کے ایسا مارا کہ کام اوسکا تمام ہوا اوسی وقت بادشاہی نوکرون نے بھی راجہ کو چاند ابھاٹ سمیت مار لیا مگر یہہ بھی معمولی غلط بیانی ہے اور محض بے اصل ہے اسلیئے کہ فارسی تواریخون مین پتھورا کا مارا جانا جیسا کہ پہلے بیان ہوا تلاوڑی کے میدان جنگ مین لکھا ہے اور سلطان شہاب الدین کا قتل ہونا بعد مدت چودہ سال کے فدائی نام گکھڑ قوم کے ہاتھہ سے دریائے اٹک پر چنانچہ لب التواریخ سے منقول ہے کہ سلطان شہاب الدین ابو المظفر بن سام بن حسین بعد فوت ہونے اپنے بھائی کے بادشاہ ہوا مدت چار سال تک اس نے شمع عدالت سے جہان کو منور کیا آخر اثنا راہ مین ہندوستان سے لوٹتے وقت تاریخ تیسری شعبان کو بروز شنبہ کہ سن ہجری چھہ سو دو تھے درمیان نماز کے فدائی گکھڑ کے ہاتھہ چراغ سنہ ۶۰۲ھ
حیات اوسکا باد صرصر اجل سے بجھہ گیا تاریخ وفات سلطان کی یہہ ہے۔

شہادت ملک بحر و بر شہاب الدین	ز ابتدای جہان مثل او نیامد یک
سیوم ز غرہ شعبان بسال ششصد و دو	فتادہ در رہ غزنین بمنزل دمیک

اور مفتاح التواریخ مین بھی کہ اوسکا مؤلف ایک صاحب انگریز ہے مرقوم ہے کہ منزل دمیک مین جو ایک گاؤن توابع غزنین سے کنارہ نیلاب دریا مشہور اٹک پر قریب پشاور کے واقع ہے فدائیان گکھڑ کے ہاتھہ سے قتل ہوا تاریخ شہادت الفاظ صاحب السریر سے نکلتی ہے حاصل یہہ کہ روایت چاند محض بے اصل ہے چنانچہ قول راقم واسطے تردید کلام ابو الفضل مولف اکبرنامہ و دیگر نسخہ جات ہندی اور تائید مضمون تواریخ اول الذکر و لب التواریخ کے ایک عمدہ سند

ستند سے یہہ ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری نے بعد شکست دینے راے
پتہورا کے بتخانہ راجہ اندر سین واقع اجمیر کو جسکا ذکر باب دوم کی دوسری فصل مین
مفصل مرقوم ہے مسمار کرکے خانۂ خدا بنایا اور مدت ایک سال تک بتولیت
ابوبکر بن احمد کار تعمیر جاری رہا اور دس ہزار ہندوؤن کو اوسی سن مین بمقام
اجمیر کہ اولاد اونکی ابتک بلقب دیسوالی اجمیر مین مشہور ہے مسلمان کیا اور ماہ و سال
اوس مسجد کی محراب پر کندہ کرایا کہ جو ابتک موجود ہے تعجب ہے کہ ابوالفضل سا علامہ
باوصف ہمہ دانی کے ایسی روایت غلط کو اپنی تصنیف مین بلا تحقیق نقل کرے
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان الغرض راجہ جدہشٹر سے لیکر راے پتہورا
تک ایک سو بیس راجاؤن نے چار ہزار چار سو آٹھہ برس سلطنت کی پہر ہر ایک نے
منزل عدم کی راہ لی ایام سلطنت راجہ پتہورا کے اونچاس برس ہوتے ہین غرض
راجہ پتہورا کے مارے جانے کے بعد ہندوستان کی حکومت ہنود سے گئی اور سلاطین
اسلام کے ہاتھہ جا پڑی بعد از فتح ہند سلطان شہاب الدین غوری نے قطب الدین
ایبک اپنے ترک غلام کو نائب سلطنت ہند کیا اور آپ براہ سوالک اکثر محال کوہستان
غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا ادہر ملک قطب الدین سرانجام ملک گیری مین سرگرم ہوا
تہوڑے دنون مین قلعہ جات کول میرٹھ و گوالیار و بدایون اور دوسرے
قلعہ فتح کرتا ہوا جانب گجرات گیا اوس ملک کو تاخت و تاراج کرکے فتح و نصرت سے دہلی
مین آیا جب خبر مقتول ہونے سلطان شہاب الدین کی سنی تاریخ گیارہوین ربیع الاول
سن چہہ سو تین ہجری کو شاہ غزنین سے فرمانروائی ہند کی اجازت پاکر سکہ و خطبہ سنہ ۶۰۳ھ
اپنے نام سے رواج دیکر سریر آرا سلطنت کا ہوا مسلمان بادشاہون مین سب سے پہلے
یہی بادشاہ دہلی مین تخت نشین ہوا حضرت سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بہ
خنگ سوار سلک اولیاء اللہ سے انتظام رکہتے تہے اور عم بزرگوار حضرت

امیر سید حسین کے ہوتے ہین اسی بادشاہ کیطرف سے قلعہ دار اجمیر شریف تھے
چنانچہ مفصل آپکا ذکر خیر و برکت باب سوم کی دوسری فصل مین بیان ہوگا۔
فصل اول جغرافیہ اجمیر شریف کے بیان مین۔ واضح ہو کہ اجمیر کو اقلیم دوم
سے گنتے ہین طول اس صوبہ کا آنبیر معروف بہ جیپور سے بیکانیر و جیسلمیر تک
ایک سو اٹھ کوس عرض نہایت سرکار اجمیر سے بانسواڑہ تک ڈیڑہ سو کوس
پورب طرف اسکے اکبر آباد پچھم طرف دیپال پور تابع ملتان اوتر طرف قصبات
دہلی دکھن طرف گجرات اور سرکارین اسکی اجمیر چیتوڑ رنتھمبور جودہپور ناگور
سردہی بیکانیر سات متعلق اون سے ایک سو تیئیس ۱۲۳ محال آمدنی پچین کروڑ
تین لاکھہ ساٹھہ ہزار دام اور یہہ اصلاح مین متعدد یونکے پچیسوان حصہ پیسہ کا
ہے تواریخ کشاف عالم سے مستنبط ہے کہ عہد شاہی مین آمدنی صوبہ اجمیر کی ڈیڑہ
کروڑ تھی مگر اب سرکار دولتمدار انگریزی کے عہد مین اسّی میل طول اور پچاس
میل عرض اور دو ہزار ستادن میل مربع علاقہ صرف ضلع اجمیر شریف کا ہے بندوبست
حال مین جو اس ضلع کی پیمایش باہتمام جناب مسٹر جے ڈی لاٹوس صاحب بہادر
مہتمم بندوبست دام اقبالہ کی ہوئی اوسمین طول ضلع اجمیر کا ابتدا کھیڑہ جبتا
متعلقہ دو تیرہ تحصیل ٹاڈگڈہ سے شمال تک تا موضع ببایچہ تحصیل اجمیر ایک سو آٹھہ
میل اور فاصلہ عرض کا بڑے سے بڑا ابتدا ندی بناس سے جو علاقہ ساور مین
ہے تا علاقہ کھرہ ملحقہ پیسانگن چھتر میل انگریزی قرار پایا سرحد شرقی قصبہ کشنگڈہ
اور ریاست دار السرور جیپور۔ جنوبی سرحد میواڑ۔ غربی و شمالی میرواڑہ و علاقہ
جودہپور مارواڑ حصہ پورب اور گوشہ شمال و مغرب مین بہت مقام پر زمین
صوبہ مذکور کی ریتیلی ہے پانی دور تک جو کہدے تو نکلے بونے جوتنے کا مدار
بارش پر ہے اسی سبب زراعت ربیعی کم ہوتی ہے اور فصل خریف مین باجرہ

ہوار ہوتہ بکثرت کہین آٹہوان کسی جا چھٹا اور ساتوان اور بعض جگہہ پانچوان حصہ غلہ کا جاگیردار کو دیتے ہین مالگذاری کا رواج کم ہے

فصل دوسری

زمانہ شاہان اسلام مین یہہ شہر دار الحکومت اس صوبہ کا تہا آب وہوا شہر اجمیر کی گرم وخشک جاڑے مین جاڑا قریب اعتدال اور گرمی مین گرمی بکمال اکثر مقامات مین جنوب کیطرف کوہسار اور بیشتر زمین دشوار گذار ہین یاد اوسوقت اوسکا دار الحکومت چیتوڑ تہا اجمیر مین چوہان تہے اور جب شاہ نے یورش کی تو چیتوڑ فتح کرلیا جسکی بابت پدماوت کا قصہ مشہور ہے پہر شاہان چغتیہ نے اونکو مطیع کیا ہے ۔ لشکر شاہی ایکبار وہان جا نہین سکتا تہا علاوہ اس کے کوسون پانی نہین ملتا لیکن اب تو اونہین مقامات پر سرکار فیض آثار انگریزی کی توجہ سے اکثر بند تالاب کے بنگئے ہین اسلیئے بہ نسبت سابق زراعت بہی کثرت سے ہونے لگی ہے اور باشندے بہی وہان کے جو محض بہایم سیرت ووحشی تہے بوجہ ملازمی پلاٹن اور نیز جابجا جاری ہونے مدرسونکے اصلاح پانے لگے چنانچہ اس علاقہ مین راقم چند عرصہ تک سرکار ابد قرار انگریزی کیطرف سے عہدہ نایب تحصیلداری پر ممتاز رہا ہے اگرچہ اس صوبہ مین گرمی بشدت ہوتی ہے لیکن قریب شہر کے جو تالاب اور باغات کی کثرت ہے گرمی مین بہی ایک لطف پایا جاتا ہے اگرچہ سحر بنارس کی مشہور ہے مگر یہان کے سحر بہی سحر بنارس سے بمرتبہ بہتر ہے بیشتر پانی شہر کے کوؤنکا شور ہے مگر جو چشمے اور باولیان اندر باہر شہر کے ہین سب کے سب شیرین لیکن پانی جیسا چاہیئے اوتنا ہاضم نہین تاہم بعض بعض کنوئین اور باولیونکا غنیمت ہے آب وہوا بہی عموماً اچہی ہے مگر بہ نسبت شہر کے قلعہ تاراگڈہ کی آب وہوا بہتر ہے اسیوجہ سے صاحبان عالی شان نے قلعہ مذکور پر بنگلے واسطے سکونت کے تعمیر کرائے ہین اور بنتے جاتے ہین جنکے باعث رونق قلعہ کی

مرہٹون کی عملداری رہی سن اٹھارہ سو اٹھاسی کے آغاز مین مرہٹون نے
یہہ ضلع حوالہ سرکار دولتمدار انگریزی کردیا - ابتداء عملداری انگریزی مین ایک
تحصیل اجمیر کی مقرر ہوئی اور کل دیہات خالصہ و جاگیر و استمرار متعلق ایک
تحصیل کے رہے جب باہتمام کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم تعمیر تالابون کی
شروع ہوئی اور ایک تحصیلدار سے انصرام کل کام کا غیر ممکن تصور ہوا رام سر
اور راجگڈھ دو تحصیل اور مقرر ہوئین اسوقت سے تین پرگنہ اجمیر رام سر راجگڈھ
مقرر ہوئے - اس ضلع مین دیہات خالصہ کی دو قسم ہین - اول وہ دیہات
خالصہ جنکا حاصل سرکاری قابل کمی بیشی کے ہے دوم علاقہ استمرار جسکا حاصل
برائے دوام مقرر ہے اور کم و بیش ہونیکے لائق نہین ہے علاقہ استمرار سابق
سے پرگنات ذیل پر منقسم ہے پرگنہ بہنایہ پرگنہ مسعود آباد پرگنہ بیسانگن پرگنہ
ساور پرگنہ کیکڑی کہروہ یہہ پرگنہ بندی عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مین
ہوئی تہی - دیہات جاگیر کا کوئی جدا پرگنہ نہین ہے کل دیہات جاگیر ابتداء
عملداری انگریزی سے تعلق تحصیل اجمیر رہے ہین - پرگنہ اجمیر کے تحت دو جنوبی
پرگنہ پشکر اور گنگوانہ اور پرگنہ رام سر کے ماتحت پرگنہ سرنیگر مشہور ہے وجہ
تسمیہ ان کی یہہ ہے کہ ان مقامات پر تہانجات پولس مقرر تہے لہذا جو دیہات
متعلق ان تہانون کے تہے وہ حلقہ تہانہ کا بنام تہاد پرگنہ معروف ہوا -
مردم شماری جو ۱۸۷۲ء مین ہوئی اوسکے نتیجہ سے واضح ہوتا ہے کہ کل ضلع
اجمیر مین جسکے اندر مگرہ میرواڑہ بہی شامل ہے تین لاکہہ تیس ہزار بتیس نفر شمار
مین آئے - قصبہ ہذا مین پیداوار گلاب و نیشکر و ترکاریات ہر قسم و جو و گندم
و موٹھہ و مونگ کی زیادہ ہوتی ہے میوہ جات مین انار انگور سفید انگور سیاہ
امرود انبہ انجیر آلوچا آڑو چکیا اور گول بہی بجورہ بیر پیوندی

تربوز خربوزہ جامن چکوترہ سیب شہتوت شریفہ فالسہ کھرنی کیلا کرنا کھجور گنا سفید اور سیاہ گوندی ناشپاتی کمرکھ نارنگی ترکاریونمین آلو اروی کدو بھنڈی بتھوا بن کریلہ گوبھی پیاز پالک توری چقندر چوکا چولائی لوبھیا چچینڈا رتالو سانگری تیسم سویا سلاد شکرقند شلغم کرم کلا کولا کریلہ ککوڑا کچنار ککڑی کھیرہ گاجر گانٹھ گوبی گوار کی پھلی مولی میتھی ہاتھی چک پھولونمین گلاب کیوڑا موتیا رابیل مدہ مالتی جوہی لالہ نافرمان سورج مکھی گیندا گل عباس داودی گل مہندی مدن بان مولسری چنبیلی کیتکی شبو ریحان بیلا موگرا گل دوپہریا چاندنی عشق پیچا سنبل نرگس سیوتی اور اقسام کے نئے نئے خوشرنگ پھول ولایتی اور پہاڑی ہوتے ہین او دویات بھی یہان کے پہاڑ اور سواد مین اکثر ہوتی ہے چنانچہ افتیمون بھون پھلی برم ڈنڈی لسکھپیرا تمان گوکھرو بابونہ شیطرج راج ہنس شاہترہ ہرن سنگھی ترہ تیزک کاکڑا سنگھی نیلوفر بیدانجیر گل خیرو خرفہ کاسنی گورکھہ منڈی سرسون سرپھوکہ مقل تخم ریحان فرید بوٹی سنگھاڑا اولی دودی جوہا کنی تخم کتان موصلی سفید موصلی سیمل بجرونتی رتن جوت سانکا اولی پودینہ صحرائی لجونتی اوندھا پھولی بجاری قند گھونگچی املتاس کی پھلی کندش سماق شیستان بادیان گلو سعد کوفی - خبازی زیرہ سفید اجواین سلاجیت نرگندی کالی نگند وغیرہ

اجمیر کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ زمانہ گزشتہ مین اجیپال نامی ایک راجہ ہوا ہے اوس نے پہاڑ پر شہرپناہ بنوا کر پہاڑ و نمین شہر آباد کیا جو کہ زبان ہندی سنسکرت مین پہاڑ کو میر کہتے ہین اور بانی کا نام اجیپال تھا اسلیے

اسکا نام اجمیر رکھا گیا اور یہہ شہر سمت دو سو دو راجہ جد ہشٹر مین آباد ہوا
زمانہ سابق مین اسکو جھمیر اور جید رگ اور آدمیر اور اجیا نگر اور
جلو پور بھی کہتے تھے اجیپال کی وجہ تسمیہ ہندی کتابون مین یہہ لکھی ہے
کہ یہہ بکری چرانیوالا تہا بسبب اسکے کہ وہ ایک مرتاض کو جو پشکر کے پہاڑ وغیرہ
رہتا تہا ہر روز دودھ لیجاکر پلایا کرتا تہا اوسکی دعا سے یہہ اس ضلع کا راجہ
ہو گیا اور اجگند پہاڑ پر شہر پناہ بنوائی یہہ نام پدم پوران مین تحریر ہے
اور اوس پہاڑ پر بکریون کے کہرون کے نشان ہین اور وہان کے
مہادیو کا نام اجگند ہے اور اوسکے قریب ہی ایک مورت جو پتھر کی تراشی ہوئی
ہے اوسکو اجیپال کہتے ہین پہلے یہہ شہر اجیپال کی نال مین آباد ہوا پھر نور چشمہ
مین بعد اسکے سن پانسو اکسٹھہ ہجری یعنے روز تشریف آوری خواجہ بزرگ سنہ ۵۶۱ ھ
قدس اللہ سرہ العزیز سے اسکی آبادی جانب شرق بڑہتی گئی اور گوشہ
جنوب وغرب کی کم ہوتی گئی مگر زمانہ جلال الدین اکبر سے تو یوماً فیوماً آبادی
افزون ہوتی گئی اور وجہ اوسکی یہہ تہی کہ اکبر بادشاہ حسن عقیدت سے
بسبب پیدا ہونے جہانگیر کے فتحپور سے سن نو سو ستر ہجری مین تاریخ چودہوین
شعبان روز یکشنبہ کو پاپیادہ روانہ ہوا چنانچہ باب دوم کی پہلی فصل مین
بہ تشریح ذکر اوسکا تحریر ہوگا۔ کوس کوس کے فاصلہ پر اکبر آباد سے اجمیر شریف
تک ایک ایک کنوان اور مینار ایسے ہی چاہ اور مینارہ آگرہ سے لاہور تک بنائے
گئے جنمین سے اکثر اب بھی باقی ہین بنوائے ابتک بعض بعض جگہہ موجود و قائم
ہین پہلے اس شہر کے گرد فصیل نہتی جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے شاہزادہ
مراد پیدا ہوا سلطان مذکور نے شہر پناہ اجمیر کے بنوانے کا حکم دیا چنانچہ تین
سال کے عرصہ مین عمارات قلعہ و دولتخانہ شاہی اور مسجد اکبری واقع درگاہ

شریف محوطہ کے اندر لطیف اور نفیس چونہ اور گچ کی باہتمام اسمعیل قلیخان بنکر
طیار ہوئے دور اسکا چار ہزار پینتالیس گز جب بادشاہ نے دولتخانہ اور قصر
عالیشان کنارہ تال آناساگر کہ وہان اب شاہجہانی محل موجود ہے بنوایا پہر تو
ہر ایک امیر صاحب منزلت نے سوائے انکے اور بہی بعضے بعضے بادشاہی ارکان
نے موافق اپنے قدر و حوصلہ کے عمارتین ستہری دلچسپ اور باغ سرائین
بنائین اس سبب سے شہر دلچسپ اور خوب آباد ہو گیا اور اب تو سرکار دولتمدار
انگریزی کے عہد مین آبادی اسقدر ہے کہ اگر بلندی سے اس شہر کو دیکہا جاوے
تو سوائے حویلیون کے جیہہ بہر زمین خالی اور سائبان کا ہی نظر نہ آوے لطف
یہہ کہ دیکہنے والے کو یہہ ثابت ہو کہ اس شہر کی کل تعمیرات سوائے دولتخانہ اکبر بادشاہ
کے آج بنکر طیار ہوئی ہین علی ہذالقیاس بیرون شہر بہی گنج اور بازار و دیگر تعمیرات
کہ جنکا بیان باب دویم مین مرقوم ہوگا روز افزون بارونق اور آباد ہوتے
جاتے ہین چنانچہ ایک معمورہ نہایت معقول نظر آتا ہے اور ریل اور مدرسہ
میو کالج کے سبب سے اور بہی رونق کی امید ہے چیتوڑ مشہور قلعہ ہے اسی صوبہ کے
متعلقات سے اور کو کندہ کہ تابع اوسکا ہے وہان جست کی کہان ہے اور چین پور
مین تانبے کی لیکن یہہ مقام علاقہ مانڈل سے تعلق رکہتا ہے سابق رانا کے
سنہ ۹۷۴ھ تصرف مین تہا اکبر بادشاہ نے ایک مدت لڑکر سن نوسو چوہتر ہجری مین اسے
لیا قصہ اوسکا مشہور و معروف ہے زمانہ سابق مین یہان کے رئیسون کو راول
کہتے تہے اب ایک مدت سے رانا کہتے ہین جب سے کہ اون نے رانا منڈور پر
فتح پائی یہہ خطاب پہلے منڈور کے راجہ کا تہا قوم انکی گہلوت ہے اسوجہ سے
کہ انکے دادا نے اپنی بود و باش موضع سیسودیہ مین کی تہی اور سیسودیہ کہلاتے
ہین سوائے اسکے ایک برہمن جو انکا غمخوار تہا اس جہت سے اپنے تئین برہمن

بہی ٹھراتے ہین اور انکے خاندان کا یہہ دستور ہے کہ رانا جب سند حکومت
پر بیٹھے قشقہ آدمی کے لہو سے اپنے ماتھے پر کھینچے اور یہہ بات جو مشہور ہے کہ
اودیپور کے رانا نے اپنی بیٹی کسی بادشاہ کو خاندان تیموریہ سے نہین دی
غلط ہے کیونکہ عالمگیر بادشاہ کے اودیپوری محل ہونے سے ثابت ہوتا ہے
کہ رانا کی بیٹی شاہجہان یا عالمگیر نے ضرور لی ہے اور تواریخ ٹاڈ راجستان
مین بہی یہہ عبارت تحریر ہے کہ دراصل وہ عورت خاندان سیسودیہ یعنی
رانا اودیپور سے تہی اور اغلب ہے کہ وہ رئیس شاہپورہ کی جو ایک شاخ
خاندان میواڑ سے ہے دختر تہی جس وجہ سے بادشاہ نے بسبب قرابت خویشگی
کے ایک شہر آباد کر کے شہر پناہ پختہ بنوائی اور اوسکا نام شاہپورہ رکہا۔
آیندہ العلم عند اللہ اور نیز وقت غالب آنے شاہ دہلی کے جب رانا جنگلو مین
روپوش ہوا اوسوقت پیام خاص اپنی دختر کا بادشاہ سے دیا تہا دیکھو
ٹاڈ راجستان و تزک جہانگیری یا شاہجہان نامہ قصبہ سانبھر اجمیر سے
ستائیس فرسخ سمت شرق یہہ قصبہ ہے نمک وہان کا نہایت مشہور ہے اور
بیشتر کہانے مین بہی وہی آتا ہے شہر کے نزدیک چار کوس لنبا کوس بھر چوڑا
ایک چشمہ ہے پانی اوسکا نہایت کہاری لیکن تاثیر اوسکی یہہ ہے جہان زمین
کو کہود کر پانی سے اوسے بہر دیا اور زمین نے جذب کیا تمام قطعہ اوسکا نمک
آلود ہو جاتا ہے جہان کہود کر اوسکو کنارے پر ڈالدیا اور پانی چہڑکا نمک صاف
اوسمین سے نکل آتا ہے ہر سال کئی لاکہہ روپیہ کا نمک پیدا ہوتا ہے حضرت
خواجہ حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن خواجہ معین الدین حسن
سنجری رضی اللہ عنہم اوسی جگہہ آسودہ ہین آپکا مزار شریف سر راہ اجمیر شریف
واقع ہے اخبار الاخیار اور مونس الارواح اور مداین المعین مین درج

ہے کہ خواجہ فخرالدین نے انکا نام ہمنام اپنے برادر خورد کے جو صحبت ابدالون مین ملکر غایب ہو گئے تہے رکہا تہا قصبہ ناگور یہہ ضلع اب تحت مارواڑ کے ہے وجہ اسکی بنیاد کی یہہ ہے کہ راجہ پتہورا کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ چراگاہ جہان کی آب وہوا نہایت خوب اور مرغوب موافق مزاج مویشی کے ہو تجویز کیجاوے چنانچہ اطراف وجوانب کو آدمی عاقل اور ہوشیار واسطے انصرام اس کام کے روانہ کیے ایک شخص کا گزر اوس جنگل مین جہان اب شہر مذکور آباد ہے ہوا کیا دیکہتا ہے کہ مادہ گاو نے تنومند بچہڑا بنا ہے اور شیر نر سے مقابلہ کر رہی ہے ہر چند کہ شیر متواتر حملہ کرتا ہے مگر مادہ گاو قوی الجثہ اپنی چستی اور چالاکی سے اوسکا قابو چلنے دیتی نہین شخص مذکور جو یہہ تماشا عجیب وغریب دور کہڑا دیکہہ رہا تہا بمعیت مردان ہمراہی کے شیر کو للکارا آخر کار شیر نے رم کی اس نے دمراد ہاتہہ آنیکے باعث اجمیر کی راہ لی وہان پہونچکر تمام کیفیت گاے اور شیر کے مقابلہ کی اپنی آنکھون سے جو دیکہی تہی مفصل کہہ سنائی القصہ راے پتہورا نے اوس سرزمین کو پسند کر کے کہ محض ایک جنگل تہا شہر کی بنیاد ڈالی اور ایک قلعہ نہایت مستحکم بنا کر نام اوسکا نوانگر رکہا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے معروف بہ ناگور ہو گیا بیل یہان کا اور جگہہ کے بیلون سے بمرتبہ بہتر صورت شکل اسکی نہایت خوب ڈیل ڈول بغایت خوش اسلوب قد وقامت مین بہی بلند قوی جثہ اور تنومند ہوتا ہے الغرض قصبہ مذکور ابتدا مین چندان آباد نہ تہا مگر عہد سلطنت مغلیہ مین حسین قلیخان کو اکبر بادشاہ نے جاگیر مین عنایت کیا اوس نے ایک مکان حاکم نشین اور تالاب لطیف اور مسجد عالیشان وہان بنا کر رونق اوسکی دوچند کردی پہر دن بہ دن آبادی بڑہتی گئی ابوالفضل اور فیضی یہان کے ہی رہنے والے تہے حسین قلیخان کی مسجد بنا کردہ کے ناصیہ منبر پر

یہ کتبہ کندہ ہے

در زمان ولی و والی عہد	شاہ اکبر شہ بحق موصول
خان مقبول حق حسین قلی	کہ نباشد چو او بحسن قبول
مسجدے ہمچو کعبہ کرد بنا	کہ بود قبلۂ فروع و وصول
منزل جملہ پاک دینان است	ہمہ پاکان در و کنند نزول
جست تاریخ او وصالی گفت	بیت کل تقی حدیث رسول

سنہ ۹۷۲ ہجری میں یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ بعد اسکے طاہر خان نے ایک مسجد رفیع الشان وسط شہر میں قریب قلعہ سن ایک ہزار چھین میں بناکر دارین میں نیکنامی لی اور نیز اس نے آبادی کو اور ترقی دی یہ کتبہ طاہر خان کی مسجد کے اوپر کندہ ہے

بعہد حضرت شاہجہان باد	شہ صاحب قران با دین و باداد
بطاہر خان دران وقتیکہ ناگور	ز الطاف و نوازش در وطن داد
بتوفیق حق آن خان جوان بخت	برین تعمیر مسجد یافت ارشاد
بدل گفتم پئے سال بنایش	بگو بنیاد طاہر خان قوی باد

پھر سن ایک ہزار چھہتر میں اورنگ زیب کیطرف سے راجا رائے سنگہ ولد راؤ امر سنگہ کی جاگیر میں مقرر ہوا چنانچہ اس نے کتنے مکانات پرفضا بنائی اور ایک دروازہ عقب مسجد حسین قلیخان کنارہ حوض گدہانی پر سنہ ۱۰۷۶ ہجری میں باہتمام ڈونگرسی کوتوال کے بنا کیا چنانچہ یہ کتبہ دروازہ پر کندہ ہے وہو ہذا

بنا شد این دروازہ اسلام در عہد ابو المظفر محی الدین محمد شاہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی در عمل اقبال و اجلال پناہ شہامت و تہور دستگاہ راجہ رائے سنگہ ولد راؤ امر سنگہ در اہتمام حکومت پناہ ڈونگرسی کوتوال راجپوت گہلوت تاریخ ۲۹ شہر محرم المکرم سنہ ۱۰۷۶ ہجری درگاہ خلاصہ عارفین

شیخ حمید الدین صوفی ناگوری قدس سرہ کی بستی کے اندر سمت شمال ہے اگرچہ
اس مختصر مین آپ کے کمالات ظاہری و باطنی نہین سما سکتے مگر تبرکاً ذکر خیر
آپکا واسطے آگاہی کے بیان کیاجاتا ہے واضح ہو کہ لقب آپکا حضرت
سلطان التارکین ہے اور کنیت ابو احمد خلفاے خواجہ بزرگ معین الحق والدین
مین صاحب فضل وکمالات ہین سلسلہ آپکا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ
تک کہ عشرہ بشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہین پہونچتا ہے سن شریف آپ کا
کچھہ کم سو برس کا تہا نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی حالت
ذوق شوق مین زبان درفشان سے مخاطب بہ اصحاب ہو کر فرمانے لگے کہ
جس چیز کی جسکو خواہش ہو طلب کرے در اجابت وا ہے ایک نے دنیا چاہی
دوسرے نے عقبیٰ آپ نے طرف شیخ موصوف کے دیکھکر فرمایا کہ اے حمید الدین
تم چاہتے ہو کہ دنیا اور عقبیٰ مین معزز و مکرم رہو آپ نے جواب دیا کہ بندہ
کا چاہنا وہی بہتر جو رضائے مولے ہو حضرت خواجہ بزرگ نے اوسوقت یہہ
ارشاد کیا ۔ التارک الدنیا والفارغ عن العقبیٰ سلطان التارکین حمید الدین
صوفی ۔ اوس دن سے لقب آپکا سلطان التارکین ہوا اور تیسوین ربیع الآخر
سن چھہ سو تہتر ہجری مین وفات پائی اوس روز بڑا اسیلہ ہوتا ہے زن ومرد
بکثرت دور دور سے بہی آتے ہین اور نذرین چڑہاتے ہین آپکی اولاد سے
اکثر لوگ وہان آباد ہین محوطہ درگاہ شریف کا غیاث الدین تغلق نے بنوایا
بعد اسکے خواجہ حسین ناگوری نے دروازہ عالیشان زردپتھر کا جسکی صنعت
کاری دیکھہ انسان عالم حیرت مین آئے بلکہ نقش دیوار بنجائے بنا کیا یہہ کتبہ
جانب چپ سمت داخل دروازہ خانقاہ کے کندہ ہے عن سلیمان علیہ السلام
اعظم المصائب فوت الوقت بلا فائدۃ حررہ العبد میر بزرگ بن

میر محمد معصوم الناسی تخلصاً البکری مسکناً ترمذی اصلاً والحسینی نسباً
وکان لما ذالک فی سنة سمانیہ والف اور دوسرے پتھر پر یہ کندہ ہے

نظم

نامی بکشای چشم بصیرت دریاب	بنیاد زمانہ ہمچو نقشیست برآب
باتو گویم حقیقت دنیا چیست	بیداری یکزمان وباقی ہمہ خواب

جانب راست داخل دروازہ پر یہ اشعار کندہ ہین ۵

دو جہان در نظر دیدہ وران مختصر است	ہر کہ بربست از و چشم طمع دیدہ ورست
تا تو بد عہد رہ مہر و وفا بربستی	نامی دلشدہ را دیدہ بہ دیوار و درست

بعد از فتح دکن اعلی حضرت بندہ را بجانب عراق رخصت فرمودند العبد محمد معصوم
سنہ ۱۰۱۲ در حین مراجعت از ایران در ملازمت نواب میر محمد معصوم نامی درینجا
رسیدہ و این چند بیت از خمسہ ایشان کہ درین ولا باتمام رسانیدہ بودند تحریر
نمودہ در سنہ ۱۰۱۳ از (معدن الافکار) بحر ز گرداب تست کاسہ گر ٭ تا نمی از
جود تو یابد گہر ٭ از (حسن ناز) قریب لعل آن سرچشمۂ نوش ٭ شدہ سرگرم چون در
بنا گوش ٭ از (اکبرنامہ) بگلچینی این گلستان شدم ٭ سراپا صبا وار دامان شدم ٭
از (رار صورت) حسن است درم خریدۂ او ٭ خوبی گل آفریدۂ او ٭ از (خمسہ مخیرہ)
ہست بر نامت ابتدائے ہمہ ٭ بتو آغاز و انتہائے ہمہ ٭ اگرچہ اندر شہر
کے اور باہر اوسکے اطراف مین بہت سے مردان خدا آسودہ ہین انہین مین سے
پیر ظہیر اور حمید الدین کاسہ لیس ہین شمالی دروازہ کے باہر قریب محلہ آہنگران
ملتانیکے لوگ اکثر انہین بزرگوارونکے مزار بتلاتے ہین اور بعض اونکو مزارات
سہروردیہ الغیب عند اللہ چنانچہ اون مزارات کے ستونو پر یہ کتبہ کندہ ہے

گویند بود فاتحہ را فائحہ	زان فاتحہ بخش نکہت رائحہ

بر روح گزشتگان فرست اخلاصی	محتاج دعائیم بخوان فاتحہ

حررہ پیر بزرگ ۱۰۸ اور دوسرے ستون پر بالین مزارات موصوفہ کے یہہ ابیات نامی کندہ ہین ؎

تو خفتہ براہ و کاروان تیز	منشین و چو گرد باد برخیز
نامی چہ نشستۂ درین راہ	سے نہ قدمے درازہ و کوتاہ

نصیر آباد اجمیر سے ۱۵ میل کے تفاوت سے گوشہ جنوب اور مشرق مین چھاونی نصیر آباد کنکریلی زمین پر آباد ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ جنرل لونی اختر لونی ریزیڈنٹ کو شاہ دہلی نے خطاب نصیر الدولہ کا دیا تھا جنرل نے بیس نومبر ۱۸۱۸ع کو چھاونی کی بنیاد ڈالی اسلیئے نام اوسکا نصیر آباد رکھا فی الواقع ایسے اسلوب کے ساتھہ بسائی ہے کہ دیکھنے کے لایق ہے بارکون کی تعمیر کا طور ہی نیا نقشہ ہر ایک مکان کا جدید البنین برابر برابر سڑکین ستھری ہموار سراسر آب و ہوا وہانکی نہایت خوب بہ پیر و جوان کو مرغوب درختان سایہ دار دورویہ سڑکون پر لگے ہوئے ۔ سڑکون کے قریب بنگلون کے محوطون مین قسم قسم کے پھول گلشنون مین کھلے ہوئے دیکھکر خدا کی قدرت یاد آتی ہے خصوصاً برسات کے موسم مین تو عجب لطف وہانپر نظر آتا ہے یعنے جہانتک بیک نظر جاوے تختۂ زمردین نظر آوے ۔ سبزۂ نوخیز کا عالم ہی علیحدہ کوٹھیون بنگلون اور لب سڑک بیرہی ہرے گنجان درختون کا طور ہی جدا عرصہ چار سال تک راقم آثم بتقریب روزگار سرکار دولتمدار یہان رہا اس کیفیت اور بہار کو خوب دیکھا ہے **فصل تقیری** اخبار الاخیار سے منقول ہے کہ خواجہ حسین ناگوری جو شیخ حمید الدین کی اولاد مین برسون انہون نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی کے مزار شریف کی جو اوسوقت تک خام تہا مجاورت کی اور عبادت مولی مین مشغول رہے جس زمانہ

ہین کہ شہر اجمیر خراب ہو گیا تھا اور اوسکے گرد جنگل ہین شیر رہتے تھے حضرت خواجہ غریب نواز کی قبر شریف پر عمارت نہ تھی تب خواجہ حسین ناگوری نے اول بنیاد عمارت روضہ شریف کی رکھی اور اوسکی صورت اسطرح لکھی ہے کہ سلطان غیاث الدین خلجی بادشاہ منڈو خواجہ حسین ناگوری کو بہت اشتیاق سے بلوایا کرتا تھا اور خواجہ موصوف قبول نہین کرتے تھے تب سلطان سے لوگون نے کہا کہ اگر یہہ خبر خواجہ حسین ناگوری کو پہونچی کہ موئے مبارک حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سلطان کے پاس ہین تو بے اختیار چلے اوینگے سلطان نے یہہ خبر خواجہ حسین کو پہونچوائی اور وہ سنتے ہی بے توقف روانہ ہوکر بادشاہ کے پاس پہونچے چونکہ جاذبہ شوق درست تھا فوراً موئے مبارک خواجہ حسین کے ہاتھہ پر آگیا القصہ سلطان نے بعد اپنی عرض مدعا کے بہت سے تحفہ ہائے عالی پیش کئے خواجہ ممدوح نے قبول نہ کئے لیکن اونکے فرزند کے دلمین اوس ہدیہ کے لینے کی خواہش ہوئی تب خواجہ موصوف نے یہہ اجازت دی کہ جو اس مال کو لینا چاہتے ہو تو چاہئے کہ روضہ خواجہ بزرگ اجمیری اور روضہ اپنے جد شیخ حمید الدین ناگوری کا اس مال سے تعمیر کرو چنانچہ اوس مال سے یہہ عمارت جو قبر شریف حضرت خواجہ بزرگوار پر موجود ہے بنائی گئی اوس گنبد رشک ارم کی غربی دیوار مین سنگ مرمر کی جالی پر یہہ تاریخ بخط نستعلیق تحریر ہے ؎

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین	گفت ہاتف گو معظم قبہ عرش برین

اس تاریخ سے سن نو سو اتتالیس ہجری نکلتے ہین - لیکن غالباً یہہ تاریخ نقاشی گنبد کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی سن آٹھہ سو اٹہتر ہجری مین فوت ہوا اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین بن

غیاث الدین کے عہد مین یہہ نقاشی گنبد شریف کے اندر ہوئی ہوا ور
دروازہ روضۂ حضرت خواجہ غریب نوازہ کا ایک اور بادشاہ منڈ ونے عمارت
روضہ کے پیچھے بنوایا اور اسی روپیہ مین سے بنا ہے وہ بلند دروازہ روضہ
شیخ حمید الدین ناگوری کا جو ناگور مین ہے جسکا بیان ناگور کے حال مین
لکہا گیا الغرض نوسو انتالیس ہجری مین یہہ گنبد مع مزار مبارک سنگین کے
بالا رقبر خام بنایا گیا باہر سے دیکہو تو گنبد پر سونے کا کلس کلان اور اسکے
کنگوروں پر سنہری کلسیان چمکتی ہوئین نظر پڑتی ہین اندر روضہ کے سنہری
اور لاجوردی کام کیا ہوا ہے اور سقف منقش ہین کاشانی مخمل کی زرین چہت
گیری کے نیچے قمقمے سونے کے زنجیر طلائی مین آویزان ہین اور چارون گوشون پر
چار قمقمے طلائی سونے کی زنجیرون مین لٹکے ہوئے ہین کہتے ہین کہ زمانہ شاہی
مین ان قمقمون کا تخمینہ ہوا تہا ہر ایک قمقمہ پانچ پانچ ہزار روپیہ کا ہے علاوہ
انکے چاندی کے قمقمے چارون طرف متصل متصل آویزان ہین اور سنہری جہگہلان
مین آئینہ دیوار کے اندر نصب ہین اور یہہ اشعار آب زر سے روضہ کے
اندر لکہے ہوئے ہین ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین | اشرف اولیا روی زمین
در جمال و کمال آن چہ سخن | این مبین بود بحصن حصین
مطلعے در صفات او گفتم | در عبارت بود چو در ثمین
اے درت قبلہ گاہ اہل یقین | بر درت مہر و ماہ سودہ جبین
خادمان درت ہمہ رضوان | در صفا روضہ ات چو خلد برین
ذرہ خاک او عبیر سرشت | قطرہ آب او چو ماء معین
جانشین معین خواجہ حسین | بہر نقاشی بگفت چنین



نقشه نویس

قبۂ خواجۂ معین الدین | کہ شود رنگ تازہ کہنہ ز نو

اسکے آگے کے دو شعر ایسے فرسودہ ہو گئے ہین کہ پڑہے نہین جاتے مگر یہہ ثابت ہوتا ہے کہ روضہ شریف کے اندر نقاشی ازسرنو حضرت خواجہ حسین اجمیری نے کرائی جسکو تخمیناً ڈہائی سو برس گزرے - مزار شریف پر سیپ کے کام کا چھپر کہٹ صندلی بنا ہوا ہے بنانے والے نے عجب باریک سیپ کا کام کیا ہے کہ نقش ارژنگ کو مات کر دیا ہے اوسکی صفائی پر محبوبان صندلی رنگ کی رنگت قربان اور اوسکی ہر ایک بیل سلسل پر سنبل تر نثار بدل وجان چھپر کہٹ کی چہت مین کبھی سبز مخمل رومی کی چہت گیری اور کبھی زرد کی جسپر مغرق کام زرین کیا ہوا لگی رہتی ہے اور اوسکے کنارونپر چارون طرف سونے کے قمقمے جگمگاتے ہین چھپر کہٹ کے اندر سنگ مرمر نفیس کا مزار نہایت آبدار اوسپر سنگ طلائی وابری وفیروزہ ویشب واعجوبہ ولہسنیہ وغیرہ کی پچیکاری ہے جسمین بیل بوٹے پہول پتے منبت کے ایسے نادر اور تحفہ بنے ہوئے ہین کہ بیان سے باہر تعویذ مزار پُرانوار پر سنگ مرمر مین یاقوت رمانی جسکو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین جڑا ہوا ہے آپکا مزار پُرانوار ہمیشہ زربفت کمخاب پر زر تمامی اور مشجر کے قبرپوشون سے ڈہکا رہتا ہے اوپر اونکے پہولونکی چادر ہمیشہ آراستہ کیجاتی ہے چھپر کہٹ کے بیچ مین چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے مشہور ہے کہ اسکی ساخت مین ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے شاید اسمین کچھہ مبالغہ ہو کیونکہ قول عوام کا ایسے مقام پر اکثر ساتھہ مبالغہ کے ہوتا ہے مگر پیشتر اس کٹہرہ کی جگہہ سونے کا کٹہرا لگا ہوا تھا چنانچہ تزک جہانگیری سے منقول ہے یعنے جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ سن ایکہزار پچیس ہجری مین بسبب بر آنے بعضے مطالب کے مینے نذر کی تہی کہ محجر طلائی جالیدار اوپر مرقد منورہ حضرت خواجہ بزرگوار کی ترتیب دین -



نقشہ نویس

مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ

فخر الدین

ستائیسوین رجب المرجب کو طیار ہوا مینے حکم دیا کہ لیجا کر نصب کرین ایک لاکھ
دس ہزار روپیہ اوسکی لاگت مین صرف ہوئے اُس کٹہرہ کے تہوڑے فاصلہ سے
ایک دوسرا چاندی کا کٹہرا ہے جسکی ترمیم راجہ جے سنگہ سوائی والی و بانی جیپور
کے حکم سے شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علیخان متولی آستانہ کے اہتمام سے
ہوئی وزن اوسکا بیالیس ہزار نوسو اکسٹہہ تولہ تین ماشہ ہے یہہ دونون
کٹہرے نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے کہ اونکو خواجگان
چشت اہل بہشت سے بہت اعتقاد تہا بنوائے ہین بلکہ انہون نے تمام شاگرد پیشہ
اپنا آستانہ شریف کی خدمتگزاری کے لئے نذر کردیا کہ اون لوگون کی اولاد
ابتک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہے الغرض ان کٹہرونکی بنا کو کچہہ اوپر
سوا دوسو برس آجتک ہوگئے گنبد شریف کے اندر سنگ مرمر کا فرش نہایت صفا
ہر ایک پتہر مربع ترشا ہوا گرد اونکے سنگ موسیٰ پٹریان جڑی ہوئین نہایت
خوشنما معلوم ہوتی ہین گنبد کے شرقی دروازہ سے ملحق یہین و یسار دو حجرے
بنے ہوئے ہین جانب جنوب جو حجرہ ہے اوسکے دروازہ کا تیغا کیا ہوا ہے لوگون
کا قول ہے کہ اسکے اندر سونے کی شلاخین اور برتن سونے چاندی کے رکہے
ہوئے ہین غالباً وہ شلاخین طلائی اوسی محجر کی معلوم ہوتی ہین جسکو جہانگیر
بادشاہ نے سن ایک ہزار پچیس ہجری مین مرقد مقدسہ پر نصب کرایا تہا آیندہ

العیب عند اللہ

مزار شریف حضرت فخر الدین

کہتے ہین کہ ان دونون حجرون مین حضرت فخر الدین مرید حضرت خواجہ عثمان
ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اور اونکی بیوی کے مزار ہین جسوقت بیگمی دالان نواب معبد

علیا جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے بنا گیا تو اونکے تعویذ برابر زمین دوز کر دیے گئے چنانچہ اوس دالان کے گوشہ شمال و مشرق مین گنبد حضرت خواجہ بزرگوار کے شرقی آپکا مزار ہے اور گوشہ جنوب و مشرق مین شرقی روضہ منورہ کے آپکی زوجہ مرحومہ کی قبر ہے ہر سال چھبیسوین رجب کو بڑے دھوم سے آپکا عرس ہوتا ہے حضرت فخر الدین کے دو بیٹے صلبی تھے بڑے حضرت مسعود چھوٹے بہلول تیسرے منجھلے حضرت اسمٰعیل ان حضرات کے مزارات بیگمی دالان کے روبرو ہین - جہان اب فرش ہموار کرکے صرف سنگ ابری کے تعویذ بنا دیے گئے ہین انہین کی اولاد مین یہانکے خدام ہین جنکی تعداد کسی وقت مین گیارہ سو تک بتاتے ہین مگر اب بھی چھ سات سو کے قریب موجود ہین یہی صاحب زوارونکو زیارت کراتے ہین ہر ایک شخص ادنی و اعلے موافق اپنی حیثیت و مقدور کے انکو دیتا ہے عہد سلاطین مسلمین خصوصاً اکبر بادشاہ و نورالدین جہانگیر و فرخ سیر نے ان لوگون کو دیہات جاگیر مین بطور مدد معاش دیے ہین اب بھی وہ دیہات جاگیر جنکی آمدنی سالانہ تخمیناً چھ ہزار کے قریب ہے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے عہد بعدلت مہد مین قایم و برقرار ہے - دروازہ کے سمت شمال جو حجرہ ہے اوسکے اندر قبر پوش قرآن مجید نقرہ عود سوز وغیرہ سامان طلائی و نقرئی رکھا رہتا ہے شرقی دروازہ نہایت خوش قطع بنا ہوا ہے اور فرش بھی اوسکا بغایت پر تکلف ہے اس دروازہ کے سمت داخل روضہ جو کیواڑونکی جوڑی ہے کہتے ہین کہ بعد فتح چتوڑ کے اکبر بادشاہ نے قلعہ چتوڑ سے لاکر چڑھائی ہے چنانچہ یہ شعر اوسکی چوکھٹ

رکھے ہمیشہ تیری تیغ کار کفر تباہ ۔۔۔ بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ

اس دروازہ کے آگے جو دوسرا دروازہ ہے اوسکی دیوار کے دونون طرف یہ دو بیت بخط نستعلیق لکھی ہوئی ہین - و ہو ہذا

بیا کہ کعبۂ اہل دلست خواجہ معین	کہ طوف مرقد او میکنند شاہ وگدا
زراہ صدق درآ در مقام خواجہ معین	کہ ہست روضہ پاکش چو جنت الماوا

جانب خارج دروازہ روضہ کے سن بارہ سو چالیس ہجری مین نواب فیض اللہ خان بنگش سابق رئیس فرخ آباد نے اشٹ دہات کے کیواڑ کمانی دار چڑہوائے اور اوپر یہہ تاریخ کندہ کرادی وہو ہذا۔

خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش عالیست	ساخت دروازۂ درگاہ معین جاوید
چونکہ درگاہ معین است چو خورشید بلند	سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید

اسی دروازہ کے پہلو مین سمت شمال عقیق یمنی زررنگ دیوار مین نصب ہے اتنا بڑا اور خوش رنگ عقیق کم دیکھنے مین آیا روضہ شریف کی غربی اور جنوبی محرابون مین سنگ مرمر کی جالیون پر زرین پردے پڑے ہوئے کہ جنکی دید سے عقل حیرت کو اپنے ساتھ لاتی ہے۔ موسم گرما مین زرین پردون کی جگہہ خس کے پردے لگائے جاتے ہین اگر اس روضہ کو روضۂ رضوان کہیے تو زیبا ہے اور نور کا بقعہ سمجھیے تو روا ہے سبحان اللہ کیا لطافت اور نفاست اس مقام فیض انجام مین پائی جاتی ہے۔ کیسا ہی دل گرفتہ کیون نہو ادہر روضہ شریف مین آیا اودہر غنچہ خاطر افسردہ کو شگفتہ پایا دنکو ضیا رو نور شب کو روشنی شمع کافور کا وفور اگرچہ ہر دم کیفیت اور بہار کا عالم رہتا ہے مگر دم سحر بیان سے باہر لطف نظر آتا ہے ادہر تو مرغان نواسنج کا درختون پر گرد و پیش روضہ کے بذکر حق شور۔ اودہر نقارخانہ پر نوبت کی ٹکور۔ نسیم سحر کا ناز و انداز سے خراماں چلنا شمعون کا جھلملا جھلملا کر جلنا قوالونکا بہیرویں لگانا۔ صوفیان صاف دل کو وجد و حال آنا۔ ذاکران شب زندہ دار کا حجرون مین نعرہ اللہ ہو لگانا ایک جانب خانۂ خدا مین واسطے ادائے دوگانہ اوس یگانہ کے نمازیونکی کثرت

ظہور نور کا وقت ہوا کا چلنا۔ پہولون کا کہلنا۔ غرض جو لطف اوسوقت حاصل ہوتا ہے اوسکا لکہنا عشر عشیر ہی محال ہے اس کیفیت کو جس نے بنظر حقیقت دیکہا ہے اوس نے لطف اوٹہایا ہے ؎

محجر حضرت بی بی حافظ جمال

یہہ محجر روضہ شریف کی دیوار سے ملحق سمت جنوب بہت تحفہ بنا ہوا ہے اسکی جسقدر تعریف کیجاوے بجا ہے اور جتنی توصیف کیجیے روا ہے کیونکہ اسمین حضور خواجہ غریب نواز کی صاحبزادی آسودہ ہین آپکے اوصاف حمیدہ حیطہ تحریر مین کب آسکتے اور اس مختصر مین کہان سما سکتے ہین مگر کچہہ مجمل حال آپکی پیدایش کا باب دوم کی فصل اول مین تبرکاً معرض تحریر مین آیا ہے اگرچہ اسکی بنا کا حال کسی تواریخ مین نظر نہ آیا اور نہ کوئی کتبہ محجر پر کندہ ہے جسکے ذریعہ سے حال معلوم ہوتا مگر قیاساً یون معلوم ہوتا ہے کہ روضہ شریف حضرت خواجہ بزرگ کے ساتہہ یہہ محجر تعمیر ہوا ہے جسکی بنا کو ساڑہے تین سو سال کے قریب عرصہ گزرا آپکے مزار شریف پر سنگ مرمر کے تعویذ مین سنگ ابری و طلائی و سنگ لسنیہ فیروزہ وغیرہ پچیکاری مین جڑا ہوا ہے کمخاب تمامی شجر کے قبر پوش کے اوپر پہولونکی چادر پڑی رہتی ہے یہہ محجر چونہ اور سنگ سے بنایا گیا ہے سر سے پیر تک وہ نفاست اور صفائی ہے کہ صلِ علیٰ دیوارون مین وہ تحفہ چونے کا صندلا ہے کہ آئینہ کیطرح منہہ دکہلائی دیتا ہے محجر کا دروازہ کمانیدار نہایت شاندار ہے اسکے سامنے جو چہوٹی قبرین ہین وہ آپکے صاحبزادونکی ہین جو صغر سنی مین فوت ہوئے تہے شوہر آپکے حضرت شیخ رضی الدین تہے جنکا مزار ناگور سے قریب ایک کوس کے کنارہ حوض منڈہولا کے ہے ؎

مجر حور النسا بیگم بنت شاہجہان

روضہ شریف کے غربی یہہ مجر حور النسا بیگم بنت شاہجہان کا ہے جسکو یہان کے خادم حمینی بیگم کے نام سے مشہور کرتے ہین۔ تزک جہانگیری اور شاہجہان نامہ مین لکہا ہوا ہے کہ بروز چہارشنبہ اونتیسوین ماہ جمادی الاول سن ہجری ایک ہزار پچیس مین حور النسا بیگم بنت شاہجہان نے وفات پائی پاے انداز حضرت خواجہ بزرگوار مین روضہ شریف کی دیوار سے ملحق دفن کی گئین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ اس لڑکی کو بہت عزیز رکہتا تہا بہر حال ایک مختصر سا مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے کواڑ اسکے سنگ مرمر کے تہے کہتے ہین کہ تعویذ قبر پر عقیق یمنی کی تختی بہت عمدہ بیش قیمت لگی ہوئی ہے عوام پیسے اور کوڑیان اندر اوسکے پہینکتے تہے بخیال ٹوٹ جانے لوح کے دروازہ مقبرہ کا تیغا کردیا ہے جالیان بہی بند کرادی ہین اسلیے اوسکی اصلی لطافت مین تفاوت ہوگیا ہے ؛

احاطۂ نور

روضہ عالی کے غربی جنوبی سے قدرے حصہ شمالی تک یہہ محوطہ سنگ مرمر کا نہایت نادر بشکل بارہ دری ہے جسکے ہر در مین صفائی اور نزاکت خوشنمائی خوبی بہری ہے ساخت اسکی مثل عالم طلسمات جسکے روبرو نگار خانہ چینی مات ہر در مین سنگ مرمر کی جالی وضع کی نرالی دروازہ زیر کلس سونیکے لگے ہوئے نقاشی سے محراب اون پر گلہاے۔ بحر ان کہلے ہوئے شب ماہ مین سنگ مرمر کی سفیدی اور صفائی نور علی نور دکہائی دیتی ہے اور دنکو دہوپ مین عجب آب وتاب نظر آتی ہے فرش سنگ مرمر کا احاطہ کے اندر ایسا نفیس

اور مصفا ہے کہ پاے نظر تک اوسکی صفائی پر پھسلا جاتا ہے احاطہ مذکور کے
دو دروازے مین ایک جنوب رو اور دوسرا غرب رو دروازہ جنوبی
بنام باانداز دروازہ اور غرب رو بنام ٹکی دروازہ کے مشہور ہے اور عام
مین بہشتی مشہور ہے ؁

بیگمی دالان

گنبد شریف کے شرقی دروازہ سے ملحق یہہ دالان رفیع الشان جہان آرا بیگم بنت
شاہجہان بادشاہ نے سن ایکہزار تریپن ہجری مین تعمیر کرایا ہمت ستون کھڑے
کنگورے سنگمرمر کے اور فرش دالان سنگ افشان ابری اور طلائی کا
اسقدر پر تکلف اور شفاف ہے کہ بیان سے باہر ہر ایک در دالان کا اندر سے
مصفا باہر سے منور ستون نور کے سانچے مین ڈہلے ہوئے دیوارون مین نقش
ونگار سے گلہاے بیخزان کہلے ہوئے ہر در مثل دلہاے اہل عرفان کشادہ
قصر قیصر اور محل فغفور سے خوبی مین زیادہ دن کا مجاور جاروب کش آفتاب
درخشان شب کا پاسبان ماہ تابان بچشم انجم نگران چہت مین تمامی کی چہت گیری
لگی ہوئی جسکے چارونطرف قریب قریب قمقمے چاندی کے لٹکے ہوئے عمدہ عمدہ
خوشنما کتبے جواہر رقم اور مرصع رقم کے ہاتہون کے لکہے ہوئے وسط کی محرابسے
سنگمرمر مین جواہر گران بہا کی پچیکاری ہے یا قلم صنعت کی گلکاری ہے
عوام الناس اوسکو نورجہان بیگم کے گلے کی دہگدہگی کہتے ہین اسکے اندر
ہیرے اور یاقوت جڑاے ہوئے ہین اگرچہ اتنی بڑی دہگدہگی شاہزادی موصوفہ
کے گلے کی ہونا قیاس مین نہین آتی مگر بہرحال ابتک موجود ہے ہوا بہی اس مقام
دلکشا کی عنبر بیز مشک خیز ہے کیونکہ روضہ شریف کے پہلون مین بسی ہوئی نسیم
وصبا اس جگہہ آتی ہے گلشن فردوس کا لطف یاد دلاتی ہے چوڑان چکلان

اور نجان اسکی نہایت مناسب کنگورہ و نیز خوبصورت خوبصورت سنہری کلس اور
کلسیان آگے سرخ سائبان دالان کے روبرو دور تک سنگ مرمر کا فرش
کیا ہوا گرداوسکے اوسی وضع کا سنگین کٹہرا لگا ہوا صبح شام قوالان خوش
الحان اس جگہہ گاتے ہین عارفون کو وجد و حال آتے ہین ہر پنجشنبہ اور
شروع چاند کی چھٹی تاریخ اس صحن بیشکمین مین محفل سماع ہوا کرتی ہے مشائخین
پر تمکین آتے ہین قوال گاتے ہین علاوہ انکے اکثر شہر کی خلقت حاضر ہوکر محفل
کی کیفیت دیکھتی ہے چھہ گہڑی رات تک یہہ جلسہ قائم رہتا ہے وقت برخاست
محفل کے قوال ملکر کڑا کا جو عبارت راگ سے ہے اور اوسمین تشریف آوری
حضور خواجہ بندہ نواز و استیصال کفر کا مضمون ہے گاتے ہین گویا زمانہ
ماضی کو حال کر دکہاتے ہین بعد اختتام راگ مذکور کے روضہ شریف کے دروازے
مسدود ہوجاتے ہین - بانی تعمیر ہذا نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم کو حضرت خواجہ
بزرگوار سے نہایت اعتقاد تہا اور بڑی قابل تحسین کتاب مونس الارواح کہ
جسمین بشیتر ذکر خیر و برکت حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا مندرج ہا ہے انہین کی
تصنیف سے ہے چنانچہ کتاب موصوف کے آخر جو عبارت خاص مصنفہ ممدوحہ
نے اپنے ہاتہ سے لکھی ہے یہہ ہے - بعد از حمد خداے احد صمد جل جلالہ و پس از
درود رسول او محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میگوید فقیرہ حقیرہ جہان آرا
کہ چون از یاوری بخت و فیروزی طالع از دار الخلافۃ اکبر آباد در خدمت والد
بزرگوار خود متوجہ خطہ پاک حضرت اجمیر بنیظیر شدم از تاریخ ہیژدہم ماہ
شعبان المعظم سن یکہزار پنجاہ وسہ ہجری تا تاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک
کہ داخل عمارت کنار تال آنا ساگر گشتم - موفق شدم کبراین معنی کہ ہر روز
و ہر منزل دو رکعت نماز نافلہ ادا میکردم و یکبار سورہ یٰسین با فاتحہ از رو

کمال اخلاص وعقیدتمندی خوانده ثواب آنرا بروح پرفتوح مطهر منور حضرت
پیر دستگیر خواجه معین الحق والدین رضی الله عنه نیاز مینمودم چند روز که
در عمارت مذکوره توقف واقع شد از نهایت ادب شبها بر پلنگ نخوابیدم
وبطرف روضه متبرکه حضرت پیر دستگیر پا دراز ننمودم بلکه پشت به آنجانب
نکردم وروزها در زیر درختان میگذرانیدم وبه برکت آنحضرت واثر فیض
این سرزمین جنت آیین جمعیت وذوقها روی میداد ویک شب مولود چراغان
خوبی کردم در زینت وخدمت روضه آنچه از دست آمده وخواهد آمد تقصیر
نکرده ام ونخواهم کرد الحمد لله والمنة وصد هزاران هزار شکر که روز پنجشنبه
چهاردهم رمضان المبارک سعادت زیارت مرقد منور معطر حضرت پیر دستگیر
رضی الله تعالی عنه حاصل شد یک پهر روز مانده بروضه مقدسه رفتم وداخل
گنبد شریف شده هفت مرتبه گرد قبر پرنور پیر خود گشتم وبمژگان خود جاروب
کردم وخاک خوشبوی آنجا را توتیای چشم خود ساختم در آن وقت عجب
حالتی وذوقی باین فانیه رو داد که بتحریر راست نمی آید از نهایت شوق
سراسیمه شده بودم نمیدانستم که چه گویم وچکنم القصه عطر چووه اول بر قبر
معطر معنبر آنحضرت بدست خود مالیدم وچادر گل که بر سر خود برداشته آورده
بودم بربالای قبر مبارک انداختم ودر مسجد سنگ مرمر که بصرف دو لکهه وچهل
هزار روپیه پدر بزرگوار حق شناس این فقیره راست کرده اند رفته نماز ادا
کرده وباز در گنبد مبارک نشسته سورۀ یسین وفاتحه بروح پرفتوح خواندم
وتا وقت نماز مغرب در آنجا بودم وشمعی به ارواح آنحضرت روشن کرده روزه
را بآب جهالره افطار کردم عجب شامی دیدم آنجا که بهتر از صبح بود اگرچه اخلاص
ومحبت وهمت فانیه تقاضای این نمیکرد باین قسم جائی متبرک پرفیض گوشه

عافیت رفته باز بخانه بیاید اما چه چاره - رشتهٔ در گردنم افگنده دوست میبرد ہر جا کہ خاطر خواه اوست ؛ اگر اختیار میداشتم ہمیشہ در روضہ آنحضرت کہ عجب گوشہ عافیت است و من عاشق گوشہ عافیت ہستم بسر میبردم و بسعادت طواف نیز مشرف میشدم ناچار بچشم گریان و دل بریان بصد ہزار افسوس ازان درگاہ رخصت شدہ بخانہ آمدم و تمام شب طرفہ بیقراری در من بود صباح آن روز جمعہ والد بزرگوارم کوچ کردہ متوجہ اکبرآباد شدند ؛

کرناٹکی دالان

یہہ دالان سنگمرمر کا روضہ شریف کے مقابل بسمت جنوب نواب والاجاہ رئیس کرناٹک نے جسکا خطاب شاہ عالم بادشاہ دہلی کا دیا ہوا امیر الہند تہا سن بارہ سو سات ہجری مین قادر یار خان اور جعفر خان اور علی محمد خان کے اہتمام سے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما اور خوب خوش وضع اُسکی دیکہی مبصر و نکو مرغوب سنگمرمر کی صفائی کے آگے گوہر عرق شرم سے غرق آب عمارت تحفہ و لاجواب اکثر اوقات صبح شام اس دالان مین بیٹھکر سطربان خوش نوا دیر یار خان سمیا حضور مین مجرا کیا کرتے ہین گل مراد سے دامن امید بہرتے ہین اس دالان کی بنا کو اٹہتر برس گزرے یہہ کتبہ اوسکی تاریخ کا محراب پر کندہ ہے ٥ سنہ ١٢٠٧ھ

در حضور خواجۂ ہر دو جہان	آن معین الدین شہ شاہنشہان
چون امیر الہند کان عدل و داد	بحر جود و آسمان اعتقاد
یعنے آن نواب والا مرتبت	نام والاجاہ عالی منزلت
کامران ملک کرناٹک بود	بندۂ خاص خدا بیشک بود

از خلوص نیت وصدق عفیف | بر نہادہ کرسی جاے لطیف
تا بیاسایند مردم اندرین | موجب برکات باشد بالیقین
گفت چون تعمیر والاجاہی است | ہم بنایش موقف للّہی است
سال تعمیرش ز دل کردم طلب | وجد در خود کرد دل وا کرد لب
سال تاریخش بجو در این دعا | باد دایم قائم این فرخ بنا
از جلوس شاہ پنج و سی طلب | شد مرتب در مہ پاک رجب

باہتمام آن فدویان والاجاہی محمد جعفر خان و قادر یار خان و علی محمد خان حصول سعادت نمودم - قریب اس دالان کے سمت شرق جو پانی کی سبیل ہے اوسکو بھی نواب مذکور کی تعمیرات سے مشہور کرتے ہین اسی دالان کے مقابل پایان روضہ شریف دروازہ جنوبی کے پہلوسے ملحق دو محوطے سنگ مرمر کے ہین اور سکے اندر کہتے ہین کہ حضرت معین الدین خورد اور شیخ بایزید اور حضرت قیام الدین بابر بال اور شیخ بدہ مخاطب بہ سید الملک نبیرہ گان حضرت خواجہ بزرگ آسودہ ہین ؏

مقبرہ شاہ قلیخان

یہہ مقبرہ محمد تقی بخشی نے جسکا خطاب شاہ قلیخان اور منصب تین ہزاری پانصدی سے عہد اکبر مین ممتاز تہا اپنی حیات مین تعمیر کرایا تہا مگر اسمین اوسکو دفن ہونا نصیب نہ ہوا منتخب التواریخ مین درج ہے کہ سن ہجری ایک ہزار آٹھہ مین شاہ قلیخان نے آگرہ مین وفات پائی عہد اکبر بادشاہ مین یہہ شخص اجمیر کا صوبہ دار تہا شہر سے ایک کوس کے فاصلہ پر سمت شرق لب سڑک ایک باغ ابتک شاہ قلیخان کا یادگار ہے جسکو یہانکے لوگ میر شاہ علی کہتے ہین الغرض اس مقبرہ

کو بنے ہوئے کچھ کم تین سو سال گزرے فرش ستون اور دیوار سنگ مرمر کی ہین گنبد لداؤ کا ہے قبرونکے تعویذ سنگ ابری و طلائی سے بنائے گئے ہین مقبرہ کے صحن مین بھی دور تک سنگ مرمر کا فرش اوا اسی قسم کے پتھر کا کٹھرا لگا ہوا ہے

صندل خانہ

اصل مین یہ مسجد سن ہجری آٹھ سو اونسٹھ مین سلطان محمود خلجی نے بنائی گرچہ یہانکے لوگ اسکو نورالدین جہانگیر بادشاہ کی مسجد کہتے ہین مگر کسی تواریخ سے ثابت نہین اور سلطان محمود خلجی کا بنوانا کتب تواریخ سے ثابت ہے چنانچہ تاریخ فرشتہ مین مندرج ہے کہ سن آٹھ سو اونسٹھ ہجری مین اتفاقاً اون لوگون کی عرضداشت جو کہ طرف ہاڑوتی کے متعین تھے اس مضمون سے آئی کہ آفتاب اسلام کا ممالک ہندوستان مین افق اجمیر سے طلوع ہوا اور خواجہ بزرگوار بھی اوسی بقعہ شریف مین آسودہ ہین لیکن چونکہ تصرف ہندؤنکا ہے اسلام اور مسلمانی کا نشان باقی نہین رہا یہ عرض سنتے ہی اوسی دن سلطان محمود خلجی نے اجمیر کو کوچ کیا اور متواتر کوچ کرتا ہوا اجمیر مین پہونچا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ بزرگوار سے مدد چاہی مورچال قایم ہوئے اور گجادھر سردار اہل قلعہ نے جو رانا کمبھا کیطرف سے قلعدار تھا مع فوج راجپوتون کے قلعہ نشین ہوکر جنگ کی پانچوین روز گجادھر قلعدار سردار قوم راجپوت نامی دلاور اور راجپوت کی فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلکر مقابل فوج شاہی ہوا مگر بہادران لشکر اسلام جو کارنامہ رستم و اسفندیار کو بے قدر جانتے تھے اونکے حملہ ہائے متواتر سے ہر کوچہ و بازار مین فوج راجپوت کے کشتونکے پشتے نظر آتے تھے آخر گجادھر لڑائی مین مارا گیا اور جماعت لشکر

شاہی کی تعقب لشکر مغلوب اور مفرور کا کرتی ہوئی مظفر و منصور قلعہ پر چڑھ گئی
اور قلعہ پر قبضہ کر لیا تب سلطان شکر الٰہی اس فتح کا بجا لایا اور طواف مزار
حضرت خواجہ بزرگ وار کا کر کے خادمان و مستحقین درگاہ شریف کو مالامال
اور نہال کر دیا اور یہہ مسجد بنائی خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان کا خطاب دیکر
اجمیر کا حاکم کیا اور تواریخ شرمن صاحب سے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ سنہ ۸۵۲ھ
مین سلطان محمود نے اپنے بیٹے کو حاکم اجمیر کا مقرر کیا تھا الغرض یہہ مسجد عالی
روضہ شریف کی شمالی دیوار سے ملحق ہے دیوارین اسکی خشتی اور سقف سنگین
فرش سنگ مرمر کا اندر باہر مسجد کے ہے اب اس مقام فیض انجام مین صندل
گھسا جاتا ہے اسی وجہ سے بنام صندلخانہ کے مشہور ہے سبحان اللہ اس جاے
پاک کی ہوا کیسی خوشبودار ہوتی ہے کہ اگر ایک لحظہ انسان وہان ٹھیرے دماغ
معطر ہو جاوے اور یہہ وہ مقام متبرک ہے جہان حضور خواجہ غریب نواز عبادت
مولیٰ مین مشغول رہتے بلکہ اب تک نشان حجرہ شریف پہلوے مسجد مین عیان ہین ؎

چلہ حضرت شیخ فریدالدین رح

عقب مسجد سلطان محمود خلجی کے یہہ مقام زبدۃ السالکین حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج
کے چلہ کشی کا ہے جنکی درگاہ شہر پٹن مین ہے مشہور ہے کہ آپکی نگاہ کی تاثیر سے
خاک کے تودے شکر ہو گئے تھے اس سبب سے لقب آپکا شکر گنج ہوا
اور بعض کا یہہ بھی قول ہے کہ ایک سوداگر واسطے تجارت کے شکر بھر کر لئے جاتا تھا
حضرت شیخ نے تھوڑی سی شکر اوس سے طلب کی اوس نے جواب دیا کہ یا حضرت
ان بورون مین نمک ہے شکر نہین ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ نمک ہوگا سوداگر نے
جب مقام مقصود پر پہونچکر شکر کے بورے کھولے تو سب مین نمک پایا اپنے اوس

کہنے پر بہت پشیمان ہوا اور شیخ کے حضور مین پھر حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا
کہ غم نکر اگر نمک تہی تو پھر شکر ہو جاویگی یہہ سنکر جب واپس آیا تو کل بورون مین
شکر پائی چنانچہ خانخانان محمد بیرم خان نے اس قصہ کو نظم کیا ہے جسکا ایک شعر یہ ہے

کان نمک جہان شکر شیخ بحر و بر	آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر

الغرض دور تک چلے مین بطور تہ خانہ کے درجے بنے ہوئے ہین بعض بعض
واقفکارون کا یہہ بیان ہے کہ حضرت خواجہ کا مزار خام جو زیر گنبد ہے اوسکا
یہی راستہ تہا مگر اب مدت دراز سے راستہ بند کر دیا گیا ہے اس چلہ کا دروازہ
ہمیشہ مقفل رہتا ہے سال مین ایک بار پانچوین تاریخ ماہ محرم کو کہولا جاتا ہی
مگر جو کوئی وارد وصادر سے دیکہنے کا شایق ہوتا ہے اپنے فائدہ کے لئے خادم
لوگ قفل کہولکر دکہلا بہی دیتے ہین چلہ کے متصل یعنے سلطان محمود خلجی کی شمالی
دیوار سے ملحق حضرت شیخ بایزید خورد جنکا اسم مبارک رفیع الدین اور بایزید خورد
بہ نسبت اپنے جد حقیقی تاج الدین بایزید بزرگ کے کہتے تہے آسودہ ہین قریب
آپکی قبر کے آپکی والدہ اور آپکی بی بی کے مزار ہین اونپر چنبیلی کے درخت چہائے
ہوئے ہین سبز سبز پتون مین سفید سفید پہول کثرت سے کہلے ہوئے طرفہ بہار دکہلاتے
ہین گویا جنتی قبر پوش رضوان نے لاکر چڑہایا ہے یا صانع عالم نے اپنی صنعت کاملہ
سے ایک پہولونکا گنبد بنا دیا ہے ظہور رحمت حق عیان ہے کہ بزرگون کے مزارون
پر پہولونکا سائبان ہے بعض ان مزارون کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی
کے ازواج مطہرات کے بیان کرتے ہین ؛

جامع مسجد شاہجہانی

یہہ مسجد اعلےٰ روضہ شریف کے غربی بنی ہوئی ہے وجہ بنوانے مسجد کی یہہ تہی کہ

قبل از جلوس بعد فتح ملک رانا اودیپور کے شاہجہان کو اتفاق اجمیر مین آنے کا ہوا
زیارت خواجہ بزرگ سے مستفید ہو کر دلمین عہد کیا کہ ایک مسجد وسیع و رفیع اس
مقام پر تعمیر کیجیے الغرض جسوقت کہ سلطان مذکور بلدہ لاہور مین سریر سلطنت
پر بیٹھا اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا صاحب مرآت الاسرار عبد الرحمان چشتی لکھتے
ہین کہ مدت چودہ برس مین یہہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ شاید کسی باعث سے بنیاد
مسجد کی شروع ہونیکے بعد کار تعمیر ملتوی رہا ہو تو کیا عجب ہے ورنہ چودہ سال
بہت ہوتے ہین الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھ چالیس ہزار روپئے
صرف کر کے شاہجہان نے اس مسجد کو بنوایا طول اسکا ستانوے گز شرعی
اور عرض مسجد ۱۷ گز اور صحن مسجد ستانوے گز شرعی ہے۔ اور گز شرعی آدم
متساوی الخلقت کے چوبیس انگشت ہوتا ہے مسجد موصوف کے صحن مین پانچ
دروازے ہین ایک جنوب رویہ اور دوسرا دروازہ شمال رو باقی تین دروازے
شرق رو کسی شاعر نے یہہ تاریخ تعمیر مسجد کی کہی ہے ؎ قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہجہان
اور بیدل خان طالب کلیم نے تاریخ اتمام تعمیر مسجد مین ایک قصیدہ بڑی دہوم
دہام کا لکھا ہے یہہ چند اشعار اوسکے لکھے جاتے ہین۔ و ہو ہذا۔ ؎

داد یمن حرمت اجمیر را فیض قدم	سر نوشت ساکنانش نیست جز حفظ امان
زین محل نیض ہر حاجت کہ میخواہی بخواہ	میتوان صد دستہ گل بست از یک گلستان
مسجدی کان کعبہ ثانیست تاریخش بود	کعبۂ حاجات دنیا مسجد شاہجہان

اگرچہ ہو بہو مسجد کی تعریف لکھنے مجھ جیسے ناچیز کی لاعلمی پر دال اور قوت ناطقہ
سے ادا ہونا اک امر محال ہے مگر تبرکاً و تیمناً اپنی سعادت جانکر نوک قلم سے کار
مانی و بہزاد لیتا ہون اور تیشہ فرہاد فکر سے شیرین بنیاد و خندہ نہاد کا نقشہ
تراشتا ہون واضح ہو کہ یہہ مسجد اعلے افضل المساجد ہندوستان ہے اگرچہ

اور مسجد ونکی تعمیر مین زر خطیر خرچ ہوا ہے مگر یہہ بہی لطافت نفاست ملاحت صباحت
مین ایک ہے عجب پر فضا اور دلکشا تعمیر وسعت رفعت مین بے نظیر فرش ومحراب
در و دیوار چہت منڈیر مینار سنگ مرمر کے اسقدر مصفا کہ تباشیر ظہور صبح وکاٖفور
نور سحر اونکی تیزی صفا کے آگے ٹہنڈا اونکی آب وتاب چمک دمک اگر سیماب
دیکہے پارہ پارہ ہوجائے ہیرا دیکہے تو زہر کہا کر مرجاوے سقف پر گنبد زرنگار
ستار محرابون پر عجیب وغریب بہار جنکے دم خم کے روبرو خم ابروے معشوقان
رنگین ادا بے آبرو قوس فلک آسمان پر اسی کسبب سے پوشیدہ ہے کہ اونکے
روبرو ایک زال کہن سال پشت خمیدہ ہے۔ ستون ایسے کہ شمع کافوری اونکے
مقابلہ مین بے نور اور سرو چمن اونکی سہی قدی کا شہرہ سنکر چکنا چور فرش
پر وہ آب وتاب کہ گوہر دریاے خجالت مین غرق آب فرش ہے تا بہ عرش لاجواب
کرسی پر کرسی فدا زینونکا قرینہ بہی نیا ہر ایک زینہ لطافت بہرہے یا دریاے
صباحت کی لہر پر لہر ہے سنگ تراشان آذری پیشہ نے تیشۂ جادو تراش
سے عجیب وغریب سنگ مرمر کو تراشا ہے گویا روضۂ رضوان کا نمونہ زمین پر
بنا دیا ہے جدہر نظر جاوے چسپیدگی سے وہین رہجاوے نور کا عالم نظر مین
سماوے انتہاے فرش پر کٹہرے کے قریب مولسری کے درخت سبز بخت آبیمین ٹلے
ہوئے کثرت سے پہول اونمین کہلے ہوئے جنکی لپٹ دماغ جان کو مہکاتی ہے ست
خوشبو ایسی کہ مشک اذفر کے دہوئین اوڑاتی ہے سنگ مرمر کی پٹریون پر سنگ
موسیٰ کی پچیکاری مین حرفون کی وہ شان کہ آنکہون کی سیاہی سفیدی
اونپر قربان وسط کی محراب مین کلمہ طیبہ بقلم جلی آب زر سے لکہا ہوا ہے۔
اسی کلمہ اور محراب سے ماہ رجب سن بارہ سو اکیانوے ہجری مین وقت زیارت
تبرکات نبوی صلعم آمد دہلی کے منجانب اللہ آب خنک روز روشن مین دفعتہ

جاری رہا اور عام خلقت نے اوسکو تبرک لیا۔ باہر کی محرابون پر نود ۹۹ نام باری تعالے اور یہہ کتبہ کندہ ہے ۵

شنیدم ز خاصان فرخنده فال | که پیش جلوس ابد اتصال
شهنشاه دین پرور دین پناه | فلک قدر شاهجهان پادشاه
پناه امم صاحب تخت و تاج | که دارد شریعت بعهدش رواج
پس از فتح رانا بصد عز و جاه | بدولت در اجمیر زد بارگاه
بطوف مزار حقایق شعار | معین جهان خواجه روزگار
حقایق پناه و معارف مآب | که دادش فلک قطب عالم خطاب
در آن روضه پاک مسجد نبود | دلش را تمنای مسجد فزود
خداوند را با خدا شد قرار | که ماند ازو مسجدی یادگار
بسی بر نیامد ز دور فلک | که آن قبله گاه ملوک و ملک
چو بنشسته بر تخت شاهنشهی | ز لطف الهی بفرماندهی
کمر بست چست و قدم بر کشاد | نه از راه رسم از ره اعتقاد
بتوفیق حق گشت کارش تمام | بنا کرد این مسجد و شد تمام
زهی مسجد پادشاه جهان | که وارد ز بیت المقدس نشان
خوشا قدر این خانه کز احترام | بود ثانی اثنین بیت الحرام
مقدس حریمی چو قدس خلیل | بوصفش زبان وقف ذکر جمیل
شمارند با کعبه اش توامان | که دیدست مسجد باین فر و شان
کند دسته مژگان خود آفتاب | که جاروب کش یابد اینجا خطاب
نمایان در و کعبه وقت نماز | ز محراب در بر حرم کرده باز
بفرشش گذاری چو روی امید | شود نامه چون سنگ مرمر سفید

طلبگار حاجات دل بستہ اش / بہار مناجات گلدستہ اش
چو شاہ جہان در محل نماز / بمحرابش آورد روے نیاز
زتوفیق محراب کرد از دو سو / بیک قبلہ پشت و بیک قبلہ رو
جہان را دو چشمند مردم نشین / یکے خانۂ کعبہ و دیگر این
نشستہ بمسجد شہنشاہ دین / بود کعبہ پیوستہ مسجد نشین
اجابت زند بر عبادت نیاز / خوشا آنکس کہ آنجا گزارد نماز
توان کرد در منبرش جان سپند / کزان نام شاہجہان شد بلند
بتکلیف مردم براے نماز / درش چون در توبہ پیوستہ باز
بود خطبۂ شاہ تا در خورش / زبال ملایک سزد منبرش
لب حوضش آز آب زمزم بشست / زمحراب با کعبہ در بر درست
زلالش زہر موجہ بید تیغ / بقطع تعلق کشیدست تیغ
زسنگش چنان کارپرداز رنگ / کہ گوئی نباشد زیک پارہ سنگ
بفرمودہ سایۂ کردگار / چو کرد این بنا را قضا استوار
نوشتند تاریخش اہل یقین / بنائے شہنشاہ روے زمین — سنہ ۱۰۴۷ھ

مسجد کے پہلو مین جانب جنوب ایک جہیل گہری جو جہالرہ کے نام سے معروف ہے شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے تاکہ بمنزل حوض مسجد کے ہو پہلے اسطرف ہوکر نالہ گندہ ہتہلی موسم بارش مین بہتا تہا آگے جاکر یہی نالہ زمانہ گزشتہ مین بنام ابوبدی مشہور تہا جب اکبر بادشاہ نے فصیل شہر کی جسکا ذکر اوسکے موقع پر بیان ہوا ہے بنوائی تو اس نالہ کو بازار پشت درگاہ کی جانب کاٹ دیا اور بند اوسکا بند ہوا یا اور شاہ قلیخان نے جو اکبر کے امیرون مین سے صوبہ دار اجمیر تہا دوسری جانب بند کے موہنہ

نقشه درگ



اپنا مقبرہ بقید حیات تعمیر کرایا جس سبب سے عمدہ تدبیر آسایش خلق خدا کی ہوگئی ہزارہا آدمی اسکا پانی پیتے ہین عمق بہی اسقدر ہے کہ تہ سے پانی اوبلتا ہے اکثر لوگون نے دیکہا ہے کہ خشک سالی مین جسوقت صرف ایک مقام پر تہوڑا سا پانی تہا اور اوسوقت لوگ کٹورون سے بہرتے تہے تب بہی تمام شہر کے آدمی اسی طرح پانی لیجاتے تہے اور دیگین کلان درگاہ شریف کی اوسمین پک گئین الغرض جب کسی سال بارش بکثرت ہوتی ہے اور وقت یہہ حوض لبریز ہوجاتا ہے نہریان چلتی ہین ایک بدررو آستانہ مین سے ہوتی ہوئی عین بازار مین جانکلی ہے اور دوسری درگاہ مین سے گزرتی ہوئی سمت شرق چلی گئی ہے اون دنون عجب بہار اسجگہہ ہوتی ہے پانی کا روش ستانہ سے روان ہونا لطون کا حوض مین تیرتے پہرنا عوام کا حضرت خواجہ خضر کے نام کی ناوین چہوڑنا اور کشتیون پر چراغون کی روشنی سے آگ پانی کا یکجا معلوم ہونا عجب کیفیت دکہاتا ہے اس جہالرہ کے جنوبی طرف سے نقشہ درگاہ شریف کہینچا گیا ہے جو شمالی جہالرہ کے واقع ہے اسمین وہ تعمیرات نظر آتی ہین جو درگاہ شریف کے درجہ اول مین اور اوس سے ملحق ہین ؎

چار یار

جامع مسجد کے غربی یہہ مقام چار یار کے نام سے مشہور ہے اس احاطہ کے اندر مزارات صلحا کثرت سے ہین مگر چار مقبرے چار دیواری کے اندر اون بزرگوارون کے جو حضور خواجہ بزرگ کے ہمراہ آئے تہے بنے ہوئے ہین علاوہ انکے بڑے بڑے مردان خدا کا مسکن ہے گویا یہہ ٹکڑا بہی عندلیبان

گلشن قدس کا نشیمن ہے حضرت مولانا شمس الدین صاحبؒ کے مزار کے گرد چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت پاکیزہ اور خوشنما بنا ہوا ہے عجب دلچسپ مقام ہے کہ آدمی اوس جگہہ پر کبھی اوداس نہو ہرچند کوئی اوسکے پاس نہو ❊

اولیا مسجد

یہہ مسجد قلندری سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے دورتک گرد اسکے سنگ مرمر کا فرش مصفا بنا ہوا ہے مسجد کے شرقی اور شمالی دالانہاے دلکش اور حجرہ ہاے فرحت بخش بنے ہوئے ہین اولیا مسجد اسکا اسواسطے نام مقرر ہوا کہ حضرت خواجہ غریب نواز اسی مقام متبرک پر نماز پڑہا کرتے تہے بعضون کا یہہ قول ہے کہ اس مقام پر راے پتہورا کا شترخانہ تہا مگر کتاب مونس الارواح مین لکہا ہے کہ یہان شادی جن کا بتخانہ تہا پس بتخانہ سے شترخانہ کا کیا علاقہ چنانچہ اس بتخانہ کا بیان چوتہے باب کی تیسری فصل مین رقم ہوا ہے ❊

سید نظام کا مزار

اولیا مسجد کے متصل نظام سقّے کی قبر نہایت خوش قطع بنی ہوئی ہے سنگ مرمر کے چبوترہ کے گرد جالیدار کٹہرا ہے اور وسط چبوترہ کے تعویذ مزار پر منبت مین گل بوٹے بیل پتے کندہ ہین اور تین عمدہ قسم کے پتہرون کی پچیکاری کی ہوئی تہی مگر لوگ سب اکہاڑ کر لیگئے زمانہ سلطنت شاہان مغلیہ مین اس مزار پر زرین شامیانہ نقرئی استادون پر کہنچا رہتا تہا جب عالمگیر بادشاہ اجمیر شریف مین آیا اور درگاہ معلی مین حاضر ہوا بسبب عدم تعرف کے مرقد مطہر حضرت خواجہ بزرگوار کا سید نظام کی قبر پر دہوکا ہوا اتنے مین لوگون نے

عرض کی کہ حضور میان نظام سقے کی یہی قبر ہے اوسوقت بادشاہ موصوف نے
کہا کہ چراغ پیش آفتاب پرتو ندارد اور وہ سب آرایش جو قبر پر تھی لٹوادی
یہہ وہ نظام ہے کہ جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے مع فوج کے
گھوڑے کو قنوج کے پاس گنگا مین ڈالا تھا اور اوسوقت بسبب برسات کے
دریاے مذکور نہایت جوش وخروش پر تھا بادشاہ کی سواریکا گھوڑا ڈوب
گیا اور ہمایون غوطے کھانے لگا اوسوقت نظام نے جو مشک پر سوار تھا بادشاہ
کو ڈوبتے دیکھکر ہاتھہ پکڑ لیا اور دریا کے پار بآسانی اوتار دیا ہمایون نے
نام دریافت کیا جواب دیا کہ بندہ کو نظام کہتے ہین ہمایون نے تفاعل نیک
جانا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالے ہمارا کام نظام پکڑیگا اور یہی اوس سے فرمایا
کہ جو کچھہ خواہش ہو بیان کر جواب دیا کہ جسوقت حضور آگرہ مین پہونچین آدہے
روز تخت سلطنت پر جلوس کرنیکی آرزو رکھتا ہون بادشاہ نے منظور کیا
آگرہ پہونچکر شاہنشاہ تاج بخش نے میان نظام کو سلطان نیمروزہ بنا دیا ارکین
سلطنت بموجب حکم ہمایون کے مطیع فرمان ہوئے جو حکم دیا فوراً اسکی تعمیل
ہوئی اسکے عہد سلطنت کی یہہ بات آجتک مشہور اور معروف ہے کہ مشک کا ٹکر
چام کے دام چلائے تھے بعد مرنیکے یہان دفن ہوا کیون نہو بہشتی بندہ تھا
جسقدر تعمیرات کا بیان یہانتک راقم نے لکھا ہے یہہ کل تعمیرین روضہ منورہ کے
پورب پچھم اوتر دکھن ہین سب کی سب دلچسپ اور قابل دید ہیہ اگرچہ اس صحن مین
کثرت سے امراو صلحا کے مزارات بنے ہوئے ہین مگر منجملہ اونکے کھڑکی کے پاس
روضہ شریف کے شرقی شیخ میر جو امراے نامی وگرامی رفیقان دارا شکوہ سے
تھے اور سن ایک ہزار اونہتر ہجری مین بمقابلہ فوج عالمگیر قلعہ تارا گڑہ پر قتل
ہوئے تھے دفن ہین متصل انکی قبر کے شاہ نوازخان عالمگیری جو بڑا بہادر اور

نامی دلاور تھا اور اسی محاربہ مین دارا شکوہ کی فوج کے ہاتھہ سے قتل ہوا تھا
مدفون ہے ان دونون نعشون کو نہایت اعزاز و احترام سے عالمگیر نے دفن
کرایا ان قبرون پر کندہ کاری کا کام بہت باریک کیا ہوا ہے قریب انکے ملوخان
کے باپ کی قبر تھی مگر جب اوسکے بیٹے ملو اقبال خان نے جو سلطان محمود خلجی کیطرف
سے پہلے تو اجمیر کا حاکم تھا اور بعد فوت سلطان کے خود بادشاہ ہوگیا اور علماء
اجمیر پر ظلم کرنے لگا یہانتک کہ قاضی ادریس دہلوی کو پہلے تو بے جرم قید کردیا
اور چندے قید خانہ مین رکھکر قتل کرواڈالا جب یہہ خبر سلطان غیاث الدین کو
پہونچی شیر خان چندیری وال اور محمد خان ناگوری کو حکم دیا اور باتفاق ہمدیگر
کے دونون نے ملو اقبال خان کو اجمیر مین شکست دی اور اسکے باپ ملوخان
کی قبر کو کہدواکر ہڈیان اوسکی باہر پہکوادی گئین ابتک اوسکا تعویذ کندہ کیا
ہوا معلوم ہوتا ہے چہتری دروازہ کے قریب میرزایان مندسور کے مزار مین
جو مادہوجی سیندہیہ اور دولت راؤ سیندہیہ کیطرف سے اجمیر کے حاکم رہے
ہین چنانچہ میرزا عادل بیگ صاحب جو ایک نامی امیر تھے اٹھارہوین شوال
سن گیارہ سو بیاسی ہجری مین فوت ہوئی یہہ تاریخ اونکی وفات کی لوح مزار
پر کندہ ہے ؎

تسع عشرین ز شوال دران قسم بودہ — واصل رحمت حق گشت بفضل آسودہ
ہاتف غیب ز تاریخ چنان فرمودہ — میرزا عادل باعدل بخلد آسودہ

انکے مزار کے پہلو مین مزار اوس صحن مین جو روضہ شریف کے شرقی حصہ مین
ہے سوائے اور قسم کے درختون کے برنے کا درخت بڑا پرانا ہے اسیواسطے
ایک ستون سنگ جو کسی تبخانہ کا معلوم ہوتا ہے اور غالباً اسی تبخانہ کا ہو
جسکو توڑ کر یہہ درگاہ اوپر اوسکے بنائی گئی ہے درخت کے پہلو مین لگادیا گیا ہے

عوام لوگ اسکے تھانولے مین دودہ ڈالتے ہین اور یہہ نقل مشہور ہے کہ اجیپال جوگی جو راے پتھورا کا گرو تھا اوس نے زور سحر سے مار خونخوار کو حضرت خواجہ بزرگ وار پر پھینکا تہا آپنے اوسکو مار کر یہان گڑوا دیا تہا بعد چندروز کے جس مقام پر کہ سانپ کو گاڑ دیا تہا یہہ درخت پیدا ہوا تاثیر اسکی یہہ ہے کہ جس کسیکو سانپ کاٹ کہاوے اوسکے پتون کو پیس کر پلا دینا فوراً اثر سم کو زائل کر دیتا ہے یہہ روایت کتاب مونس الارواح مین بہی لکھی ہوئی ہے پنجشنبہ کو شہر کے آدمی اکثر یہان جمع ہوتے ہین کسبیان بہی شہر کی جاتی ہین الآ سرکار انگریزی کی سلطنت سے پہلے ازدحام خلایق کا بکثرت ہوتا تہا اب بہی تہوڑا بہت مجمع ہو رہتا ہے مرہٹہ کی عملداری مین طوایفونکو حکم تہا کہ جمعرات کے دن درگاہ کے مجرے کو ناغہ نکرین پہر کیا تاب طاقت تہی کہ گہر مین بیٹھہ رہین اب جسکا جی چاہا گئی اور جسکا جی نہ چاہا نہ گئی مگر سو پچاس خادم ہر وقت جمع رہتے ہین انہین لوگونکا چوکی پہرا رہتا ہے اور کل سامان درگاہ انہین کی تحویل مین وارد صادر کو بہی لوگ زیارت کراتے ہین روپے پیسے کوڑیان اشرفیان زیارت کرنیوالون سے پاتے ہین اکثر آزاد منش فقرا صلحا اس لحاظ سے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ یہان آسودہ ہین اپنا وطن چہوڑ دنیا و دون سے ہاتہ اوٹہا حق سے لولگا ہمین رہنا اختیار کرتے ہین علاوہ انکے مولوی حفاظ بہی واسطے تعلیم و تلقین طلبا کے مقرر ہین تنخواہ اونکی سرکار درگاہ سے ملتی ہے چنانچہ بائیس گانون اصناف درگاہ کے لیئے زمانہ سلاطین مسلمین سے نذر ہین آمدنی سالانہ ان دیہات کی تخمیناً چالیس ہزار روپیہ ہین ؛

درجہ دوم درگاہ شریف

یہہ دوسرا درجہ روضہ شریف کے سمت شمال واقعہ ہے جسقدر وسعت درجہ
اول کی ہے اتنا ہی یہہ درجہ بہی فراخ ہے مگر بہ نسبت درجہ اول کے تعمیرات
اسمین کمتر ہین بہر حال جسقدر موجود ہین اونکا ذکر ہم سمت شمال سے کرتے ہین ؎

بلند دروازہ

افضل العمارت اس درجے کی بلند دروازہ ہے جسکو سلطان محمود خلجی نے اپنی
نیک نیتی و بلند ہمتی سے بنایا وجہ بادشاہ مذکور کے آنیکی راقم لکہہ چکا ہے یہہ
دروازہ شاندار سنگ سرخ سے بنایا گیا ہے اسکی بنا کو کچہہ اوپر سوا چارسو
برس گزرے فرش سے چہتریون تک پچہتر فٹ بلندی رکہتا ہے ایسا دروازہ
متین اور سنگین اس صوبہ مین سوائے تعمیرات اجمیر شریف کے جنکا حال عنقریب
بیان ہوگا دوسرا نہین ہے اسکے نیچے کہڑے ہوکر اگر کوئی آدمی بلندی پر
نظر کرے تو اوسکو اپنی پگڑی اور ٹوپی تہام کر دیکہنا پڑے اور اگر دروازہ
پر چڑہ جاوے تو نیچے کے آدمی چہوٹے چہوٹے نظر آوین فرش سنگ مرمر کا
اندر باہر دروازے کے نہایت ستہرا سنگ موسی کی پٹریان اور خانہ بندی
سے طرز نو پیدا زینے دونون طرف قرینے سے مصفا محرابکے اندر تمقمہ طلائی
اور برجیون پر سنہری کلس خوشنما معلوم ہوتے ہین اگرچہ عوام اس دروازہ
کو اکبر شاہ کا تعمیر کرایا ہوا کہتے ہین اور کاخ دلکشا اسکی تاریخ بتاتے ہین محض
غلط چنانچہ جس دروازہ کی تاریخ کاخ دلکشا ہے وہ اور ہے ذکر اوسکا باب
سوم کی تیسری فصل مین مفصل لکہا گیا ہے قصہ مختصر یہہ دروازہ دس چہتریونکا
بہی کہلاتا ہے تین تین چہتریان تو شمالی درجہ بدرجہ دروازہ سے ملحق اور دو دروازہ کی اوپر اور
دو چہتریان جنوبی پہلو مین مگر شمالی چہتریان اس دروازہ سے پہلے کی تعمیر معلوم

نقشه بلند دروازه واقع درگاه شریف



فخر الدین — مطبوعه مطبع مفید عام آگره — نقشه نویس

ہوتی ہین کسلیے کہ یہہ عمارت قدیم ہنیود کے مندر سے نہایت مشابہ ہے ہر ایک منزل کے ستونون پر جین مذہب کی مورتین مسخ کی ہوئین موجود ہین غالباً یہہ درجا قدیم بتخانہ کا ہے بلکہ اوسکے صحن جنوبی مین چارون طرف قطار در قطار مکانات قدیم کے آثار موجود ہین اور فرش کے نیچے بھی تہ خانہ کے طور پر ایک درجہ بنا ہوا ہے عہد شاہان اسلام مین دروازہ قدیم جو بطور چھتے کے تہا توڑوا کر یہہ بلند دروازہ محراب دار بنایا گیا اگرچہ زر تعمیر کتب تواریخ مین نظر نہ آیا مگر غالباً قریب ایک لاکھ روپیہ کے اسکی لاگت مین صرف ہوا ہو ؁

دیگ کلان

بلند دروازہ کے متصل سمت غرب دیگ کلان اتنی بڑی ہے کہ شاید نظیر اوسکی اور کسی مقام پر ہو وجہ اسکی بنا کی یہہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر شاہ نے جب سن ہجری نو سو چہہتر مین چیتوڑ گڈہ کو فتح کیا قبل از تسخیر قلعہ کے یہہ عہد کیا تھا کہ بعد فتحیاب ہونیکے پیادہ پا اجمیر شریف کو واسطے زیارت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے کہ اجمیر مین نور گستر ہین جاؤنگا اور دیگ کلان بنوا کر آستانہ عالی مین چڑہاؤنگا چنانچہ بعد فتحیابی کے قلعہ چیتوڑ گڈہ سے واسطے ایفار نذر کے نہایت عقیدت سے لشکر ظفر پیکر تک پیادہ پا آیا شنبہ کے دن تاریخ اونتیسوین شعبان سن مذکور کو فوج کا کوچ ہوا بادشاہ نے پیادہ روی اختیار کی اور حکم دیا کہ لشکر کے لوگ سوار آوین اسیطرح منزل بمنزل شدت حرارت ہوا اور طپش ریگ بیابان مین قدم شوق سے راہ قطع کرتا تاریخ ہفتم رمضان المبارک روز یکشنبہ کو اجمیر مین داخل ہو کر بدستور معہود متوجہ زیارت ہوا اور شاہنشاہ عالی ظرف نے دیگ رویین واسطے نیاز حضرت خواجہ معین الدین

چشتی کے طیار کروائی میر علاء الدولہ نے جنکا کافی تخلص تھا یہہ تاریخ بناے دیگ کی کہی وہو ہذا ۞

شاہ دین پرور و جمشید سریر	خسرو عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہ پی فتح چیتوڑ	دیگ روئین تن اژدر پیکر
بہر تاریخ وے از عالم غیب	دیگ چیتوڑ کشا شد بگسر ۹۷۴ھ

دیگ خورد

بلند دروازہ کے متصل جانب شرق جو دوسری دیگ ہے سن ہجری ایکہزار بائیس مین نور الدین محمد جہانگیر نے بنوائی اس بادشاہ نے توزک جہانگیری کے آٹھوین جشن مین لکھا ہے کہ دیگ کلان اکبر آباد سے طیار کرا کر روضہ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگ مین نیاز مندنے لاکر چڑہائی اور اوسمین طعام واسطے فقرا اور ساکینون کے پکوایا گیا پانچ ہزار آدمی اوسکے کہانے سے شکم سیر ہوئے بعد فراغ طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا تاریخ بنا ر دیگ کی یہہ ہے ع ابد بنیاد بادا دایم نعمت دیگ جہانگیری ۞ اس مصرعہ سے سن ایکہزار بائیس ہجری نکلتے ہین چونکہ بسبب گزرنے زمانہ دراز کے اکثر جا بر دیگ ہاے مذکور مین سوراخ ہوگئے تھے اللہ تعالے نے ملاہدار ہی مدار المہام ریاست گوالیار کو یہہ توفیق بخشی اوس نے سن ہجری بارہ سو چہیاسٹھہ مین واسطے فیض عام اور بقاے نام کے سیٹھہ اٹھے چند ہمتہ کے اہتمام سے از سر نو دونون دیگون کو بنوادیا چنانچہ محیط دیگ کلان کا انگریزی گز سے جو اندنون مین رائج ہے ساڑہے تیرہ گز بیٹا بھی اسی انداز سے قیاس کرنا چاہئے یہہ تاریخ طبعزاد جواہر علی بیرزادہ کی دیگونکے گلو پر کندہ ہے ۞

صرف زر طلا مداری کردد تعمیر دیگ	باد نامش در جہان روشن مثل آفتاب
بخت در ہمتہ اگہے چندش نمودہ اہتمام	گفت ہاتف سال تاریخش جہانش فیضیاب

اکثر اوقات دولتمند لوگ انکو ایام عرس شریف مین پکواتے ہین زر کثیر بخت طعام مین صرف ہوتا ہے بڑی دیگ مین سو من برنج اور چھوٹی مین اسی من پکتے ہین اسی اندازہ کے موافق گہی شکر میوہ مصالحہ زعفران وغیرہ قیاس کرلینا چاہیے ان دیگون کا کہانا گرما گرم دیگ کے اندر سے نکالا اور لوٹا جاتا ہی لوٹتے وقت عجب لطف نظر آتا ہے چہوٹا بڑا جوان بڈہا انکے لوٹنے کی کیفیت دیکہکر محظوظ ہوتا ہے حتی کہ صاحبان عالیشان بہی اس کیفیت کو بشوق تمام دیکہتے ہین اور حظ وافر اوٹھاتے ہین ۞

مجلس خانہ

درجہ دوم مین یہہ دالان رفیع شرق رویہ پنج در کا میر حفیظ علی صاحب مرحوم متولی آستانہ کے اہتمام سے سن ہجری بارہ سو ستر مین تعمیر ہوا پیشتر جیسا کہ اوتر و دکہن دالان مذکور کے صحن مین دالان ہین یہان بہی اوسی قطع کا دالان کرسی دار بنا ہوا تہا مگر چونکہ وسعت و رفعت اوسمین اسقدر نہ تہی اسلیے اوسکو منہدم کراکر یہہ دالان بنایا گیا تخمیناً چہہ ہزار روپیہ سوا مصالحہ دالان قدیم کے اسکی تعمیر مین سرکار درگاہ کا صرف ہوا ہے الغرض تین طرف یہہ دالان ہین اور اونکے صحن کے شرقی راہ آمد و رفت روضہ کی ہے عرس شریف مین اسجگہہ مجلس ہوا کرتی ہے اسی وجہ سے بنام مجلس خانہ معروف ہے اسکے آگے ایک دروازہ خوش قطع شمال و جنوب رو بنا ہوا ہے دروازہ کے شرقی پہلو مین ایک مختصر سا دالان پٹی پوش ہے جسکے روبرو حوض مربع بنا ہوا ہے اگرچہ یہہ حوض

اب مدت سے خشک اور بے آب ہے مگر زمانہ سابق مین پانی سے بھارہتا تھا فوارہ چلتا تھا اس حوض کے پہلو مین ایک اور دروازہ ہے جسکو سبیلی دروازہ کہتے ہین المختصر ان دونون دروازون کے جانب داخل روضہ شریف تو سنگ مرمر کا فرش ہے اور اسطرف یعنی درجہ دوم مین سرخ پتھر کا مگر شرقی حصہ مین چبوترا سنگ مرمر کا ہے شاہ نصیر الدین کہ اپنے وقت مین صاحب کشف وکرامات وخلاصہ اہل ریاضت تھے اسی مقام مین مدفون ہین متصل انکے مولانا کافی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اکثر لوگ آپکی کرامت کے قائل ہین اس چبوترہ کے نیچے بتخانہ تہا عہد سلاطین اسلام مین اتنا تغیر وتبدل ہوا کہ بتونکو توڑ ڈالا گیا اور باقی عمارت بدستور قائم رہنے دی اس چبوترہ کے شرقی شمالی حصہ مین دالان بنے ہوئے تھے اونمین مجاورون نے دیوارین کھینچکر حجرے بنالیے ہین اس صحن مین ہشت پہلو چھتری بشکل گنبد کے بنی ہوئی ہے اوسکے اندر بطرز دہات کا فتیل سوز کہ جسکو صحن چراغ کہتے ہین قد آدم اونچا نصب ہے مشہور ہے کہ یہ صحن چراغ اکبر بادشاہ نے قلعہ چیتوڑ گڑہ سے لاکر چڑہایا ہے اور بعض آدمی کہتے ہین کہ یہ صحن چراغ اسی قدیم بتخانے کا ہے جو شاہان غوری کے عہد مین مسمار کیا گیا صرف یہ چھتری مع صحن چراغ واسطے نمود شوکت اسلام کے باقی رہنے دی اور اوس بتخانے کو توڑ کر یہ درجا وسجگہہ بنایا گیا واللہ اعلم بالصواب

لنگر خانہ

اسمین کوئی تعمیر ایسی نہین ہے جسکی خوش وضعی کا ذکر کیا جاوے صرف شمال رو ایک دالان وسیع بنا ہوا ہے اور صحن مین ایک چھتری ہے دالان مذکور کے در مین آہنی کڑہاؤ ہے جسمین روزمرہ غلہ جو کا لنگر پک کر غربا ونکو تقسیم ہوتا ہے

اگرچہ کہنے کو جو کا لنگر ہے مگر حضور خواجہ غریب نواز کے تصرف سے اسکا ذایقہ ایسا ہوتا ہے کہ اکثر دولتمند بھی اوسکو ذوق شوق سے پیتے ہین اور متوکل گوشہ نشینون کے لئے تو حکم من وسلوا رکھتا ہے چنانچہ سایین شاہ سردار صاحب نے ایک قصیدہ لنگر کی تعریف مین بہت خوب فرمایا تہا دو شعر اوسکے جو ایک شخص کو یاد رہگئے تھے لکھے جاتے ہین ؎

لنگرِ خواجہ غریب نواز	عاشقونکے لئے ہے شیر جنان
پی لیا جب تو پہر نہین معلوم	کہ سخی ہے کدہر بخیل کہان

درجہ سوم

بلند دروازہ کے شمالی چہوٹا سا چوک ہے اوسی کے شرقی سمت دروازہ اور حجرے بنے ہوئے ہین اور چبوترہ پر حضرت مولانا شمس الدین معروف بہ سید احمد آسوفہ ہین خرق عادات کا انکے ایک زمانہ گواہی دیتا ہے اور ایک عالم نور کا آپکے مزار پر پایا جاتا ہے ؛

اکبری مسجد

یہہ مسجد سن ہجری نو سو اٹہتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرائی ہے اگرچہ تمام مسجد مین بیشتر سنگ سرخ لگا ہوا ہے لیکن محرابون پر سنگ مرمر کی پچیکاری مین لاجوردی کام نہایت خوشنما ہے طول اسکا ایک سو چالیس فٹ اور اسیقدر عرض مع صحن اور دروازہ کے ہے بیچ کی محراب چھپن فٹ بلند ہے اور اسکے بازوؤن پر سنگ مرمر کے منارا وسط درجے کے بنے ہین اس مسجد کے صحن مین حوض خشتی ہشت پہلو بنا ہوا ہے مسجد کے پیچہے جو کنوان تہا اوسکا پانی حوض مسجد مین آتا تہا اب وہ کنوان بہی اٹ گیا اور حوض بہی بگڑ گیا بلکہ مسجد بہی

غیر آباد ہے جب کبھی مسجد آباد ہوگی اور حوض پانی سے لبالب رہتا ہوگا فوارہ چلتا ہوگا تو کیا کچھ زینت ہوگی جیسی یہہ مسجد سنگین اور محکم ہے ویسا ہی زینے کے اوپر دروازہ رنگین اور مستحکم خوش وضعی اوسکی قابل تعریف اور پچیکاری لائق توصیف ہے مسجد کے قریب سمت جنوب ایک قدیم دالان بنا ہوا ہے جو خانقاہ کے نام سے مشہور ہے رجب کی پانچوین تاریخ قریب دوپہر دنکے یہان محفل عرس منعقد ہوتی ہے صاحب سجادہ نشین آستانہ خواجہ غریب نواز بانی محفل ہین معززین شہر اور جمیع مشایخین کو جو عرس مین حاضر ہوتے ہین بلوا کر کھانا کھلاتے ہین قوالی راگ سنواتے ہین ؂

مقبرہ خواجہ حسین

یہہ مقبرہ شاہجہان کی مسجد کے غربی سنگ مرمر کا سن ایک ہزار سینتالیس ہجری مین تعمیر ہوا ہے اسکے اندر حضرت خواجہ حسین اجمیری آسودہ ہین اس مقبرہ کا نقشہ بعینہٖ خواجہ صاحب کے روضہ کے مطابق ہے مگر جیسا طلائی اور لاجوردی کام علاوہ اور جلوس کے اوسمین ہے اسمین نہین صرف مزار کے گرد سیپ کے کام کا چھپر کھٹ بہت نادر بنا ہوا ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت مین سید دلاور کے اہتمام سے یہہ مقبرہ طیار ہوا ہے اگرچہ اسکے بنوانے والیکا حال کتب تواریخ مین میری نظر سے نہین گزرا لیکن جامع مسجد شاہجہانی اور نقارخانہ اور یہہ مقبرہ ایک وقت مین تعمیر ہوا ہے غالباً شاہجہان یا جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے اس مقبرہ کو بنوایا ہو واللہ اعلم بالصواب اس مقبرہ کے دروازہ کی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؎

شد از توجہ ہادی و مرشدی و معین	شہنشہ دوسرا خواجہ معین الدین

بنائے مقبرۂ باصفائے خواجہ حسین ۔۔۔ بلفظ مغز شدہ سال خاتمیت این

سولہ کھنبہ

یہہ مقبرہ سن ہجری ایک ہزار ستر مین شیخ علاو الدین نے تمام وکمال سنگ مرمر سے بنوایا ہے سولہ ستون بلند وسط مقبرہ مین قرینے سے لگے ہوئے ہین اسی وجہ سے بنام سولہ کھنبہ کے مشہور ہے ستونون کے گرد سنگ مرمر کا بہت تحفہ جالیدار کٹھرا لگا ہوا تہا اب کہین ہے اور کسی جگہہ کا اوکھڑ گیا برج اوسکا لداؤ کا اور منقش ہے در دیوار محراب مرغول تناسب سے خالی نہین فرش مین قسم قسم کے پتھرون کی پچیکاری کی ہوئی ہے اور قبرون کے تعویذ بہی اقسام اقسام سنگ کے خوش رنگ ہین شرقی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؏

بنائے مقبرہ بنہاد شیخ علاو الدین ۔۔۔ کہ با دعاقبت اوبخیر ارزانی
جوار مرقد آن شاہباز عرش نشین ۔۔۔ کہ زیر شہپر او بیضۂ مسلمانی
چو فکر درپئے اتمام سال رفتہ خرد ۔۔۔ بگفت روضہ مرتب غم باسانی

ایک بالشت کی چھتری

یہہ چھتری متصل سولہ کھنبہ کے دروازہ کے سر دل پر ہے جسکی وسعت ایک بالشت سے زیادہ نہین بنی ہوئی ہے گنبد اسکا لداؤ کا ہے اور ستون سنگی ہین آٹھہ دس آدمی کی اوسکے اندر جائے نشست ہے اصل مین یہہ دروازہ خواجہ حسین کے محوطہ کا تہا اب اوس محوطہ کا تو نشان تک پایا نہین جاتا لیکن یہہ دروازہ ابتک قایم اور موجود ہے ۔

نقار خانہ

یہ تعمیر سن ہجری ایک ہزار سینتالیس مین شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے
اسکا دروازہ سنگ سرخ کا ہے دروازہ کے اندر باہر فرش پاکیزہ سنگ
مرمر کا مصفا اگرچہ نقارخانہ مین جوڑیان نقارونکی عمدہ عمدہ ہین مگر ایک جوڑی
نہایت کلان ہے مشہور ہے کہ اسکو اکبرشاہ نے چیتوڑگڈہ سے لاکر چڑہایا تھا
صبح وشام دوپہر سہ پہر آدہی اور پچھلی کو نوبت بجا کرتی ہے دروازہ کی محراب
پر کلمہ طیبہ بخط جلی لکھا ہوا ہے اور یہہ شعر کندہ ہے ؎

بعہد شاہجہان بادشاہ دین پرور	زدوده ظلمت کفر آفتاب دین یکسر

فصل چوتھی

خاص بازار

یہہ بازار سن ہجری نوسو اٹھتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا
دورویہ دوکانین پختہ لداؤ کی خوش انداز ورنگین فرش بازار سنگین بازار
کے فروع مین یعنے درگاہ کے زینے کے پاس گلفروش حلوائی کبابی بیٹھتے ہین
اور دوکانون مین ہر قسم کے دوکاندار عطرفروش صراف بزاز عطار بساطی
رنگریز کناری فروش تنبولی پنساری غرض سب قسم کے سودے والے بیٹھتے
اور سودا بیچتے ہین کہتے ہین کہ زمانہ اکبر بادشاہ مین جب اکبر یہان آتا تھا
اس بازار مین مینا بازار لگایا جاتا تھا ہر دوکان پر معشوقان طناز کی گرم بازاری
ہوتی تھی بیگمات اور شہزادیان سودا خریدتی تہین اوسوقت اس بازار مین
کیا کیا تکلفات شاہانہ ہوتے ہونگے مگر اندنون بھی اس بازار کی دونی بہار ہے
یعنی اون دوکانون کے چبوترونپر حسب الحکم ارسطو فطرت فلاطون طینت کپتان

ریذیڈنٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اجمیر کے مالکان دکاکین نے ابرآمدے اور بلند بنوائے ہین جس سے ایک درجہ بہی زیادہ ہوگیا اور بازار کی زینت بہی بڑہگئی اس بازار کے شمالی طرف سے نقشہ درگاہ شریف کہینچا گیا ہے اسکے اندر نصف بازار اور نقارخانہ اور بلند دروازہ اور پہاڑ وغیرہ دکہلایا گیا ہے اس بازار کی دکاکین منڈی غلہ فروشون تک بجہرہ کپتان ایڈمنسٹیڈن صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ سابق کی تاکید و اہتمام سے تعمیر ہوئی کہ اور بہی رونق ہوگئی یہہ بازار اکبر بادشاہ کا تعمیر کیا ہوا ہے اور کل دوکانون کے درمین ہوکر ایک راستہ تہا دوکانون پر پردے پڑجاتے تہے اور دوکاندار باہر آجاتے تہے مستورات محل اکبر بادشاہ بپیادہ دولتخانہ شاہی سے کہ جسے اب دولت باغ کہتے ہین زیارت خواجہ غریب نواز کو اکثر شرف ہوتی تہین ؎

سید محمد کی مسجد

یہہ مسجد خاص بازار کی دوکانون کی چہت پر سید محمد نے عہد سلطنت عالمگیر مین بنائی اگرچہ عمارت مسجد کی شان ظاہری مین چندان مشہور نہین ہے مگر جو یہہ کتبہ جو اسکی محرابون پر بخط نستعلیق کندہ ہے لکہنا ضرور ہوا ؎

اے خوشادور شہنشاہ جہا[illegible]اق گیر	دادگر شاہی کہ آمد زیب اورنگ تقی
خسرو عادل شہنش[illegible]ی والی کرم	مے تراود از در و دیوار دین مصطفے
ہر کجا شد [illegible] و محراب منبر کو بکو	خطبہ میخواند از واللیل والشمس الضحے
خاصہ آن مسجد کہ نور دیدۂ اہل الیقین	قدوۂ ارباب دین سید محمد مجتبے
جانشین قطب ربانی معین الدین کہ او	ہر زبان ہر وقت محبوب جناب کبریا
رونق افزا گرامی مسند پیران چشت	زینت آرائے نگارین نقش ایوان ہدے

کرد بر پا مایۂ عقبیٰ برائے عالمے	بلکہ بہر عاصیان توقیع و فرمان نجی
حاش للہ بے تکلف از ملایک بگزرد	ہرکہ باشد اندر و یک لحظہ با ذکر خدا
بو د ناجی در پئے تاریخ سال او خرد	گفت کو بیت المقدس نیک یا شد بنا

اور طاق مسجد مین یہہ تاریخ کندہ ہے

ساخت چون سید محمد بہر حق	مسجدے زیبا کہ انا نسجدہٗ
گفت ہاتف سال تاریخ بنا	حسبۃً للہ بیت مسجدہٗ

شاید یہہ کتبے جو محرابون پر اور طاق مین منصوب ہین اس مسجد کے نہون اور کہین سے لا کے لگا دئے گئے ہون ؛

مسجد میا بائی

یہہ مسجد خاص بازار کے درمیان دکاکین شرقرویہ سے ملحق ہے سر سے پیر تک سنگ سرخ کی تعمیر ہے اسکے پانچ در عالیشان ہین اندر صندلہ شفاف صحن مین فرش سنگین اور صاف جانب شمال صحن مسجد کے کنوان پختہ اور جانب جنوب حجرے بنے ہوئے ہین یہہ مبارک بنیاد سن ہجری ایک ہزار تریپن مین بنا ہوئی ہے محراب پر کلمہ طیبہ اور سن تعمیر اور نام میا بائی کا کندہ ہے مگر ٹہیک حال میا بائی کا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ کون نیک بخت تہی پہلے مسجد کے اندر فرش سنگین تہا اب صندلہ کر دیا گیا ہے اسکے فرش اندرونی و بیرونی و چاہ پختہ و حجرہ کی تعمیر مولوی سراج الدین احمد کے اہتمام سے ہوئی ہے اصلی نہین ہے خدا اسکے مہتمم کو جزاے خیر بخشے اور مستغرق دریاے رحمت کرے ؛

مسجد تلوکدی

خاص بازار کے انتہامین یہہ مسجد تلوکدی بنت میان تانسین نامی کلانوت
کی بنا کی ہوئی ہے بے مثال گویّا ملازم شاہنشاہ اکبر تھا قبر اسکی گوالیار
مین محاذی مقبرہ حضرت محمد غوث گوالیاری ہے تین محرابین بڑی بڑی بنی
ہوئی ہین لیکن آگے مسجد کے جو بازار واقع ہے اسلیے صحن اسکا مختصر گنبد
لداؤ کا مستحکم وسط کی محراب پر سنگین لوح مین یہہ عبارت کندہ ہے۔ اللہ اکبر
این مسجد را بائی تلوکدی کلانوت بچی بنت میان تانسین کلانوت راست کردہ
است سن ۱۰۶۲ ہجری ؎

شاہجہانی مسجد

خاص بازار کے شمالی فصیل شہر اور دہلی دروازہ کے متصل یہہ مسجد سنگ
سرخ کی خوش قطع بنی ہوئی ہے اگرچہ کوئی کتبہ اس مسجد مین نہین ہے لیکن
شاہجہان کے عہد مین جو مسجدین بنی ہین اون سے کمال مشابہ ہے اس مسجد
کے تین در ہین پہلو مین حجرے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے بنے
ہوئے ہین سوائے ان مسجدون کے جنکا ذکر رقم ہوا ہے کئی سو مسجدین اس
شہر کرامت بحر مین تحفہ تحفہ چونے اور گچ کی بنی ہوئی ہین جنکی تفصیل طویل ہے
حالانکہ بعض بعض محلہ مین چار چار پانچ پانچ مسجدین ہین مگر جن مسجدونکا
ذکر راقم نے لکھا ہے زمانہ سلاطین سلمین کی تعمیر اوریادگار رہین ؎

لاکھن کوٹھری تصغیر کوٹ یعنی قلعہ خورد

یہہ محلہ خاص بازار کے غربی سمت واقعہ ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ
سابق مین لاکھا نامی ایک بھیل کا یہان مسکن تھا اور کوٹھری ملک مارواڑمین

بہومیہ کے مکانکو کہتے ہین کہ جسمین دس بیس گہر زمینداروں اور بہومیون
کے آباد ہون اس محلہ مین چاندی کی کان تہی لیکن جب بہ نسبت صرف کے
چاندی کم نکلنے لگی اسلیئے لاحاصل سمجہہ کر بند کرا دی گئی سرکاری عملداری
کے پہلے یہہ محلہ ویران تہا جبکہ سن اٹھارہ سوسترہ عیسوی کے آخر مین یہہ
شہر قصبہ سرکار دولتمدار انگلشیہ مین آیا بسبب انواع انواع رعایت اور
آسایش کے اکثر سیٹھہ ساہوکار ملک مارواڑ کے جاے امن تصور کرکے بہت
بطور خود اور بعضے حسب الطلب آئے اونکو سرکار نے اجازت آباد ہونے اور
مکانات بنوانے کی دی پہر تو اسکی رونق دن بدن بڑہا کی اکثر لکہہ پتی ساہوکارون
کی حویلیان بڑی بڑی سنگین لاکہن کوٹہری مین ہین ؛

موتی کٹرہ

خاص بازار کے شرقی یہہ حویلی میابائی کی مسجد کے آگے کسی امیر شاہی کی تہی
اور یہہ بہی قیاس چاہتا ہے کہ میابائی کی یہہ حویلی ہو کسلیئے کہ اہل اسلام
اپنے مسکن کے قریب ہی اکثر مسجد تعمیر کراتے ہین الغیب عند اللہ اب اوس
حویلی کا نام ونشان بہی نہین رہا بلکہ سرکار انگریزی کی عملداری سے پیشتر اس
جگہہ میدان ویران تہا الغرض کونڈس صاحب ڈپٹی کمشنر اجمیر نے واسطے
بناے تعمیرات کے لوگون کو اجازت دی شرقی غربی مین عالیشان دروازے
اور اونپر مکانات ساہوکارون نے بنا کئے اندر چوک وسیع نکل آیا
محیط بڑی بڑی حویلیان بنائی گیئن اونمین شمال اور شرق کی سمت
ساہوکارون کی حویلیان پرتکلف اور خوشنما بنی ہوئی ہین غرب اور
جنوب مین اہل اسلام اور ساہوکارونکی حویلیان اور دکانین ملی جُلی ہین

ہین وسط چوک کی کنجڑیین اور مالنیین ہر قسم کی ترکاریان اور میوے بیچتی ہین ٭ پیشتر اس جگہہ میدان تہا الغرض یہہ کٹرہ آباد کیا ہوا نصیر الدولہ و مختار خان کرنل سر ڈیوڈ اختر لونی صاحب بہادر کا ہے کہ جنکے نام سے چہاونی نصیر آباد آباد ہوئی ہے اور صاحب ممدوح کو یہہ خطاب شاہ دہلی نے عطا کیا تہا پہلے اس کٹرہ کا نام صاحب ممدوح نے نصیر گنج رکہا تہا اب موتی کٹرہ کے نام سے معروف ہے اور دروازہ اسکا بصرف زر سرکار انگریزی جنرل صاحب ممدوح نے تعمیر کیا اب سرکار نے یہہ دروازہ سرکاری بدست بالمکل سیٹہ کے فروخت کر دیا اور بقیہ ورثا کے قبضہ مین ہے سابق مین یہہ کٹرہ بہت آباد تہا دکانین بزاز و ظروف برنجی و مسی و کل ساخت آہن بیکانیر و جیسلمیر کی یہان فروخت ہوتی تہین اب ویران ہو گیا اور رنگ ریز و مالنین و کنجڑے مین آباد ہین کہتے ہین کہ وجہ تسمیہ موتی کٹرہ کے نام سے معروف ہونیکی یہہ ہے کہ صاحب موصوف کی ایک عورت موتی بیگم نام خانہ انداز تہی بعض اوسکو کسبی کہتے ہین اور بعض مغلانی چونکہ جنرل صاحب کو اوس سے تعلق خاطر بدرجہ غایت تہا اوس عورت نے کہا کہ میرے نام سے یہہ کٹرہ نامزد ہو جب سے عوام مین موتی کٹرہ سے معروف ہے ٭

نواب حاجی محمد خانکی کوٹھی

یہہ کوٹھی خاص بازار کے آخر سمت شرق متعدد دکانات کی بنی ہوئی ہے یہہ کوٹھی جنرل لونی اختر صاحب کی تہی حاجی محمد خان نے اس کوٹھی کو مبارک محل المسیہ جنرل صاحب سے جو مغلانی صاحب ممدوح کی خانہ انداز اور دہلی مین رہتی تہی خرید کر کے عمارت عمدہ بنوائی اکثر کمرے اچھی طرز کے سامان شیشہ آلات اور فرش و فروش اشیاء نفیس سے آراستہ ہین یہہ شخص کابل کی رفاقت کے

سبب سے جناب جنرل جارج لارنس صاحب بہادر کے پاس اس ملک مین وارد ہوکر
چند سال منشی ایجنسی میواڑ اور بعد اسکے میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ کا رہا خیر
خیرات مین اکثر اوس شہر مین اوسکا دم غنیمت تہا بعد معزولی ایجنسی راجپوتانہ کے
دیوان ریاست مارواڑ کا ہوا اور پہر بمقام پہکر اچانک ایک سپاہی نے
اوسکے سینہ پر ایک ضرب شمشیر ایسی ماری کہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا تاریخ وفات
کسی شاعر نے یہہ کہی ہے * عاش سعیداً و مات شہیداً مدفن اسکا قاضی کے نالہ
پر متصل قبرستان انگریزی اپنے باغ پیش کوٹھی مین ہے قبر اسکی سنگ مرمر مصفا
سے بنائی گئی ہے اب اس کوٹھی مین اوسکا فرزند نواب عبد اللہ خان رہتا ہے ابتدا
مین یہہ مکان بونی اختر صاحب نے بنایا تہا پہر نواب مرحوم نے سرکار جیپور سے
لیکر اب از سر نو عمارت جدید سے شاندار تعمیر کیا *

پہول محل

موتی کڑہ کے شمالی زمانہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا یہہ محل بنا ہوا ہے اوس وقت
اس مکان کی خدا جانے کیسی کچہہ شان و شوکت ہوگی مگر اب ایک صرف نقشا باقی
رہ گیا ہے *

درگاہ برہان الدین قتال

یہہ درگاہ پہول محل کے گوشہ شمال اور مشرق کیطرف واقع ہے محوطہ کے
اندر ایک گنبد چونہ اور گچ کا بنا ہوا ہے اسکے اندر حضرت برہان الدین قتال
اور اونکی بی بی مدفون ہین ان بزرگ کی کرامت اور خرق عادت کے اکثر
لوگ قایل ہین عرس آپکا تاریخ اکیسوین رجب کو ہوتا ہے قریب گنبد کے ایک
کنوان سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے مگر خشک اور بے آب ہے جنوب رو دالان

لال پتھر کا ٹوٹا پھوٹا باقی ہے چونکہ آپکی درگاہ عطر سازون کے محلہ کے قریب ہے
اسلیئے جو عطر ساز نیا عطر نکالتا ہے وہ پہلے آپکے مزار پر عطر کی شیشیین نذر چڑہاتا
ہے تمام گنبد ہر وقت خوشبو سے مہکا کرتا ہے ؛

کڑک کا چوک

وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ گزشتہ مین کڑک شاہ نامی ایک فقیر یہان رہتا
تھا اور مکان کے روبرو فقیر مذکور نے ایک چوک بنا رکھا تھا شدہ شدہ یہہ محلہ
اوسکے نام سے مشہور ہوا۔ سرکار انگریزی کے عہد معدلت مہد کے قبل اکثر غریب
لوگ یہان بستے تھے بلکہ بعض جگہہ تو بالکل ویرانہ تھا جب سرکار دولتمدار کے
قبضہ مین شہر آیا ہر فرد بشر نے آرام پایا اہل دول بے کھٹکے اپنی اوقات بسر
کرنے لگے اوباش بدمعاش سیاست سرکار سے ڈرنے لگے شہر ویران آباد ہوا
رعایا کا دل شاد ہوا اوسوقت سے اس محلہ مین سیٹھ ساہوکارونکی بڑی بڑی
حویلیان بنا ہونے لگین چنانچہ اس چوک کے اندر لب بازار جنوبی اور شمالی دو
حویلیان اسقدر تحفہ اور کلان بنی ہوئی ہین کہ نظیر اونکی اس شہر مین دوسری
نہین انکے برآمدون اور دروازون مین کاریگرون نے پتھر کو نہایت صفت
سے کھودا ہے علاوہ انکے اور بھی بہت سی حویلیان اس محلہ مین ہین جنکی تعمیر
مین ہزار ہا روپیہ صرف ہوا ہوگا ؛

دولتخانہ اکبر شاہ

یہہ محل جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے سن ہجری نوسو اٹہتر مین بنوایا ہے اجمیر
کی شرقی فصیل شہر سے ملا ہوا بجائے خود ایک قلعہ مختصر سا بنا ہوا ہے چار دیواریکے

اندر چار برج پوریب پچھم اوتر دکھن نہایت خوش اسلوب ہین اور اون برجون
مین ہر ایک ایوان اپنی طرز کا جدا خوب بنا ہوا ہے غرب رویہ محل کا دروازہ رفیع
اوسکے آگے صحن وسیع ہے کہتے ہین کہ بجائے صحن باغ پر فضا زمانہ شاہی مین
لگا ہوا تہا نہرین جاری تھین اب اوس باغ کا نشان تک بہی نہین ہے مگر زیر زمین
دوز نہر اتبک موجود ہے اوسی نہر کا پانی باولی مین جو اندر محل کے بنی ہوئی
ہے آتا ہے اب صحن شمالی مین واسطے سکونت فوج سرکاری کی بارگین بنی ہوئی
ہین موسم بارش مین برج اور دروازے کے اوپر سے سمت غرب بستی کی کیفیت
اور شرق کیطرف کوسون تک سبزہ زار کی بہار نظر آتی ہے مرہٹہ کی عملداری
مین یہان صوبہ رہا کرتا تہا اور سرکار انگلشیہ کے عہد مین میگزین اسجگہہ تھا
اس سببسے خاص و عام میگزین کہنے لگے چنانچہ اب بہی یہہ محل میگزین کے نام
سے مشہور ہے جبکہ سن اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین فوج سرکار انگریزی
نے بغاوت اختیار کی تہی اوسکے بعد یہان سے میگزین برخاست ہوا اب دفتر
سرکاری اور تحصیل و عملہ پولیس وہان رہتا ہے اور کچہری مجسٹریٹی ایک ایوان
مین ہوتی ہے ❊

نیا بازار

ابتدا مین اکبری محل کے غربی سمت یہہ بادشاہی مقبرہ کے پاس میدان وسیع
تہا طرح بازار کی اگرچہ مرہٹہ کی عملداری مین پڑگئی تہی الا تکمیل اوسکی ویلڈر
صاحب اور کونڈرس صاحب کے عہد مین ہوئی اس بازار مین سب قسم کی دکانین
ہین ایسا بازار کشادہ اور بارونق سوا بازار خاص کے جو پیش درگاہ شریف
ہے دوسرا نہین اس بازار مین عمدہ عمدہ تعمیرات سیٹھہ ساہوکار وغیرہ کی ہین اور

بڑی تجارت کی جگہہ ہے لیکن ایک تعمیر دلپذیر زمانہ قدیم کی بنے بازار مین
دو منزلی سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اس تعمیر کے چارون طرف بڑے بڑے
در رفیع الشان بنے ہوئے بیچ مین لداؤ کا گنبد ہے مگر اوسکو اوپر سے مربع کر دیا
ہے ہرچند کتب تواریخ کو اوٹا پلٹا مگر اصلی حال اسکا کسی تاریخ کی کتاب سے ظاہر
نہوا مردمان دیرینہ سال بعضے تو یہہ کہتے ہین کہ یہہ بارہ دری ہے اکبر کی
بنائی ہوئی اسکے اندر عدالت شاہی ہوتی تھی اور بعضون کا یہہ قول ہے
کہ یہہ مندر جین مذہب والونکا بنایا ہوا ہے مگر راقم نہ تو بارہ دری کہہ سکتا ہے
اور نہ جین مذہب کا مندر کس لئے کہ چارون طرف کا درجا دو منزلا ہے اور
وسط مین گنبد خوش قطع بنا ہوا ہے یہہ وضع بارہ دری کی نہین ہوتی اور مندر
بھی اس طرز کا کہین دیکھنے مین نہین آیا کہ چارون طرف تو در کشادہ ہون
اور بیچ مین گنبد بنا ہوا ہو میری دانست مین یہہ مقبرہ کسی امیر کا اکبر کے عہد سلطنت
مین بنا ہے اگرچہ تعویذ مزار لائق اس عمارت کے گنبد مین نہین ہے مگر احتمال
ہوتا ہے کہ تعویذ بھی ضرور ہوگا لوگ اوکھاڑ لیگئے ہون تو عجب نہین بلکہ ایسا
معاملہ اکثر مقبرون مین نظر سے گزرا ہے کہ عمارت مقبرہ بدستور قایم اور نشان
قبر ندارد چنانچہ اسی شہر کے باہر جو امیر الامرا سید حسین علیخان وزیر فرخ سیر
بادشاہ کا مقبرہ بنا ہوا ہے اور طرز اس مقبرہ کی اور اوسکی بہت مشابہ ہے اوسکا
تعویذ قبر بھی نہین رہا ہے چنانچہ حال اوسکا باب دوم کی چوتھی فصل مین مفصل
رقم ہوا ہے بلکہ اس مقبرہ کے اندر اب تک کچی قبر موجود ہے ہار پھول اوسپر پڑے
رہتے ہین شرق رویہ درجہ مین پہلے سایر تھی اور اب میونسپل فنڈ کی کچہری
ہوتی ہے باقی مکان ویران مین ابابیل و چمگادڑین آشیانہ گزین ہین ؛

یہہ چشمہ فیض شہر اجمیر کے جنوبی فصیل سابقہ اور دروازہ شہر پناہ کے روبرو سن ہجری بارہ سو اڑتالیس مین کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر اجمیر نے بنوایا ہے چارو نطرف برآمدے خوبصورت برابر برابر بنے ہوئے ہین اور ان برآمدون کے نیچے پچھم طرف مسافرخانہ اور پورب کے سمت برآمدون کے نیچے دو کانین اونکے بیچ مین ڈگی کا دروازہ خوبصورت بنا ہوا ہے اسی طور سے اوترا اور دکھن دروازے کے روبرو پختہ گھاٹ اور زینے بنے ہوئے ہین ہر وقت اس چشمہ پر پانی بھرنے والونکا اژدحام مرد و زنونکا مجمع کثیر صبح شام رہتا ہے اکثر شوقین برآمدون مین رہنا اختیار کرتے ہین چشمہ کی سیر پانی بھرنے والونکی کیفیت دیکھتے ہین شرق رو دروازہ کے آگے بازار کی دوکانات کے اوپر دورویہ برآمدے رنگین اور خوش قطع بنے ہوئے ہین ؏

ناتوان شاہ کا تکیہ

یہہ مقام پر فضا درگاہ شریف حضرت خواجہ صاحب کے گوشہ جنوب اور شرق مین فصیل شہر کے اندر دلچسپ اور قابل سیر کے ہے کہتے ہین کہ شاہ صاحب بڑے درویش کامل ہوئے ہین عہد محمد اکبر بادشاہ مین زندہ تھے مگر ایک مدت سے حبس دم کئے ہوئے اسی جگہہ پر پہاڑ کے غار مین بیٹھے تھے جسوقت شہر پناہ تعمیر ہونے لگی اس جگہہ بنیاد کھدنی شروع ہوئی تو کیا دیکھتے ہین کہ غار مین ایک درویش دنیا سے آزاد خدا کی یاد مین مشغول ہے لوگون نے یہہ ماجرا مہتمم تعمیر کو جا سنایا وہ بھی اچنبھا جانکر دیکھنے کو آیا دیکھا تو واقعی ایک بزرگ سن رسیدہ عبادت مولے مین مستغرق ہین آخر بمنت و سماجت میر عمارت نے عرض کیا کہ آپ کسی اور مقام کو پسند فرما دین کیلئے کہ بموجب حکم جہان پناہ کے

اس جگہہ شہر پناہ بنائی جاویگی شاہ صاحب نے جواب دیا کہ فقیر جہان بیٹھہ رہا
وہان بیٹھہ رہا آخر کار مجبور ہوکر ایک گنبد فصیل مین بشکل برج بنادیا اور شاہ
صاحب اوسی غار مین بیٹھے رہے اوس گنبد مین ایک مزار بھی بنا ہوا ہے
اور بیضہ ہاے نہنگ یا اور کسی صحرائی یا دریائی جانور کے چھت مین آویزان
ہین مگر بیضہ مار کا ایک حقہ عجائب روزگار اوس مقام پر ہے جس روز آپ کا
عرس ہوتا ہے تو اوس دن فقیر لوگ اسکو پیتے ہین گنبد کے آگے شرقی سمت چوک
پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر آپکے مرید اور چیلے مدفون ہین چونکہ یہہ مقام بلندی
پر واقع ہے اس سبب سے تمام شہر بلکہ دور دور تک کی بہار دکھلائی دیتی ہے
علاوہ اسکے اس شہر مین جابجا کثرت سے شہیدونکی درگاہین اور مزارات
بنے ہوئے ہین یہانتک کہ کوئی کوچہ و بازار شہیدون کے مزار سے خالی نہین
اکثر کے عرس کا صرف سرکار درگاہ شریف سے ملا کرتا ہے ؀

فصیل شہر

اکبر نامہ مین فصیل شہر اجمیر شریف کے بننے کا یون ذکر لکھا ہوا ہے کہ شروع سال
پانزدہم جلوس سن نو سو ستتر ہجری کو شہزادہ مراد کے پیدا ہونیکے باعث بار
چہارم بائیسوین تاریخ ربیع الثانی کو عازم اجمیر شاہ بلند اقبال ہوا اور نہایت مسرت
سے شکار کھیلتا ہوا اجمیر مین پہونچا ان ایام سعادت انتظام مین حصار شہر کے
بنانے کے لئے حکم نافذ ہوا ابنایان کاردان اور معماران دانشور نے نقشہ جات
عالی کھینچکر بادشاہ کی نظر سے گزرانے ساعت سعید مین کہ پایداری کولایق ہووے
اس عمارت کی چونہ اور سنگ سے بنیاد رکھی اور تمام منازل ومساکن خواص
وعوام شہر کا احاطہ کرکے عرصہ قلیل مین بہت کام کرکے مورد تحسین وآفرین ہوئے

اسیطرح بموجب حکم عالی کے جمیع امرو ارکان خلافت نے بقدر اپنے اپنے مقدور کے منازل ومساکن باغ وغیرہ تعمیر کیے کہ مانند نگارخانہ مانی و ہم شکل نگارستان بہزاد کے ہوسکتے تھے دور فصیل چارہزار ایک سو انتالیس گز ہے ؛

باب دوسرا بذکر تعمیرات بیرون شہر

فصل پہلی

نور چشمہ جہانگیر

مخفی نرہے کہ اگلے زمانہ مین اول اس مقام پر شہر آباد تہا راجہ اجیپال کا آباد کیا ہوا بلکہ اجمیر خاص اسی شہر کا نام تہا وسعت اور رونق اسکی حد سے باہر تھی اور بستی اسکی اور بستیون سے بہتر اسی راجہ نے قلعہ تاراگڈہ کی تعمیر کی اسکو جیمیر اور جے دورگ یعنی پہاڑ اور قلعہ جو فتح نہوسکے ایک قول مشہور ہے نام اس مقام مشہورہ کا جو کلید راجپوتانہ کی ہے ایک چوہان کے پیشہ پر رکہا گیا ہے وہ بکریان چراتا تہا اوسکی وجہ سے یہہ نام ہوا کیونکہ شاستر مین آج بکری کو کہتے ہین جو قدیم پیشہ مالی لوگونکا تہا یہی مضمون تواریخ ٹاڈ راجستان مین لکہا ہوا ہے - بہرحال اوس جگہہ اب بہی نشان مکانون کے پائے جاتے ہین جب اکبر بادشاہ نے سن ہجری نوسو اٹہتر مین فصیل شہر کی بنوائی وہ شہر قدیم برباد بلکہ گمنام ہوگیا صرف ایک چشمہ اوسوقت کا ابتک موجود ہے اس مقام پر ضرور ہوا کہ تہوڑا حال اکبر بادشاہ کے اجمیر مین آنیکا لکہا جاوے کہ کس وجہ اور تقریب سے یہہ بادشاہ پیادہ پا یہان آیا چنانچہ اقبالنامہ جہانگیری سے یون معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین اکبر کے جہانگیر کے تولد سے

پہلے کئی فرزند ہوئے مگر کوئی ایک سال کوئی دو سال کا ہو کر مر جاتا تھا چنانچہ
بادشاہ نے اس باب مین ہر طرح کی چارہ جوئی کی مگر کوئی تدبیر خلاف تقدیر مفید
نہوئی اسلیئے ہر لحظہ اولاد کا الم دل سے ہم تھا ہر وقت لب پر آہ و نالہ پیہم تھا یہہ
چاہتا تھا کہ کوئی ولی باخدا میرے واسطے دعا کرے کہ اولاد زندہ رہے ایک
روز کسی خیر خواہ نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی
سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی جو شہر اجمیر مین درگاہ ہے وہان ایک درویش
صاحب کمال شیخ سلیم چشتی قدس سرہ موجود ہین اگر وہ آپکے واسطے دعا کرین تو
امید قوی ہے کہ نخل مراد بارور ہو بادشاہ کو تو اسی بات کی آرزو تھی فوراً ایک
مقرب کو حضرت ممدوح کی خدمت مین بھیجا اور دل سے عہد کیا کہ اگر حق تعالےٰ
بطفیل حضرت خواجہ بزرگ و بہ برکت دعا شیخ سلیم چشتی کے مجھکو فرزند عطا کرے
تو اجمیر تک پیادہ پا جاؤنگا اور اوس فرزند کو نذر حضور کرونگا الغرض جب
وہ مقرب سلطانی اجمیر مین آیا زیارت روضہ منورہ اور حضرت شیخ سلیم چشتی سے
مشرف ہوکر بادشاہ کی التماس کو کمال عاجزی سے عرض کیا آپنے درگاہ قاضی الحاجات
مین دعا کی دعا پر تاثیر اوس ہمایون خصال فرشتہ جمال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر
درگاہ خدا مین قبول ہوئی آپ نے ارشاد کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ کو یہہ مژدہ
سناؤ کہ جو فرزند اب تولد ہوگا وہ عمر طبعی کو پہونچیگا ہنوز وہ مقرب آگرہ مین
پہونچنے نہین پایا تھا کہ صبیہ راجہ بہاری مل راجہ آمیر یعنی جیپور کی بیٹی کو جو نکو حصہ
اکبر بادشاہ تھی حمل رہا بعد گزرنے نو مہینے کے تاریخ ساتوین ربیع الاول سن
نو سو ستتر ہجری کو جہانگیر پیدا ہوا نام اوسکا شاہ صاحب کے نام پر شہزادہ سلیم
رکھا گیا سات دن تک بڑا جشن کیا قیدیون کو رہائی دی بارہوین شعبان
روز جمعہ کو دار الخلافت آگرہ سے پیادہ پا روانہ ہوا ہر روز دس بارہ کوس

کی منزل طے کرتا تھا منزل اول موضع منڈاگر مین قیام کیا دوسرے روز فتحپور تیسری منزل بجونہ چوتھی گردہ پانچوین بسا ورچھٹی ٹووہ ساتوین کلاولی آٹھوین کسارندی نوین ڈنیہ دسوین ہنس محل سے گزر کر پھول محل مین محبط رایات اجلال ہوا گیارہوین بکانیر سے گزر کر نزدیک نیوتہ کے نزول دولت ہوا بارہوین موضع جہاک نزدیک معزآباد کے تیرہوین ساکھون چودھوین موضع کھیل پندرہوین بقعہ قدسیہ خواجہ اجمیر مین حاضر ہوکر اوس زمین آسمان رفعت پر جبین اخلاص رکھی چند روز تک اس مقام کرامت بہر پر عبادت مولی مین مشغول رہا اور تمام گوشہ نشینون کو بخشش بیپایے سے فایدہ مند کیا جب جہانگیر بعد فوت ہونے جلال الدین اکبر کے تخت سلطنت پر بیٹھا اور جلوس کے دسوین سال مین بمقام اجمیر آیا اوسنے سن ہجری ایک ہزار چوبیس مین محل عالی شان متصل چشمہ کے تعمیر کرایا جہانگیر نے اس محل کا حال اقبالنامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری مین اسطرح لکہا ہے کہ حوالی اجمیر مین ایک درہ واقع ہے نہایت جاے دلکش اور خوشنما اور اس درہ کے انتہا پر ایک چشمہ ظاہر ہوا ہے پانی اوسکا ایک چہوٹے چہکلے تالاب مین جمع ہوتا ہے بہ نسبت شہر اجمیر کے پانی اسکا سبک اور بہتر ہے یہہ درہ اور چشمہ بنام تال حافظ جمال کے مشہور ہے جو گزر میرا اوسمقام پر ہوا مینے حکم دیا کہ عمارت قابل اس مقام کے بنائی جاوے جو کہ مقام دلچسپ اور قابل سیر کے تہا مدت ایک سال مین جاے خوب اور عمارت مرغوب بنکر طیار ہوئی کہ عالم کے پہرنے والے مثل اوسکے کہین نشان نہین دیتے ایک حوض چالیس گز طول و عرض مین بنا ہوا ہے چشمہ کا پانی حوض مین آتا ہے فوارہ دس بارہ گز کا بلند چہوٹتا ہے حوض کے کنارہ پر نشیمن بنے ہوئے ہین اور اسیقدر اوپر اوسکے کہ تالاب اور چشمہ اوس جگہہ واقع ہے جاے موزون ایوانہاے دلکش

اور آرامگاہین خاطر پسند کہ بعض اونمین سے تصویردار اور منقش ہین اوستادان ماہر اور نقاشان چابکدست نے اونکی نقاشی کی ہے مجھکو یہہ بات منظور ہوئی کہ اسکا نام ایسا رکہا جاوے جو میرے مبارک نام کے ساتھہ نسبت رکہتا ہو اسلئے چشمہ نور اسکا نام مینے رکہا جس تاریخ سے یہہ محل بنکر طیار ہوا ہے اکثر اوقات جمعرات اور جمعہ کو یہان رہتا ہون اور یہہ بہی شعراے پاے تخت کو حکم دیا کہ فکر تاریخ بناء محل کی کرین سعیدا ئی گیلانی زرگرباشی نے یہہ تاریخ عرض کی ؛ محل شاہ نورالدین جہانگیر ؛ مینے حکم دیا کہ اوپر ایوان عمارت زیرین کے اوس قطعہ کو اوپر سنگ کے نقش کرکے نصب کرین سبحان اللہ جسوقت یہہ محل بنا ہوگا جہانگیر اور نورجہان بیگم رہتے ہونگے فوارے چھوٹتے ہونگے کیا کچھ بہار ہوگی ؛ نہ وہ قصر ہے نہ ایوان ہین نہ نقاشی نہ تصویرین صرف ایک دروازہ اور دروازہ کے اوپر پورب پچہم دو دالان سنگ سرخ کے باقی ہین اور وہ محل خداجانے کس زمانہ مین دریابرد ہوا الا کچھہ کچھہ نشان دیوارون کے اب بہی پائے جاتے ہین اور حوض بہی ٹوٹا ہوا ابتک موجود ہے **ابیات**

ہین مکان صورت شکستہ دلان — در کہلے مثل دیدۂ حیران
تہی جو سقف منقش و رنگین — ہین ابابیل آشیانہ گزین
گیر وانداختہ کا پیراہن — ہے سر کنگرہ پہ کوکو زن
تہی ہمہ لاجورد جو دیوار — اوس مین رخنہ پڑے ہوئے ہین ہزار

دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ اشعار کندہ ہین ؛

بلند اقبال شاہ ہفت کشور — کہ وصف او نمی گنجد بہ تقریر
فروغ خاندان شاہ اکبر — شہنشاہ زمان شاہ جہانگیر
درین سر چشمہ چون آمد ز فیضش — روان شد آب و خاکش گشت اکسیر

شہنشہ کرد ناسش چشمۂ نور	شدہ آب خضر زو چاشنی گیر
دہم سال از جلوس شاہ غازی	بحکم بادشاہ نیک تدبیر
بلب ار دو چشمۂ نور این عمارت	جہان آرائے شد از روے تقدیر
خرد تاریخ اتمامش رقم کرد	محل شاہ نور الدین جہانگیر

اس محل کے قریب شاہی وقت کا ایک باغ لگا ہوا ہے اوس زمانہ مین تو یہ باغ بہت خاصا ہوگا مگر اب انبہ اور جامن کے درخت اوس قطعہ مین باقی ہین جامن اس باغ کی بہت تحفہ ہوتی ہے ؛

گنج شہدا

یہ مقام چشمہ نور کے غربی سطح پہاڑ پر واقع ہے اسی جگہہ امیر تاتار خان اور امیر ترخان شہید آسودہ ہین علاوہ انکے کثرت سے مردان راہ حق اس جگہہ مدفون ہین اگرچہ یہ مقام ہمیشہ زیارت گاہ خلایق ہے لیکن ہر پنجشنبہ اور تاریخ اونیسوین رجب کو اکثر زن و مرد زیارت کے لیے آتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ان بزرگوارون کے دولت شہادت پانے کا حال ٹھیک نہین معلوم ہوتا بعضے تو کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے سردار تہے اور بعض انکو حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کے ہمراہیان بتلاتے ہین واللہ اعلم بالصواب چونکہ اس جگہہ اکثر مکانات کے نشان اور اینٹے معلوم ہوتے ہین اور اکثر لوگ حضرات موصوف سے منسوب کرتے ہین کہ آپنے اس جگہہ کو زور کرامت سے لوٹ دیا تہا بلکہ جو ظروف گلی وغیرہ بروقت کہودنے کے اس جگہہ سے نکلتے ہین معکوس ہوتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین قہر الہی سے یہ طبقہ بہی اولٹا گیا ہے ۔ الغرض آپکے مزارات کے گرد پختہ چار دیواری اور دالان اور چبوترہ بنا ہوا ہے اور چنبیلی کے درخت

کثرت سے مزارات پر چہا رہے ہین زمانہ سابق مین یہہ مقام سنبل گڈہ کے نام سے مشہور اور معروف تہا۔

چلہ بی بی حافظ جمال

یہہ مقام حضرت بی بی حافظ جمال کے چلہ کشی کا نور چشمہ کے متصل پہاڑ کے اندر بنا ہوا ہے بارہ مہینے چشمہ کا پانی اسجگہہ پر جاری ہے ادہر اودہر آب رواں کے کنارے امرتیان ہین تاریخ اونیسوین رجب کو اس جگہہ میلہ بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے صدہا زن و مرد آتے ہین بہتیرے نذر نیاز چڑہاتے ہین فی الواقع یہہ مقام لایق دید اور قابل سیر ہے موسم بارش مین اکثر اوقات شہر کے لوگ یہان براے سیر آتے ہین حضرت مخدومہ جہان بی بی حافظ جمال اس مقام پر اپنے معبود کی یاد مین رہتین اور چلہ کشی کرتی تہین طرح طرح کی ریاضت اور مجاہدت سے گو بظاہر بنیاد جسمانی کوڈہاتی تہین لیکن باطن مین عمارت روحانی بناتی تہین یہان ضرور ہوا کہ مختصر حال حضرت بی بی حافظ جمال رحمۃ اللہ علیہا کا بیان کیا جاوے کتاب اخبار الاخیار مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یون لکہا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے ایک رات خواب مین حضرت خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ یون ارشاد فرماتے ہین اے معین تمنے میری سنت نکاح کسواسطے ترک کی اتفاقا قلعہ بیٹہل گڈہ کا حاکم ملک خطاب نام بعزم تسخیر ملک ہنود چڑہ دوڑا اور وہانکے راجہ پر فتحیاب ہوا راجہ مذکور کی لڑکی اسیر ہو کر پاس ملک خطاب کے آئے جو کہ ملک خطاب مرید خواجہ صاحب کا تہا اوس نے اس دختر کو نذر کیا آپنے سنت نبی کو ادا کیا یعنی سلک زوجیت سے مشرف فرماکر نام اونکا امۃ اللہ یعنی بندی اللہ کی رکہا چنانچہ حضرت بی بی حافظ جمال امۃ اللہ کے شکم سے پیدا ہوئین مرید حضرت خواجہ صاحب

کی ہین صاحب کشف و کرامت اور خلاصہ اہل ریاضت تہین اور بعض بزرگون نے
اپنی تصنیفات مین آپکو خواجہ غریب نواز کے خلفا مین لکہا ہے اکثر عوام مین جو یہہ
بات مشہور ہے کہ حافظ جمال راے پتہورا کی بیٹی تہین اوس نے واسطے آزمایش
کے براہ فریب حضرت خواجہ کی خدمت مین بہیجا اور پوجاریون نے اوسکو کہا تہا کہ خواجہ
صاحب جو ہمبستر اس سے ہونگے تو کرامات جاتی رہیگی آپنے اونکو دیکہکر کہا کہ اے بیٹی
حافظ جمال آؤ اوسیوقت اِنکو قرآن مجید حفظ ہو گیا اور فیض حضرت خواجہ صاحب سے
مسلمان ہوئین سرتاسر غلط ہے ؎

سوت برج

اگرچہ یہان کے لوگ اسکو روٹہی رانی کے محل کہتے ہین اور شاید اسوجہہ سے کہ یہہ
برج نورالدین جہانگیر کے محل سے بہت قریب ہے لیکن دراصل یہہ چرخ پانی قلعہ تاراگڈہ
کے اوپر لیجانیکے واسطے مالدیو راٹہوڑ راجہ جودہپور کا بنوایا ہوا ہے چنانچہ تواریخ
ٹاڈ راجستان مین مرقوم ہے کہ مالدیو راٹہوڑ سمت پندرہ سو اٹہاسی مطابق سن
پندرہ سو بتیس عیسوی مین گدی نشین ہوا یہہ نہایت زورآور راجہ ہندوستان
کا ہوا جس سال مالدیو راجہ ہوا اوس نے دو بڑے ملک اپنے خاندان قدیم کے
دوبارہ فتح کیے یعنی ناگور اور اجمیر اور اپنے علم اور فن کے ظاہر کرنے کے واسطے
ایک چرخ بنایا جس سے پانی قلعہ کے اندر چشمہ سے جاتا تہا اوسکو سوت برج کہتے ہین ۔
القصہ اگرچہ اب اس برج کی راہ پانی تو نہین جاتا مگر دو تین درجے اوسکے ابتک
قایم ہین شاید اوپر کے درجے گرجانے سے پانی کا جانا موقوف ہو گیا ہے مگر میری
دانست مین یہہ برج بنتے بنتے ناتمام رہگیا ہے اگر یہہ برج پورا بنجاتا تو قلعہ مین بہت
افراط پانی کی ہوجاتی ۔ اب بہی بہت سے حوض قلعہ پر ہین مگر کبہی کبہی پانیکی قلت

فصل دوسری

اندر کوٹ

ہندی تاریخون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اوپر چار ہزار برس پیشتر یہہ شہر راجہ اندر سین نے بسا کر اندر کوٹ نام رکھا یہہ راجہ بودہ کا مذہب رکھتا تھا سو اوس کی اور جینی بودہ مذہب کے پیرو ہین صدہا تبخانے پہلے اس شہر مین تھے اور ان تبخانون کے روبرو سنگین باولیان بنی ہوئی تہین جب علاو الدین غوری ہند پر متسلط ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری راے پتھورا کو شکست دیکر اجمیر مین آیا دس ہزار زن و مرد کو قوم ہنود سے مسلمان کیا اس بادشاہ نے اندر کوٹ کے کل تبخانون کو نیست و نابود کردیا مگر مندرون کی باولیان ابتک موجود ہین اب اس کوٹ مین تمام مسلمان لوگ بستے ہین مسجدین بھی اسمین بکثرت ہین قدیمی مسجدین تو بالکل ویران اور کھنڈر ہو گئی ہین لیکن نو تعمیر مسجدین آباد ہین یہہ کوٹ خاصی خاصی پختہ عمارتون سے ایک مختصر سا معمورہ معلوم ہوتا ہے ؛

اڑہائی دن کی مسجد جسکو اڑہائی دن کا جھونپڑا بھی کہتے ہین

زمانہ گزشتہ مین راجہ اندر سین نے شہر اندر کوٹ کے اندر یہہ تبخانہ بنایا تھا صدہا مورتین اور اقسام اقسام کے جانورونکی صورتین اوسمین تھین اسی راجہ نے شہر پرسوتم پور مین جو دکھن طرف دریاے شور کے کنارے ہے تبخانہ جگناتھ کا بنیاد کیا جب سلطان شہاب الدین غوری سن ہجری پانسو بچانوے مین یہان آیا اس تبخانے کو خانہ خدا بنا دیا مگر صرف اسیقدر تبدیل کی کہ بتون کی صورتون کو مسخ کرکے عمارت کو بحال خود چھوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ایک

محراب سنگ مرمر کی بناکر اوسپر بخط طغرا آیات قرآنی کندہ کراکر تاریخ بنا لکھدی
اور اس تغیر سے بتخانہ کو مسجد کرکے نماز جمعہ بادشاہ نے اوسمین ادا کی جب سے
اسکا نام اڑھائی دن کی مسجد مقرر ہوا تاریخ تعمیر اوس محراب پر اسطرح کندہ ہے
بنا فی الحادی والعشرین جمادی الاخر سن خمسۃ وتسعین وخمسمایۃ۔ اور دیوار
غربی مین یہہ عبارت مرقوم تھی۔ فی تولیت ابو بکر بن احمد جمال الفضلۃ بتاریخ
ذالحجہ ستہ وتسعین وخمسمایۃ۔ مگر یہہ عبارت ایسی دقت سے پڑھی گئی کہ جسکا بیان
کرنا بھی خالی از تکلیف نہین الغرض اس سے اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ یہہ تغیر جو
بتخانے کو ہوا اور محراب اسلامی قایم ہوئی ابو بکر بن احمد اوسکے متولی تھے اکیسوین
تاریخ جمادی الآخر سن ہجری پانسو پچانوے مین یہہ بتخانہ خانۂ خدا ہوا اور ذالحجہ
سن ہجری پانسو چھیانوے تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ سلطان موصوف کے وقت
مین صرف اسیقدر بتخانے کا تغیر ہوا تھا کہ دیوار غربی مین محراب بنواکر بتونکی
صورتین مسخ کردین تھین مگر شاہ شمس الدین التمش نے تو اس رہے سہے بتخانہ
کی عمارت کو بیخ و بنیاد سے اوکھڑوا ڈالا اور نئے سر سے سن چھ سو چودہ ہجری
مین سنگ سرخ سے مسجد اس مضبوطی اور خوش اسلوبی کے ساتھہ بنوائی کہ
اکثر جہاندیدہ اوسکو دیکھکر مقام حیرت مین آتے ہین بلکہ نقش دیوار بنجاتے ہین
دیر پائی اوسکی ظاہر اور خوشنمائی اوسکی بیان سے باہر حق تو یہہ ہے کہ ایسی مسجد
عظیم الشان ملک ہند مین دوسری کم ہے برجون کے اندر پتھر کو اسقدر کھود کر
لگایا ہے کہ ہو بہو ہر ایک برج طلسمات کا بنا ہے عقل کام نہین کرتی کہ آیا محرابون
پر بیلون کو کھودا ہے یا پتھر کو موم کرکے سانچہ مین ڈھالا ہے کتابے اونپر ایسے
نادر اور خوشخط کندہ ہین کہ انسان اونکو دیکھکر درود بھیجے اور کندہ کارون
کے حق مین تحسین اور آفرین کہے صورت مسجد کی یہہ ہے کہ غربی سمت مین

ایک درجہ قدیم بتخانے کا بحال ہے جسکے پاکیزہ پاکیزہ ستون اور عمدہ عمدہ خوش
تراش پتھر و نیز تین تین برجیان دونون طرف اور بیچ مین بڑی برجی قایم ہے
اسکی ہیبت اور ستونو نیز تصویرین جین مذہب کی جسقدر تھین وہ شہاب الدین
غوری نے مسخ کردین مگر گل کاریونکا جوبن اور بہار اور پتھر کے بیلو بوٹے جو ستون
کے نقش و نگار آج تک قابل دید موجود ہین اور اسی درجے کے غربی دیوار
کے وسط مین وہ محراب اسلامی سنگ مرمر کی ہے جو سلطان شہاب الدین غوری
نے لگائی اور اوسکے آگے متصل ملا ہوا اول سے دوسرا درجہ بھی قدیم اسی بتخانہ
کا لیکن عرض مین درجہ اول سے کمتر اور طول اور حسن عمارت مین اوس اول
درجہ کے ہمسر اون دونون درجون کے آگے تیسرا درجہ مشتمل بر عمارت سنگین
بڑی بڑی سات محرابون کا سلطان شمس الدین التمش نے بنواکر ملا دیا اور بیچ
کی محراب کلان کے دونون بازو نیز دو مینار سنگ سرخ قایم کئے اور چند درجے
اور احاطہ و نشیمن و مکانات و صحن بہت خوش ترکیبی سے ترتیب دئے طول
اسکا سرکاری گز سے چار اوپر اسی گز اور عرض مع صحن کے چوڑان کے
چوراسی گز بیچ کی محراب چھپن فٹ بلند اوسپر دو مینار ہین مگر برجیان میناروں
کی گر گئی ہین اور بخط نسخ طغراے سلطان شمس الدین کا نام پتھر کے مرغولون
پر بالاے مینار مذکور کندہ موجود ہے محیط کی دیوارین بتیس فٹ اونچی
صحن کے آگے دو دروازے آمد و رفت کے لئے بنے ہوئے ہین محمد عارض
کے اہتمام سے علی احمد معمار نے اس مسجد کو بنایا ہے چونکہ یہ مسجد عالیشان
بے مرمت اور ویران تھی سرکار دولتمدار نے علو ہمتی سے ہزارون روپیہ
صرف کرکے سن ہجری بارہ سو ترانوے سے اسکی مرمت شروع کرائی اگرچہ
قریب دو سال سے اسکی مرمت باہتمام سردار بھگت سنگھ صاحب انجینیر محمد

معمار کی معرفت ہو رہی ہے مگر ابھی بہت کام باقی ہے امید کیجاتی ہے کہ
بہت جلد بخوبی تمام اسکی مرمت اختتام کو پہونچے - شہر اجمیر کے ہندو مسلمان
خواندہ ناخواندہ لوگ اس بنیاد عجیب کی حکایات غریب دل سے گڑھ گڑھ کر کہتے
تھے عقلا بھی ذہن لڑاتے تھے مگر اصل مدعا کیطرف جاہل اور قابل کسی نے
رجوع نہ کی اس مسجد کی داہنی محراب پر سورہ انا فتحنا اور سن تعمیر اور محراب یسار
پر سورہ تبارک اور وسطی محراب پر یہ کتبہ بخط طغراے جلی کندہ ہے -

امر بہذہ العمارت السلطان العالم العادل المعظم والخاقان الاعظم ملک الترک
شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب الترک والعجم ظل الله فی العالم
شمس الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین قامع
الکفرۃ والملحدین قاہر الظلمۃ والمشرکین ناصر الاسلام علا والدولۃ القاہرہ والملۃ
الباہرہ مالک البر والبحر سلطان الشرق المؤید من السماء المظفر علی الاعداء ابی المظفر
التمش السلطانی معشر خلیفۃ الله ناصر امیر المومنین اعلی الله فی کل شانہ واظہر
فی کل ساعتہ برہانہ واکتبہ فی العشرین من ربیع الآخرین - اسکے آگے سن تعمیر
کندہ تھا مگر وہانکا پتھر گل کر اوکھڑ گیا اور اوتر کی محراب کے سر دل کے پاس
نام مہتمم کا یون کندہ تھا فی نوبتہ تولیتہ احمد محمد العارض اور سر دل کے پاس
نام علی احمد معمار کا بھی نقش ہے اب جس صفحہ سنگ پر نام مہتمم کا کندہ تھا اوسکو
درجہ دوم کی برجی کے اندر سمت جنوب لگا دیا ہے اور نئے اسر سے تعمیر ہونے
مسجد کی بھی دلیل کافی ہے کہ جس جگہہ کی دیوار مسجد گری ہوئی تھی وہان پتھرون
مین بتونکی مورتین بھری ہوئی تھین بلکہ محیط کی دیوارون مین اکثر جگہہ دیوتا
مین بت چنے ہوئے ہین باین صورت آجتک اصلی حال اسکا کسیکو معلوم
نتھا امید کہ اس محنت اور جانفشانی کی داد تحسین ناظرین باتمکین دینگے اب

مرہٹہ کی عملداری سے اسمین اکثر فقیر آزاد بانوا آنکر ٹہیرنے لگے اور پنجابانشاہ فقیر نے کسیقدر مرمت وغیرہ کرائی جب سے اس مسجد کو فقیر لوگ اڑہائی دن کا جھونپڑا کہنے لگے ورنہ دراصل یہہ مسجد سلطان شمس الدین التمش نے تعمیر کرائی ہے اسی بادشاہ نے مسجد قوۃ الاسلام جسکا مینار قطب صاحب کی لاٹھ کے نام سے واقع مہرولی شریف دہلی ہے تعمیر کی ہے اس مسجد کی محراب و مینار وغیرہ بالکل مسجد قوت الاسلام دہلی کے مطابق ہین الغرض یہہ بادشاہ نہایت رحم دل کمال عادل سلطان کامل مکمل خلفاء نامدار اور مریدان باوقار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز سے اور محبوبان نظر اور منظوران حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے تہے اور کمال اعتقاد حضرات خواجگان چشت اہل بہشت سے انکو تہا اگرچہ بظاہر تعلق بادشاہی رکہتے تہے لیکن دل سے فقیر اور درویش دوست تہے تمام تمام رات عبادت مین بسر کرتے اور واسطہ کاروبار کے تکلیف اپنے غلامون کو نہین دیتے یہانتک کہ وقت شب پانی کنوین کا اپنے ہاتہہ سے کہینچکر وضو کرتے اور روادار نتہے کہ کسیکو اپنے نوکرون سے بے آرام کرین اور آخر شب دلق پوش ہوکر واسطے خبر گیری رعایا کے شہر مین پہرتے فخر الملک بغدادی اور نظام الملک دونون وزیر بادشاہ کے تہے کتاب مخبر الواصلین مین لکہا ہے کہ وقت نماز جنازہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے خواجہ ابو سعید نے فرمایا کہ حضرت خواجہ نے وصیت کی ہے کہ امامت ہمارے جنازہ کی وہ شخص کرے جسکا ازار کبہی حرام پر نہ کہلا ہووے اور نماز عصر کی سنت اور تکبیر اولی نماز فرایض کبہی اوسنے ترک نہ کی ہو اس وصیت کو سنکر سلطان شمس الدین دیر تک خاموش رہے تاکہ کوئی دوسرا حاضرین سے پیدا ہو اور امامت جنازہ کی کرائے

جب کوئی نہ بولا ناچار سلطان امام بنے اور کہا کہ مین یہہ چاہتا تہا کہ کوئی یہہ حال سے مطلع نہووے لیکن جب خواجہ نے ایسا حکم دیا تہا مینے چارہ ندیکہا۔ تاریخ وفات اس بادشاہ کی یہہ ہے۔

چون طشت ز بام شمس افتاد		سہ مرتبہ یار را بکن یاد

جسمین سن چہہ سو تینتیس ہجری نکلتے ہین اور یہہ قطعہ بہی سلطان موصوف کی رحلت کا ہے۔

چو ششصد سی و سہ از سال ہجری	گذشتہ بست روز از ماہ شعبان
بشد سلطان شمس الدین التمش	بسوے جنة المأوا خرامان

کاتن باولی

یہہ چشمہ فیض کا اڑہائی دن کی مسجد کہن دروازے کے آگے کمال تحفہ بنا ہوا ہے درجہ بدرجہ سنگ سرخ کے دالان باولی کے اندر ہین پانی اس چشمہ کا صاف و شیرین و سبک اسقدر کہ اگر بہوکا پیئے تو سیر ہو جاوے اور شکم سیر پیئے تو اوسکو فوراً بہوک لگ آوے تواریخ کی کتابون سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ اس چشمے کو کس نے بنایا مگر زبانی بعضے بڈہونکے یہہ سننے مین آیا کہ ایک بڑہیا یہان بیٹہکر سوت کاتا کرتی تہی اتفاقاً کہی بادشاہ کی سواری اسطرف ہوکر جو نکلی بڑہیانے اوٹہکر سوت کی آنٹی بادشاہ کو نزر گزرانی بادشاہ نے سواری ٹہراکر دریافت کیا کہ کیا حاجت رکہتی ہے جواب دیا کہ یہہ آرزو اور تمنا رکہتی ہون کہ ایک مسجد اور باولی بنواؤن تا کہ دنیا مین مجہہ گمنام کا نام باقی رہے بادشاہ نے التجا اوسکی قبول کی یہہ باولی اور مسجد بنوادی چنانچہ باولی کے اوپر سمت شرق ابتک وہ مسجد سنگین قدیم قائم بحد بدستہ

راقم وہ بادشاہ شمس الدین التمش تھا جسنے یہہ باولی بڑہیا کو بنوادی کیسلئے
کہ اس تعمیر کو اڑہائی دن کی مسجد کے ساتھہ کمال مناسبت ہے جیسے اوسمین
کندہ کاری کے ستون لگے ہوئے ہین اوسیقدر اسمین ہین اور ستونون
مین بہی جسقدر بتونکی صورتین تہین مسخ کی ہوئی ہین سوا اسکے جس خط مین
احادیث اڑہائی دن کی مسجد کے شرقی دروازہ مین کندہ ہین اوسیطرح
اس مسجد کی محراب پر کندہ ہے اور باولی کے ستون بہی درجہ بدرجہ کندہ
کاری کئے ہوئے ہین ایسی خوشنما انداز اور سہاونی باولی اس شہر مین
دوسری نہین ہے خدا بانی عمارت کو مستغرق بحر رحمت کرے اور اس نیکبخت
بڑہیا کو غرق دریاے مغفرت *

شمسی حمام

یہہ حمام اور باغ اڑہائی دن کی مسجد کے متصل جنوبی سمت کو واقع ہے مسجد
موصوف کے ساتھہ سلطان شمس الدین التمش نے اسکو بنا کیا تھا اب اوس
باغ کے قطعہ مین تو حویلیان بن گئی ہین اور حمام بہی ٹوٹ پہوٹ گیا صرف
ایک درجا اوسکا باقی رہگیا ہے *

بہاٹ باولی

یہہ باولی زمانہ گزشتہ مین کسی راجہ کے بہاٹ نے بنوائی تہی اگرچہ بعضے لوگ
اسکو پرتھی راج کے بہاٹ کی تعمیر کرائی ہوئی کہتے ہین لیکن وہ باولی اجمیر کے
باہر شرقی سمت چاند باولی کے نام سے معروف ہے اب ایک فقیر نانک پنتھی
یہانپر رہتا ہے باولی کے پاس درختان انبہ و باغچہ لگا ہوا ہے مکان بہی

اس جگہہ پختہ پختہ چونے اور گچ کے دولتمندون نے بنوادئے ہین اندر کوٹ ہین یہہ مقام بہی پر فضا اور دلکشا ہے ؛

مسجد گیسو خان

اندر کوٹ کے غربی تاراگڈہ کے راستہ پر یہہ مسجد قلندری واقع ہے مسجد کے دکہن باولی سنگین بنی ہوئی ہے قریب اوسکے حوض پختہ بنا ہوا تہا اب بہی کچہہ کچہہ نشان حوض کا باقی ہے کسی وقت مین یہانپر باغیچہ لگا ہوا تہا مگر اب سواے چونہ کے ڈہیر اور ایک کہنڈر کے جسکی وضع حمام کی سی ہے نہ باغ ہے نہ حوض ہے صرف باولی اور مسجد موجود ہے یا درختان انبہ ہین مسجد کی محراب مین سنگ مرمر کی لوح پر یہہ اشعار کندہ ہین

بعہد حضرت شاہ فلک قدر	بپناہ دین احمد ظل یزدان
جلال الدین محمد شاہ اکبر	سکندر حشمت و داراے دوران
ہمین ہمت خان حسن خلق	سپہر جود کیسو خان عمران
زہجرت نہصد وہفتاد وشش بود	کہ شد تعمیر این سقاے میران

کتبہ الراجی درویش محمد حاجی ؛

فصل تیسری

آناساگر

اس تالاب کی بنا کو کچہہ کم آٹہہ سو برس ہوئے آنا دیو نے جو بعد سارنگ دیو کے مالک راج اجمیر کا ہوا اس تالاب کا باندہ بند ہوا کر نام اسکا اپنے نام پر

رکھا موسم بارش مین دور اسکا چھہ میل سے زاید ہو جاتا ہے کچھہ سو گز تک
پال تالاب کا طول اور سو گز عرض ہے سن عیسوی اٹھارہ سو چالیس مین
اجییال کے پہاڑ کا پانی کاٹ کر سرکار دولتمدار نے آنا ساگر مین ڈالا جس سے
اب پانی تالاب مذکور مین با فراط رہتا ہے اس تالاب کے شرقی اور جنوبی کنارہ
پر بہت عمدہ گہاٹ اور باغات معمرہ رئیسان شہر جو اونھون نے ایام قحط سالی
سمت ۱۹۰۵ مین واسطے رفاہ غربا و مساکین کے طیار کرائی موجود ہین کنارہ کے
باغ بہت آراستہ و پیراستہ ہین یہان عجب طرح کی کیفیت تام ہر صبح و
شام حاصل ہے تالاب کے کنارے کہین سبزہ کی لہک پہولونکی مہک ہے
کسی باغ مین بیلا چنبیلی ہو رہا ہے تو کسی مین جوہی کیتکی کیوڑا ہے اگر ایک تختہ مین
لالہ زار ہے تو دوسرے مین نافرمان اور ہزارے کی بہار ہے کسی مین سرو
کھڑے ہین سبزہ نو دمیدہ سے فرش زمردین بچھہ رہا ہے کسی مین نہرین جاری
ہین جانوران خوش نوا کا شور ہے مزا دے رہا ہے اس تختہ مین رنگ برنگ
کی عباسی ڈہڈہی تو اوسمین گل مہندی قسم قسم کے رنگ کی چہچہی اس مین زگت
گل کا ڈہڈہا پن ہے تو اوسمین بہی ہر چمن پر جوبن ہے اگر پوری صفت انکی
لکھون تو یہہ فصل گلستان ہو جاوے الغرض اسی تالاب سے ساگرمتی ندی
نکلکر سرستی ندی سے جو بوال کے پہاڑ سے نکلی ہے پیسانگن کے پاس ملگئی ہے
یہان سے ان دونونکو دریاے لونی کہتے ہین جو علاقہ جودہپور مین ہوتی
ہوئی رن کچھہ مین غایب ہو گئی ہے ان دونون ندیون مین تہوڑا بہت
پانی ہمیشہ بہتا ہے لیکن کچھہ زراعت کی آبپاشی کو کفایت نہین کرتا۔ مگر ساگرمتی
ندی مین متصل موضع ڈومارہ جسکو بن گیلن کہتے ہین تا بہ مواضعات انبہ
سینہ جاگیر درگاہ خربوزہ خوشرنگ و شیرین بکثرت پیدا ہوتا ہے اور نام

نہاد بہانو تہ مشہور ہے ٭

دولتخانہ شاہجہان

یہہ تعمیر دلپذیر لب دریا یعنے آناساگر کے شرقی باندہ پر شہر اجمیر کے شمالی نہایت خوبصورت اور پاکیزہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے مکانات دلکشا و ایوانات دلربا سنگ مرمر کے متصل متصل ایک دوسرے سے ہین وسط کی بارہ دری کا توکیا کہنا جو شاہجہان جیسے بادشاہ کی نشست گاہ ہو جو وضع قلعہ دہلی مین دیوان خاص کی ہے وہی وضع اسکی ہے اسمین اوسمین صرف طول وعرض کا فرق ہے کہ یہہ اوس سے کمتر ورنہ حسن عمارت مین تو اوس سے ہمسر ہے اگرچہ زمانہ ماضی مین ہر ایک ایوان کے آگے چمن اور گلشن تہے نہرین جاری تہین فوارے چلتے تہے لیکن نخلبند قدرت کے ارادے مین جو اون چمنون کی بہار کو سرسبزی دینی منظور نتہی بلکہ خزان اونکی منظور تہی کہ مرہٹہ کی عملداری مین بہ سبب ضعف سلطنت وہ سب کیفیت اور بہار خاک مین ملگئی صرف درختان انبہ اور مولسری کے یادشہ نشین سنگ مرمر کے اون چمینونکی جگہہ باقی ہین مگر جادر آب کیطرف جو ایوان تہا اور اب وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی آرامگاہ کا بنگلہ ہے اوسکے آگے چمن بدستور قایم وسط کے ایوان رفیع الشان کے روبرو ایک حمام سنگ مرمر کا کمال خوش قطع بنا ہوا ہے نظر باغ کے آگے پائین باغ کے زینے سے ملحق سر نہر بنگلہ سنگ مرمر کا جالیدار بہت نفیس بنا ہوا تہا اوس بنگلہ مین خزانہ سرکاری رہا کرتا تہا مگر بسبب جالیون کے مکان جیسا چاہیے ویسا محفوظ نہوگا شاید اسی وجہ سے سرکار نے اوسکو نیلام کرکے بجاے اوسکے مکان محکم خزانہ کیواسطے بنا گیا پائین باغ جسکو

اب دولت باغ کہتے ہین سب سے زیادہ مشہور اور نامی اس دولتخانہ مین ہے اس باغ مین آنب جامن مولسری کیلے شریفے نارنگی وغیرہ کے درخت اس کثرت سے تہے کہ دنکو آفتاب نظر نہین آتا تہا اور آبریزی کے باعث اقسام کے پودے بیشتر پیدا ہوتے تہے کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر اجمیر کی احداث باغات مین کہ یہہ امر موجب ترقی و رونق شہر کا ہے از حد توجہہ کل ہر کاری اور روٴسا شہر کے باغات مین اکثر پودے ہر قسم کے درختونکے اسی باغ سے جاتے تہے مگر صاحب موصوف کے انتقال کے بعد وہ درخت اکثر کاٹے گئے اب اوس باغ کے پہر نصیب کہلے کہ حکام عالیمقام نے توجہ فرماکر باغ کو رونق بخشی اور قرار واقعی پہر اوسکی غور و پرداخت ہونے لگی روشونکے کنارے دورویہ سرو و شمشاد کے درخت نصب کرائے طرح طرح کی پہلواریونسے تختے لہلہاتے باغ کے بیچ مین سنگ مرمر کا حوض مربع پانی سے بہرا ہوا سنگ مرمر کا فوارہ لگا ہوا حوض کے کنارونپر اور باغ کی روشون مین قطار در قطار گملے پہولون سے بہرے ہوئے رکہے ہوئے بہار تازہ دیتے ہین **ابیات**

سرو شمشاد جہومتے ہین کہڑے ۔ دار بستون پہ تاک مست پڑے
بلبلین شاخ گل پہ نغمہ سرا ۔ نغمہ زن قمری چمن پیرا
لالہ و گل کہلے چمن بہ چمن ۔ نرگس شوخ چشم چشمک زن
شاخین سنبل کی یون بگرد گل ۔ عارض گلرخان پہ جون کاکل
یون لب نہر پر ہے سبزہ تر ۔ سبزہ جس رنگ لعل خوبان پر
شاخ ہر نخل میوہ سے پربار ۔ نونہالون تلک مین برخوردار
قمریان کہہ رہی ہین کوکوکو ۔ کہتی کویل کہ پی کہان ہے تو
دیکہہ عالم یہہ کو کلا وہان کا ۔ قطعہ پڑہتی ہے یہہ گلستان کا

روضۂ ہا ز ثمرہا سلسال	دوحہ ہا جمع طیرہا موزون
آن پراز لالہاے رنگارنگ	وین پراز میوہاے گوناگون
باد در سایۂ درختانش	گسترانید فرش بوقلمون

فی الواقع پہلے نخلستان تہا اب باغ و بوستان ہوگیا یہہ دولتخانہ شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے قبل از جلوس تعمیر کرایا تہا ؛

سہیلی بازار

دولتخانہ کے پائین باغ کے متصل یہہ سہیلی بازار جسیلی سہیلی اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے دو رویہ دوکانین لداؤ کی بنی ہوئی ہین بازار کے روبرو نہرین جاری تہین چمن لگا ہوا تہا اب نہ وہ نہرین رہین نہ چمن مگر عمارت محکم چونے اور گچ کی بنی ہوئی ابتک موجود ہے عقب بازار کے شاہی وقت کی نہر پختہ پر حوض بنے ہوئے تہے اور سوقت مین چادر کا پانی اون حوضون مین ہو کر گزرتا تہا اور وہان بدرجہ دوم چادر کی کیفیت تہی جیسا کہ مہرولی مین دہلی کے متصل خواجہ صاحب کا جہرنا اور حوض ہے اوسی کے موافق یہہ بہی بنے ہوئے تہے اب وہ سب مسمارہ ہوگئے کچھہ نشان باقی ہین ؛

سدابہار پہاڑی

یہہ پہاڑی تالاب آناساگر کے شرقی اور دولت خانہ کے جنوبی واقع ہے چونکہ اسکے اوپر سعد دچلے اور مکانات پر فضا بنے ہوئے ہین اسلئے ہر ایک کا بیان علحدہ علحدہ رقم کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کتاب کو ہر ایک کا حال مفصل معلوم ہوجاوے ؛

چلہ حضرت خواجہ معین الدین

یہہ چلہ سدا بہار پہاڑی کے بیچ مین گھاٹی کے اوپر نہایت لطیف بنا ہوا ہے جب خلاصہ عارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اجمیر مین تشریف لائے تہے تو پہلے پہل اسی مقام کو پسند فرما کر گوشہ نشینی اختیار فرمائی تہی پہاڑی کے اندر ایک گنبد بنا ہوا ہے اندر گنبد کے ایک تخت سنگی جسپر بیٹھکر آپ یاد آلہی مین مشغول رہتے رکھا ہوا ہے سن ہجری ایک ہزار سینتیس مین مہابت خان صوبہ اجمیر کے شقدار دولت خان نے روبرو چلہ کے ایک محوطہ سنگین بنوا کر دروازہ کے اوپر یہہ اشعار کندہ کرا دئے ؎

بزمان شہ رفیع القدر ... حامی شرع دین شہاب الدین
رونق عدل وجود داد جہان ... کہ بناز داز و زمان و زمین
گشت والی صوبۂ اجمیر ... خانخانان بعزت و تمکین
پاک دین پاک باز دولتخان ... بود شقدار او برسم امین
ساختہ این مکان چلۂ چشت ... تا بود یادگار او بزمین
سال تاریخ طالبی گفتا ... سی و ہفت و ہزار بود سنین

اس تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کے سال اول جلوس مین صوبہ دار اجمیر کا مہابت خان خانخانان تہا چلہ کے اندر باہر کثرت مزار سے ایک شہر خموشان بستا ہے ؞

چلہ سالار غازی

اسی پہاڑی کی چوٹی پر ایک چبوترہ سنگ سرخ کا جسپر گنبد سنگین بنا ہوا ہے اندر گنبد

کے ایک قبر سنگ مرمر کی اور سرہانے اوسکے ایک چوکی سنگ مرمر کی بکمال خوشنما ہے واللہ اعلم بالصواب اسمین کون بزرگ مدفون ہین مگر یہہ مقام سالار غازی کے چلہ کے نام سے مشہور ہے۔ سالار غازی جنکی درگاہ بہرائچ ملک اودہ مین واقع ہے اکیسوین تاریخ شعبان کی اتوار کے روز سن ہجری چار سو پانچ مین بمقام اجمیر پیدا ہوئی اور چودہوین تاریخ رجب کی جمعہ کے روز سن ہجری چار سو چوبیس مین شہید ہوئے تاریخ تولد اور وفات سالار مسعود غازی کی یہہ ہے۔

محبوب خدا کہ بود امیر مسعود		در چہار صد و چہار آمد بوجود
چون مدت بست در چہارش افزود		در چار صد و بست و چہار رحلت فرمود

واقع ہو کہ سن ہجری تین سو تراندے مین سلطان محمود غزنوی نے قلعہ اجمیر کو مفتوح کیا راجہ بیر بیلدیو تو ہنگام تحفظ اجمیر بمقابلہ سلطان مذکور قتل ہوا اور اوسکے بیٹے بسیلدیو نے بعد شکست پانے کے مسلمان ہو کر کالک جو بنیر علاقہ جیپور کے پہاڑ پر سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی سلطان محمود نے سالار ساہو کو جو سالار غازی کے باپ تہے اور سلطان محمود کی بہن کی اونکے ساتہہ شادی ہوئی تہی اجمیر کا حاکم کیا اوسی عرصہ مین سالار غازی پیدا ہوئے جب سن تمیز کو پہونچے اس مقام کو پسند کر کے چلہ گاہ مقرر کیا اس گنبد کی بنا کو نو سو برس کے قریب عرصہ ہوا عجب دلچسپ اور پر فضا مقام ہے کہ اگر آدمی تمام عمر یہان بیٹہا رہے تب بہی یہان کی سیر سے سیر نہو جاوے ہر نظر جاوے بہار تازہ نظر آوے۔

	شادی دیو	

شادی دیو کا حال کتاب مونس الارواح مین اسطرح لکھا ہے کہ یہہ جن خواجہ صاحب کے ہاتھہ سے مسلمان ہوا ہے بعد مسلمان کرنے کے خواجہ صاحب نے اسکا نام شادی رکھا تھا چنانچہ مفصل حال اسکا باب چہارم کی دوسری فصل مین لکھا گیا ہے یہہ مقام اوسکے نام سے مشہور ہے اکثر ہنود اس مقام کی پرستش کو آتے ہین نذر بھینٹ چڑہاتے ہین طرقہ تر یہہ کہ پوجاری اس مقام کا مسلمان فقیر ہے گنبد پختہ کے اندر ایک بڑا پتھر تراشا ہوا چکر کے طور کا بشکل کنگن رکھا ہوا ہے عوام کا قول ہے کہ اس چکر کو اجے پال جوگی نے خواجہ صاحب پر جادو کے زور سے پھینکا تھا واللہ اعلم بالصواب گنبد کے غربی فرش سنگ سرخ کا اور ایک دالان سنگین بنا ہوا ہے متصل اوسکے ایک حوض پختہ ہی جسمین بارہ مہینے پانی رہتا ہے ❊

قطب صاحب کا چلہ

اسی پہاڑ کے شرقی کمر کوہ مین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کا چلہ بنا ہوا ہے خواجہ موصوف مرید و خلیفہ خواجہ معین الدین چشتی کے تہے جب اجمیر مین آتے تہے اس مقام پر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے چلہ کے صحن مین بدرجہ اول ایک مسجد پختہ تین در کی جسکا گنبد لداؤ کا بنا ہوا ہے مولانا شمس الدین مرید مولوی فخر الدین صاحب دہلوی نے سن ہجری گیارہ سو نوے مین بنا کر دارین مین نیکنامی لی اگرچہ مسجد کی محراب پر قطعہ تاریخ لکھا ہوا تہا مگر اکثر لفظ کتبہ کے فرسودہ ہو گئے ہین صرف نام بانی مسجد کا اور یہہ شعر تاریخی بدشواری تمام پڑہا گیا ❊

از پے تاریخ سالش ہاتف از رہے نوید	داد پاسخ گو مورخ ذکر ہو رب مجید

اس تاریخ سے سن ہجری گیارہ سو نوے نکلتے ہین چلہ کے نیچے صحن مین بدرجہ دوم ایک محوطہ پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر محمد شاہ خان کی قبر ہے جو نواب امیرخان والی ٹونک کے رفیقون مین تھا محوطے کے غربی ایک مسجد پانچ در کی محمود خان نایب محمد شاہ خان نے سن ہجری بارہ سو اونتالیس مین بنا کی احاطہ کے دروازہ پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ کتبہ کندہ ہے ؀ اللہ اکبر

بنا کرد محمود عالی نگاہ		مزار محمد شہ دین پناہ	
زتاریخ تعمیر گوید لطیف		زہے مقبرہ مسجد و خانقاہ ۱۲۳۹ھ	

تاریخ بارہوین ربیع الاول سے چودہوین تک یہان میلہ ہوتا ہے اکثر زن و مرد آتے ہین بہتیرے چوکیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین متصل اسکے دولتخانہ ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ؀

فصل چوتھی

تالاب بیسلہ اور تعمیرات شرقی شہر اجمیر کے بیان مین

فیل سنگ

شہر اجمیر کے شرقی گوشہ مین بیرون شہر پناہ اکبری محل معروف بہ میگزین کے قریب جو سڑک حوالی شہر کی ہے عین سڑک کے کنارے باڑیونکے کہیت مین نیچے درخت پیپل ایک پتھر کا ہاتی کہ عوام ہندو اوسکو بھیرون جی کہتے ہین اور اپنی حاجات دنیاوی اوس سے مانگتے ہین بنا ہوا ہے یہہ ہاتی سنگ خارا کا ہے اسکی سونڈ اور کان کسی شخص نے زمانہ سابق مین توڑ ڈالے ہین نشان باقی ہے ہاتی پر سیندور اور تیل انہین عامی لوگونکا لگا یا ہوا ہے البتہ نشانات

ہاتھہ پاؤن وغیرہ کے بہت درست موجود ہین اور پشت اوسکی جون کی تون بیٹھی ہوئی ہاتی کے انداز پر بنی ہوئی ہے اصل اوسکی صرف اسقدر ہے کہ اس کھیت مین پہلے توکئی فٹ اونچا یہہ پتھر اسی نواح کے پہاڑ کا ہے جو زیر زمین سے نکلا ہوا تھا اوسی کو تراش کر جہانگیر بادشاہ کے عہد مین کہ اوسوقت سن ہجری ایک ہزار بائیس تہے یہہ ہاتی بنایا گیا چنانچہ ہاتی کے پہلوے راست پر یہہ شعر بخط نستعلیق کندہ ہے ؛

تاریخ فیل سنگ شد از حکمت اگر	این کوہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ

مصرع ثانی اسکا پوری تاریخ ہے ہر چند یہہ پتھر کا ہاتی کچھہ عمدہ چیز نہین ہے مگر چونکہ ایک یادگار ہے ذکر اسکا درج کتاب کیا گیا ؛

سورج کنڈ

یہہ کنڈ واسطے نفع عام کے مدار دروازہ کے روبرو ۱۸۵۴ع مین کرنیل ڈکسن صاحب مرحوم سابق کمشنر اجمیر نے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما تعمیر کا نقشہ ہے جدا چار و نطرف کنڈ کے اوپر خوبصورت خوبصورت بارہ دریان بنی ہوئی ہین غرب رو دروازہ سنگ مرمر کا استوار نہایت شاندار جسپر ستھری نشست گاہین تعمیر مین حفیظ نامی ایک معمار تھا جسکی تدبیر سے یہہ کنڈ طیار ہوا اگرچہ ایک دروازہ شمالی رو بہی اس کنڈ کا بنا ہوا ہے مگر بیشتر آمد و رفت خاص و عام کی اسی دروازہ سے ہے کنڈ کے جنوبی لب سڑک بازار کونڈس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر اجمیر کا تعمیر کرایا ہوا کونڈس پورہ کے نام سے معروف ہے ہر قسم کے دوکاندار اسمین بیٹھے ہین سودا بیچتے ہین اب مالک دوکانات نے ہرایک دوکان کے روبرو چبوترہ نہر

برآمدے بنوائے ہین جس سے حسن بازار دوچند ہوگیا انتہاے بازار پر سمت شرق سراے پختہ نواب فیض اللہ خان بنگش کی بنوائی ہوئی نہایت استوار و محکم تہی مگر سن اٹھارہ سو چہتر عیسوی مین بسبب زیر آمد اسٹیشن ریل کے کہد گئی ؛

مسجد سرا

یہہ مسجد خوش قطع سراے سابق کے دروازہ کے روبرو سن ہجری بارہ سو اونسٹھہ مین میر سعادت علی سابق میر منشی ایجنٹی راجپوتانہ نے بناکر کے دنیا مین نام اور عقبی کا کام کیا ایک چاہ پختہ مسجد سے ملحق سمت جنوب بنا ہوا ہے مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین بخط طغرا یہہ قطع تاریخ کندہ ہے

میر سعادت علی کرد در اجمیر طرح — مسجد و چاہے کہ ہست از چشمۂ آب بقا
آنکہ از باقر علی تا بہ علی میرسد — حلقہ بحلقہ ہمہ سلسلہ اش مرحبا
ساختہ شد این مکان کرد بدل اجر آن — از رہ صدق و صفا نذر رسول خدا
از پے این سال نیک گفت ہمایون سروش — چشمۂ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا

کتبہ میر جلال الدین مرصع رقم سن بارہ سو اونتر ہجری اب مسجد کے روبرو بسبب تعمیر ہونے اسٹیشن ریلوے کے بہت رونق اور گلزاری ہوگئی ہے اور ہوتی جاتی ہے قریب اسکے پہلے چشتی چمن تہا اب چشتی چمن کٹ کر اوسمقام پر سراے پختہ سرکار درگاہ کیطرف سے بہت خوشنما تعمیر ہوگئی ہے اسکی لاگت مین تخمیناً چالیس ہزار روپیہ سرمایہ درگاہ شریف کا صرف ہوا ہے ؛

مقبرہ عبد اللہ خان

نام انکا سید میان اور لقب شاہی عبد اللہ خان بارہ کے سیدون مین کمال دلاور اور بڑے بہادر تھے فرخ سیر بادشاہ کے عہد سلطنت مین وزیر تھے پنجہزاری منصب رکھتے تھے سیر المتاخرین مین حال انکا مفصل لکھا ہوا ہے الغرض سید میان نے اپنی حیات مین اسمقام پر ایک باغ مع مسجد کے سن ہجری گیارہ سو پندرہ مین دانش خواجہ سرا کے اہتمام سے بنوایا اور آنا ساگر کی نہر ہزار ہا روپیہ صرف کرکے باغ مین ڈالی تھوڑے عرصہ کے بعد منزل عدم کی راہ لی وسط باغ مین دفن کیے گئے سن ہجری گیارہ سو بائیس مین امیر الامرا سید حسین علیخان امیر الامرا فرخ سیر بادشاہ دہلی نے جو سید میان کا خلف الرشید تہا سنگ مرمر کا مقبرہ ہدایت اللہ خواجہ سرا کے اہتمام سے سید میان کی قبر پر تعمیر کرایا یہہ کتبہ مقبرہ کی محراب جنوبی پر بخط نستعلیق کندہ ہے ٭ ہو الغفور الرحیم

امیر عادل عبد اللہ خان عالیشان	چو رخت بست ز دار فنا بدار جنان
حسین خلق علی جود نیر تابان	کہ ہست حسین علیخان باتفاق جہان
دیانت آئین یعنی ہدایت اللہ را	اشارہ کرد ز ابروے حکم لطف نشان
کہ بہر سید شاہی لقب بہشت نشین	بنا کند چو فلک روضۂ علو الشان
سروش غیب ز سال بنائے اشرف او	بگفت روضۂ عالی بگوش دل پنہان

یہہ مقبرہ خوشنما اور محکم بنا ہوا ہے پہلے مقبرہ کی چاردیواری کے اندر بہت تحفہ باغ تہا اب اوس باغ کا تو نشان بہی باقی نہین ہے مگر مقبرہ کے غربی جو سنگین مسجد بنی ہوئی ہے اوسکے کتبہ سے ظاہر ہے کہ یہان باغ بہی تہا چنانچہ مسجد کی محراب پر بخط نستعلیق یہہ کتبہ کندہ موجود ہے ٭

از اہتمام دانش تعمیر این مکان	آراستہ بروے زمین باد جاودان
باغ و مسجد یست نشان از چنین جہان	تاریخ این بنائے نکو روضۂ جنان

اس مسجد کے صحن مین بہت پاکیزہ فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے مسجد کے ہم پہلو دو حجرے واسطے عبادت اور وظیفہ وظایف کے بنے ہوئے ہین ۔ سید میان کے مقبرہ کی چار دیواری کے اندر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت پاکیزہ ونفیس دس گز طول وعرض کا بنا ہوا ہے اوسپر ایک محوطہ سنگ مرمر کا جالیدار ہے اسمین عبد اللہ خان کی بیوی دفن ہین جسقدر خوش اسلوب اور نازک یہہ محوطہ بنا ہوا ہے اوسیقدر مضبوط بھی ہے گرد ان مقبرون کے پختہ چار دیواری کھینچی ہوئی ہے دو دروازے چار دیواری کے ہین مگر ایک دروازہ نہایت شاندار سنگ مرمر کا سمت شمال ہے جسکی محراب پر اللہ باقی من کل فانی اور سن ہجری گیارہ سو ستائیس سن چار جلوس فرخ سیر بادشاہ غازی کندہ ہے ابتداے عملداری سرکار انگریزی مین یہان جیلخانہ تہا اور بعد تعمیر جیلخانہ جدید کے عرصہ تک زراعت ہوتی رہی اب بسبب ٹوٹ جانے سرے قدیم کے یہان سرا ہو گئی ہے

مزار مدار شاہ مجذوب

یہہ بزرگ روشن شاہ کے مرید تہے اور وہ ہمیشہ گنگوانہ مین جو اجمیر شریف سے چار یا ساڑہے چار کوس کے فاصلہ پر ہے رہا کرتے تہے وہ بہی درویش کامل تہے اور یہہ بہی مجذوب زبردست ہوئے اکثر لوگ انکے دیکھنے والے انکی کرامات کے قایل ہین قریب المرگ اسی درخت کے نیچے جو اب آپکے مزار کے گرد قدرت الٰہی سے گنبد بن رہا ہے اور پہلے خشک تہا جب نشست ٹہری تو قدرت خدا کی وہ جال کا درخت سرسبز ہو گیا یہانتک کہ شاخین اوسکی زمین سے لگ گئین بعد انتقال اسی جگہہ دفن کیے گئے اکثر لوگ انکی قبر پر جاتے ہین نذرین چڑہاتے ہین

جو بقا اپنی فنا سمجھے وہ دُکھہ بھرتے نہیں ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ مرنے جو زندگی ہین وہ کبھی مرتے ہین

مقبرہ حسین علیخان

یہہ مقبرہ عبد اللہ خان کے مقبرہ کے غربی فصیل شہر کے قریب امیر الامرا سید
حسین علیخان فرخ سیر بادشاہ کے وزیر کا ہے اسکی بنا کو تخمیناً ڈیڑہ سو برس
گزرے تاریخ چھٹی ذوالحجہ سن ہجری گیارہ سو بتیس مین میر حیدر کے ہاتھہ سے نواح
فتحپور قریب آگرہ شہید ہوئے اگرچہ میر حیدر نے بضرب پیش قبض ہلاک کیا مگر اوسیوقت
غیرت خان سید مغفور کے خواہر زادہ نے اوسکا بہی کام تمام کردیا واقعی دنیا
دار مکافات ہے اس ہاتہہ دے اس ہاتہہ لے نواح فتحپور سیکری سے سید
حسین علیخان اور غیرت خان کا جنازہ بڑے جلوس سے اجمیر مین پہونچایا گیا
بعد دفن کے عمارت عالیشان بنائی گئی اب تعویز مزار تک ندارد ہے اور
مقبرہ کی یہہ صورت ہے کہ چارون طرف سے در بند کرکے بطور کوٹہی کے بنالیا
ہے پہلے گورنمنٹ کالج اسمین تہا اور اب ہ ب لوگ بکرایہ رہتے ہین ؛

تالاب بیسلہ

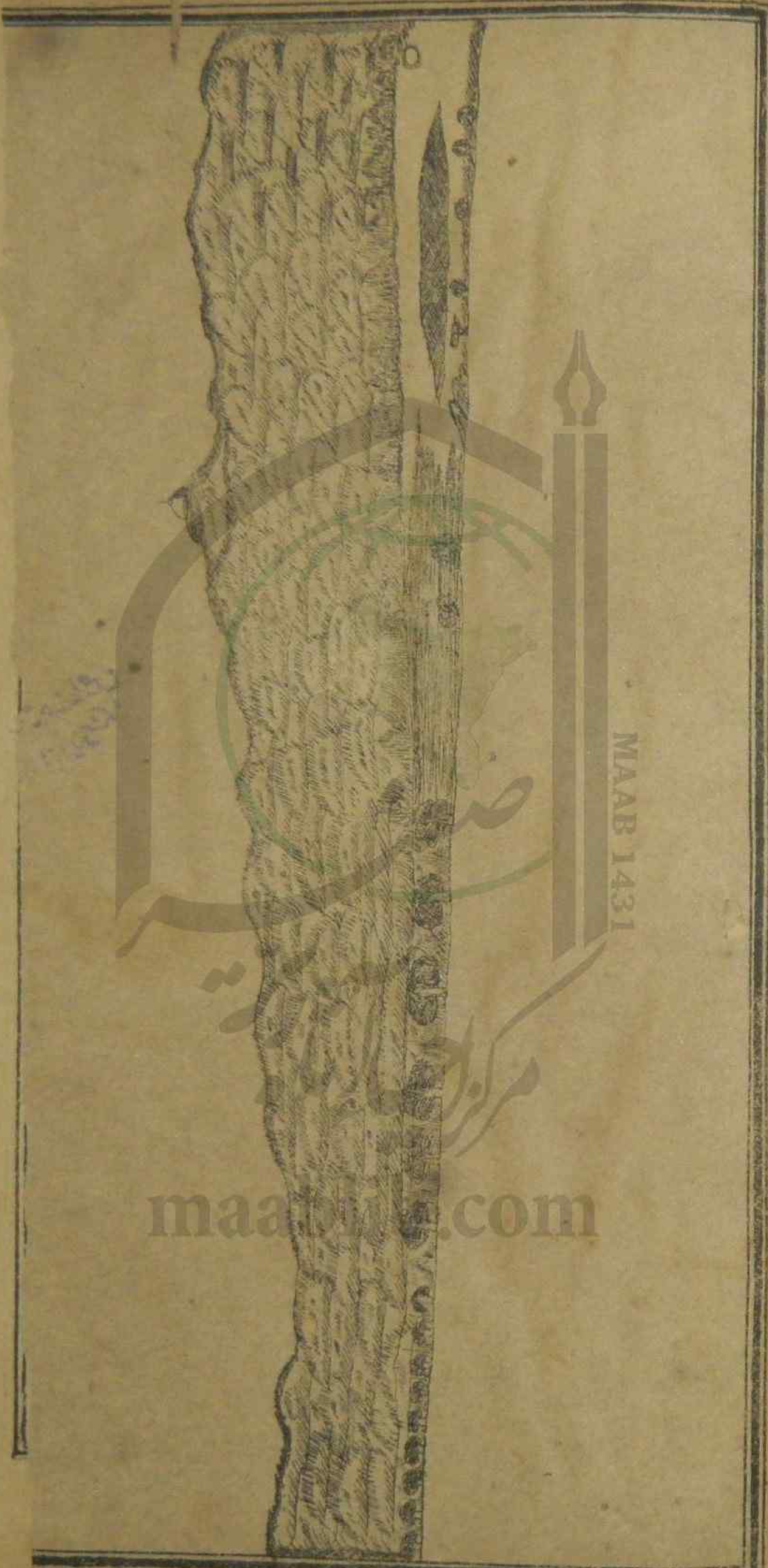
یہہ تالاب اسٹیشن ریلوے کے قریب جس جگہہ سر اگہد کر اسٹیشن بنایا گیا ہے
اجمیر کے شرقی راجہ بیسلدیو نے بنایا ہے تواریخون سے ثابت ہے کہ اس تالاب
کے گرد صدہا بتخانے تہے پہلے تو سلطان محمود غزنوی کے وقت مین وہ مسمار
ہوئے اور دوبارہ سلاطین غوری نے اونکو نیست و نابود کیا کہتے ہین کہ
محیط تالاب کے بتلیان تو مرہٹہ کی عملداری تک موجود تہین اور اس حساب سے
بتلیان بنائی گئین تہین کہ جسوقت بتلون کے منہہ تک پانی تالاب کا آتا سب کے
سر پر سے فوارے اچہلتے تہے تالاب کا فرش بہی سنگین تہا مگر مٹی مین دب گیا

وسط تالاب کے دو ٹیلے ہین اونپر راجہ کے محل بنے ہوئے تہے جہانگیر بادشاہ
نے اس تالاب پر مکانات بنوائے تہے اور اوس نے ملاقات ساتہہ سفیر جارج
اول شاہ انگلستان کے اسی مقام پر کی تہی اور ایک جیرٹ جار اسپہ اوس نے
شاہ کی نذر کیا تہا جسکو بادشاہ نے اپنے تزک مین رتہہ فرنگی کرکے لکہا ہے اور
اوسپر یہان سوار ہوئے تہے اب نہ وہ محل ہین نہ ٹیلیان نہ فرش فی الواقع جسوقت
محل بنے ہوئے ہونگے ٹیلیون کے سرپر سے فوارے چلتے ہونگے تو عجیب کیفیت
اور بہار ہوتی ہوگی اب اونکا نام ونشان بہی باقی نہین رہا دور اس تالاب
کا دو میل سے زیادہ موسم بارش مین ہوجاتا ہے اگرچہ کنارے کے گہاٹ
اکثر جگہہ سے ٹوٹ گئے ہین مگر نشان اونکے اب تک موجود اور باقی ہین یہہ
تالاب بشکل انڈے کے گول ہے ؏

شاہ مدار کا چلہ

یہہ چلہ سید بدیع الدین عرف شاہ مدار کا شہر اجمیر کے شرقی پہاڑ پر واقع ہے
اس جگہہ آپ عبادت باری مین مشغول رہتے آخر الامر بموجب فرمان حضرت
خواجہ خواجگان آپ مکنؔپور کو تشریف لیگئے یہہ چلہ تخمیناً سات سو فٹ بلند
پہاڑ پر بنا ہوا ہے یہان ایک گنبد پختہ اور اسکے آگے حوض پانی کا بنا ہوا ہے
حوض کے کنارے ایک چہتری جمن جتی کے جو حضرت شاہ مدار کے مرید ونین
تہا بنی ہوئی ہے تاریخ اٹہارہوین جمادی الاول کو وہان میلہ ہوتا ہے
کثرت سے خلقت جاتی ہے خصوصاً عوام ہندو مسلمان کی عورات اکثر
فقیر مداریئے جلالئے وہان آتے ہین لوگ نذرین چڑہاتے ہین منتین
اوتارتے ہین ؏

ط یہان آپکا مزار ہے یہہ قصبہ آپکے نام سے میران کی سرا سے ایک کوس زیادہ قنوج مشہور ہے ١٢



فصل پانچوین

بذکر تعمیرات جنوبی شہر

عیدگاہ

یہہ عیدگاہ نواب میرزا چمن بیگ ولد مرزا عادل بیگ نے سن ہجری گیارہ سو ستاسی مین بنوائی ہے جنکے فرزند مرزا عزیز اللہ بیگ کی اہلیہ نے راقم کو بوجہ رشتہ ہمشیرزادگی اپنا فرزند خواندہ اور متبنی کیا ہے ایک لاکھہ روپیہ واسطے تعمیر عیدگاہ کے حضرت مولانا شمس الدین کے پاس مقام اجین سے بھجوایا تھا مولانا صاحب موصوف نے مرزا احمد علی بیگ ولد مرزا غلام محمد بیگ مرحوم احدی شاہی کے اہتمام سے جو عاصی کے نانا ہوتے ہین عیدگاہ کو بنوایا حق تو یہہ ہے کہ اس نواح مین سو سو کوس تک ایسی باوسعت اور خوبصورت عیدگاہ دیکھنے مین نہین آئی طول اسکا ایک سو تیس گز اور عرض چالیس گز سرکاری ہے پانچ دروازے شرق رویہ مین پیش عیدگاہ اسیقدر طول اور باون گز عرض مین چار دیواری پختہ کے اندر باغچہ ہے وسط کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ قطعہ تاریخ کندہ ہے ؎

شہ ملک توحید خواجہ معین
جبین پرورش سود عرش برین
ز فیضش شدہ فرزیب جہان
یگانہ زمان فخر دین متین
ز لطف و کرم آن ولی الٰہ
شدہ شمس دین نور شرع مبین
ز غونش بنا کرد این عیدگاہ
چمن بیگ از روے صدق و یقین
بتاریخ سالش خرد این بگفت
شدہ آراستہ معبد اہل دین

آپ مہاراجہ مادھوجی سیندھیا کیطرف سے صوبۂ مالوہ تھے لکھو کھا روپیہ تعمیر مساجد وغیرہ کار خیر مین صرف کرکے عقبیٰ کا کام کیا دنیا مین نام کیا بعد فوت کے جنازہ انکا بموجب وصیت کے اجمیر مین آیا درگاہ شریف مین سبیل کے متصل مدفون ہین قبر انکی سنگ مرمر تحفہ سے بنائی گئی لوح مزار پر یہہ مناجات کندہ ہے

بادشاہا جرم ما را در گزار	ما گنہگاریم تو آمرزگار
تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم	جرم بے اندازہ بیحد کردہ ایم
مغفرت دارم امید از لطف تو	زانکہ خود فرمودہ لا تقنطوا
بحر الطاف تو بے پایان بود	نا امید از رحمتت شیطان بود

عبدک المعروف بالعصیان وانت المعروف بالغفران ؛

نیا کالج

اس مقام پر پہلے تو کرنیل ڈکسن صاحب نے بہت وسیع باغ کی بنا ڈالی تھی درخت بھی نصب ہوتے جاتے تھے مگر صاحب موصوف کی عمر نے وفا نہ کی یہہ باغ ناتمام رہگیا سن عیسوی اٹھارہ سو اڑسٹھہ مین اس مقام پر بنا ر کالج کی تجویز ہوئی چنانچہ تاریخ سترہوین فروری سن مذکور مین یہان صاحبان انگریز اور رؤسار اجمیر کا جلسہ ہوا سہ پہر کو بنیاد اسکی کرنیل لگگ صاحب بہادر گورنر جنرل ایجنٹ راجپوتانہ نے اپنے دست خاص سے رکھی مکانات اسمین ہر مرتبہ فرحت افزا اور نہایت اعلیٰ بنے ہین باغچہ بھی پیش کالج بہت خاصا پر فضا لگا ہوا ہے ؛

اَنّا ساگر

یہہ پانی کا چشمہ پہاڑ کے دامن مین سنگین بنا ہوا ہے کسی زمانہ مین چشمہ کے

اور پرسمت دکہن باغ تہا اب بہی جامن کے درخت اوس قطعہ مین موجود ہین اس حوض کو یہانکے لوگ بڑا ملوسر کہتے ہین قریب اسکے دوسرا حوض اکتالیس گز نمبری طول اور عرض کا نہایت خوش وضع ہے شرقی جنوبی زنانے گہاٹ واسطے عورات کے بنے ہوئے ہین پرندہ بہی اونکو نہ دیکہہ سکے پہر آدمی کی توکیا مجال ہے اگرچہ اسکے بہی شرقی جنوبی طرف باغ لگے ہوئے تہے مگر اب جنوبی باغ کا تو نشان بہی نہین ہے مگر شرقی سمت کا باغ ویران اب تک بہی موجود ہے مسجدین پختہ اس باغ مین تین چار ہین ایک مسجد کے روبرو مربع حوض بنا ہوا ہے مگر شکستہ حال اور خراب اکثر باغ کے تختون مین زراعت ہوتی ہے اور بعضے قطعون مین اقسام اقسام کے درخت کہڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین نہ وہ باغ ہے نہ بہار ہے نہرونکی جگہہ پانی کے دہورے بلبل کی جگہہ بوم شوم کا مسکن نہ چمن نہ گلشن ؎

جہان رقص کرتے تہے طاؤس باغ
ہین اب بولتے اون منڈیرونپہ زاغ

ان حوضون کی بنا کا حال کسی تواریخ مین راقم کی نظر سے نہین گزرا مگر بوڑہے بوڑہے آدمیونکی زبانی ایسا معلوم ہوا کہ ملوخان اور مولاخان کے بنائے ہوئے ہین اور ان حوضون سے ایک کا نام ملوسر اور دوسرے کا نام مولاسر ہے مگر میری رائے مین یہہ دونون حوض باپ بیٹون کے جسکا نام ملواقبال خان اور بیٹے کا نام ملوخان تہا جسنے بعد زوال سلطنت خلجیہ کے اپنا لقب سلطان قادر کیا تہا بنوائے ہین بلکہ عرصہ تک ملوخان سلطان محمود خلجی کیطرف سے حاکم اجمیر کا اور بعد فوت سلطان موصوف کے بطور خود حکمران رہا ہے اور اسی جگہہ فوت ہوا آیندہ العلم عند اللہ۔ عشرہ محرم کے روز ان حوضون پر خلقت کا بڑا اژدحام ہوتا ہے اکثر تعزیہ دار اپنے اپنے تعزیون کو اسیجگہہ

سیراب کرتے ہین مگر خدامون کے تعزئے بڑے جلوس اور روشنی سے قریب
پچھلی رات کے یہان پہونچتے ہین اور دفن کئے جاتے ہین اگرچہ تمام دن
عشرہ کے یہان خلقت کا انبوہ رہتا ہے لیکن شب کو بڑی دہوم دہام ہوتی ہے

سیسہ کی کان

شہر پناہ اجمیر کے قریب سیسہ کی کان بہت دور تک پہاڑ کے اندر بطور کہو کے چلی گئی ہے بعض جگہہ کان کے اندر پانی کے ڈبرے بہرے ہوئے ہین عجب تر کیفیت یہہ ہے کہ جیٹھہ بیساکھہ کے مہینے مین کان کے اندر سردی کا سا موسم رہتا ہے اگر گرمی کا مارا ہوا کان مین چلا جاوے تو فوراً جسم خنک ہو جاوے بلکہ تہوڑی دیر کے بعد بسبب سردی کے بدن کانپنے لگے موسم گرما مین اکثر لوگ وہان جاکر سردی کا لطف اوٹہاتے ہین پانی بہی یہان کا نہایت سرد ہوتا ہے مگر یہہ مقام جیسا گرمی کے موسم مین سرد رہتا ہے اوسیقدر سردی کے موسم مین گرم پہلے منون سیسہ روزمرہ نکلتا تہا اب عرصہ سے سرکار نے بند کرا دیا ہے یہہ جگہہ بہی قابل دید ہے ؁

بڑے پیر صاحب کا چلہ

یہہ مقام فرحت افزا پہاڑ کے اوپر واقع ہے وجہ تسمیہ اسکی یون ہے کہ ایک شخص سید سونٹہا نام قوم کا سید بغداد شریف سے غالباً درگاہ حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ العزیز کی اینٹ اوٹہا لایا تہا قریب مرنے کے لوگون سے یہہ وصیت کی کہ بعد میرے اس خشت کو تعویذ قبر مین لگا دینا یہہ وصیت کرکے سید مذکور فوت ہو گیا لوگون نے بموجب وصیت کے عمل کیا یعنے اوس

خشت کو قبر مین چن دیا شدہ شدہ یہہ مقام حضرت محبوب سبحانی کے چلہ کے نام
سے مشہور ہوگیا پہلے نواب جمشید خان مرحوم نے جو نواب امیر خان والی ٹونک
کے رفیقون مین تہا شمال رو دالان دو درجے کے بناکر رونق اسکی دوچند
کردی بعد اسکے شیخ اصغر علی نے جو اس چلہ کے متولی تہے اور کار خیر مین انکی
ہمت بہت مصروف تہی گنبد اور مسجد اور صحن پختہ بنوایا جوکہ یہہ مقام بلندی پہاڑ
پر واقع ہے بسبب نہونے چشمہ اور حوض کے خلقت کو نہایت تکلیف ہوتی تہی
اس جہت سے حکیم ارشاد علی جاگیردار نے جو اس چلہ کے متولی ہین قریب دروازہ
کے بہت ستہرا پختہ حوض خوشنما اور دالان پرفضا اور چند دروازے اور صحن
بنواکر دارین مین نیکنامی لی اور رونق اسکی چوگنی ہوگئی اس حوض کی بناکو
پچیس برس ہوئے اب بارہ مہینے حوض مین بافراط پانی رہتا ہے شہر اجمیر کی کیفیت
اور بہار اس مقام سے خوب نظر آتی ہے ربیع الآخر کے مہینے مین نوین تاریخ سے
گیارہوین تک بہت اچہا میلہ اس جگہہ ہوتا ہے ہر شب روشنی ہوتی ہے مگر قل
کے روز اژدحام خلایق کا بکثرت ہوتا ہے کل مرد عورت حاضرین میلہ کو عموماً
شیرنی اور خصوصاً مشایخین اور عمایدکو دستارین سرکار درگاہ کیطرف سے
ملتی ہین ؎

فصل چھٹی
تالاب پہکر کے بیان مین

پہکر

اجمیر سے تین کوس اوسطرف پہکر ہے اگرچہ ہنود کہتے ہین کہ عمق اس تالاب کا

آجتک کسی نے نہین پایا تہ کو اسکے پانون کسیکا نہین لگا کیونکہ اسمین پاتال
پہوٹی ہوئی ہے لیکن یہہ بات قیاس مین نہین آتی کیونکہ جہانگیر بادشاہ نے
جب دریافت کرایا تہا تو اوسوقت بارہ گز سے زیادہ نہ نکلا تہا ظاہرا یہہ
سبب معلوم ہوتا ہے کہ اس تالاب مین مگر بہت ہین جنکے خوف سے کوئی غوطہ
نہین لگاتا ہندؤن کا یہہ بیان ہے کہ اسمقام پر برہمانے جگ کیا تہا اور
یہہ پہکر ہون کنڈ ہے یعنی آتشکدہ کہ جسمین جگ کے وقت میوہ جات اور
غلہ وغیرہ آگ روشن کرکے ڈالتے ہین - فی الواقع ہندؤنکا بڑا تیرتہ ہے
بلکہ سارے تیرتہون کا گرو جانتے ہین اور تینتیس کرور دیوتا کا مرکز کہتے ہین
اور اسی سبب یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر انسان سارے تیرتہون مین پہرے اور
روے زمین کے مندرون کی پوجا کرے جب تک اسمین نہ نہا دیگا تو اب
کچہہ نپاویگا کتاب اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ ہندوستان مین سب سے
پہلے جو حوض زمین پر کہودا گیا ہے وہ پہکر ہے مگر غلط ہے بلکہ حلقہ کوہستان
مین شکل کنڈ کے واقع ہوا اور اوسکا بند بنایا گیا ہے اسلیے ایک بڑا اور
عمیق تالاب ہے اور ہندؤن مین جو لوگ قیامت ہونیکے قایل ہین وہ
یہہ کہتے ہین کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی غرض اعتقاد اس قوم کا
یہہ ہے کہ زمین کی دو آنکہین ہین داہنی آنکہہ تالاب پہکر اور بائین آنکہہ
کتاجہہ تالاب مکہیالی کی حدون مین متعلق صوبہ پنجاب لاہور الغرض شکل
اس تالاب کی ایک بیقاعدہ بیضاوی ہے اسکے کنارون کے گرداگرد خصوص
جانب مشرق جہان دلدل تادامن کوہ پہیلی ہوئی ہے مختلف اقسام کی عمارتین
بنی ہوئی ہین ہر ہندو کے خاندان کے لئے یہان ایک مکان بنا ہوا ہے
بڑے بڑے مشہور رائین وہ ہین جو کہ راجہ مان سنگہ والی آمیر یعنی جیپور اور

اہلیا بائی رانی ہولکر و جواہر مل رئیس بہرت پور و بیجے سنگھہ رئیس مارواڑ نے بنائے ہین سمادین بہی یہان بیشمار بنے ہوئی ہین چنانچہ سمادہ جے آپا جو ناگور مین قتل ہوا تہا اور سمادہ اوسکے بہائی سنتاجی کی جو اس شہر کے محاصرہ مین مارا گیا تہا اس جا پر بڑی عالیشان بنی ہوئی ہین سب سے زیادہ شاندار عمارت اسجا کی برہما کا مندر ہے جسکو گوکل پارکہہ خزانچی مہاراجہ سیندہیہ نے ایک لاکھہ تیس ہزار روپیہ صرف کر کے بنوایا ہے اسمین جو کہی مورت سنگ مرمر کی تراشی ہوئی ہے اوسکے کلس کی جگہہ شکل چلیپا بطور صلیب کے لگی ہوئی ہے بنیاد اسکی برہمن لوگ یون بیان کرتے ہین کہ قبل از پیدایش مخلوقات خالق نے ارواح پاک آسمانی کو اس جگہہ پر جمع کیا تہا اور رسمیات پوجا کی عمل مین لائی گئین اس متبرک جگہہ کے گرد فصیل کہڑی کی گئی تہی کہ ناپاک ارواحین اوسکے اندر دخل نہ پا سکین اور یہہ ثبوت پیش کرتے ہین کہ چارون طرف چار پہاڑ جہیل کے اوسطرف جدا جدا کہڑے ہین اس جہیل مین قنات کہڑی کی گئی تہی وہ پہاڑ جو بجانب جنوب واقع ہے بنام رتنا گڑہ معروف ہے اوسکی چوٹی پر شوالہ ساوتری بنا ہوا ہے اوسکے جنوب کیطرف جو پہاڑ واقع ہے وہ نیلگری یا کوہ نیلگون کہلاتا ہے بجانب شرق جو پہاڑ ہے اوسکو کٹ کا گڑہ کہتے ہین اور جو بجانب مغرب ہے وہ بنام سوناکور و نامزد ہے نندا یعنے مہادیو کا گہوڑا دہانہ گہاٹی پر بدین نظر رکہا گیا ہے کہ وہ ریگستان کی ارواح ناپاک سے محافظت کرے کنہیا بہی یہی کام بجانب شمال کرتا ہے یہان ہوم ہوا تہا لیکن ازبسکہ ساونتری قبیلہ برہما وہان موجود نہ تہی اور تلاش کرنے سے بہی کہین نہ پائی چونکہ اداے رسمیات ہوم بغیر عورت کے متعذر ہے اسلیئے ایک گوجری خوردسال کو ساوتری کی

جگہہ بیٹھا دیا تہا یہہ سنکر ساوتری ایسی ناراض ہوئی کہ وہ رتنا گڈہ پہاڑ مین چلی گیٔ اور وہان جاکر غایب ہوگیٔ اس مقام پر ایک چشمہ پانی کا نکل آیا جو ابتک اوسی کے نام سے نامزد ہے بر وقت ادا کرنے ان رسمیات کے جہادیو جو بہولا ناتہہ بہی کہلاتا ہے اور مدام مخمور رہتا ہے آگ کو بجہانا بہول گیا وہ آگ پہیل گیٔ اور غالباً کل دنیا کو جلا دیتی لیکن برہمانے ریت سے اوسکو بجہادیا اس سبب سے ریت کے ٹیلے موجود ہین بعد ازان ناہر راؤ پڈہیار راجہ منڈور اب ویران ہے آگے پڈہیار راجون کا دار السلطنت تہا اور اس ملک مین بڑا راج یہی تہا سمت ۱۵۱۴ مین اوسکو اوجاڑ کر جودہ سنگہ راٹہور نے وہان سے جودہ پور بسا کر دار الامارت اپنا مقرر کیا جسکو جذام کی بیماری تہی شکار کے پیچہے گہوڑا دوڑاے اس میدان مین آگیا اور یہان پہونچکر اوس نے اپنے ہاتہہ اس چشمہ مین دہوئے فوراً جو بیماری اوسکو لاحق تہی جاتی رہی جب تو اوس نے یہان تالاب کہدوایا اور ہمیشہ اسی تالاب سے پانی پیتا یہہ اصلیت اس مقام کی تواریخ ٹاڈ راجستان مین بہی مرقوم ہے۔ الغرض انند دیو راے پہتورا کے دادا نے اس تالاب کا باندہ باندہا اور اکثر جگہہ سیڑہیان سنگین تالاب مین بنا کر کنارونکو خوش اسلوب کردیا غرض اصل اس تالاب کی اسقدر ہے باقی برہمن کی خانہ ساز کہانی ہے۔ چارونطرف ستہرے ستہرے گہاٹ اور مکانات حویلیان مندر شوالے بڑی بڑی لاگت کے اکثر رئیسون اور سیٹہون کے بنے ہوئے ہین کنارہ جنوبی پر ایک محل اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا تہا مگر اب صرف اوس محل کے نشان باقی ہین پورب اور اوترکیطرف تالاب بہکر کے بستی مین اکثر برہمن لوگ رہتے ہین بستی کے بیچون بیچ کیشو راے کا ایک بتخانہ تہا بعضے برہمن اوسکو کلیان سے منسوب کرتے ہین عالمگیر نے اوس مندر کو

توڑ واکر بجاے اوسکے ایک مسجد عالیشان سنگ سرخ کی بنوائی ایک قدیم بتخانہ
اس بستی مین بارہ کا تہا جسکو جہانگیر بادشاہ نے مسمار کیا تزک جہانگیری مین
اس بادشاہ نے حال اس مندر کے مسمار کرنے کا یون لکہا ہے کہ سن ہجری
ایکہزار بائیس مین تاریخ ساتوین ماہ ذی الحجہ کو بہ قصد سیر وشکار تالاب پہکر پر
کہ معبد ہنود کا ہے متوجہ ہوا بعد شکار مرغ آبی وغیرہ کے پہر اجمیر مین آیا پہکر
مین دیول بہت ہین منجملہ اونکے رانا شنکر نے کہ میرے یہان امراء عظیم سے
ہے اوس نے ایک مندر کئی لاکہ روپیہ کی لاگت کا بنایا تہا اور اوس مین
ایک صورت سنگ سیاہ سے تراشی ہوئی کہ سر اوسکا مثل سؤر کے اور جسم
آدمی کا دیکہنے مین آئی عقیدہ ہنود کا یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے پہلے یہی
صورت بنائی ہے اوس صورت کو مینے توڑ کر تالاب مذکور مین ڈلوا دی لوگون
نے کہا کہ عمق تالاب کی انتہا نہین معلوم کرایا تو بارہ گز سے زیادہ گہرا نہ تہا
اور دور تالاب کا ڈیڑہ کوس جہانگیر نے بہی کئی ہزار سالانہ کی جاگیرین یہان
پہکر کے برہمن کو عطا کی تہین۔ بستی کے اندر بعد ضعف سلطنت اگرچہ شوالے
اور مندر بڑی بڑی لاگت کے بنگئے ہین مگر تالاب کے کنارہ کی عمارتین سب
کی سب دلچسپ اور قابل سیر کے ہین پورب کی طرف ناگ پہاڑ واقع ہے اس
پہاڑ کا اور ندی وغیرہ کا پانی پہکر مین آتا ہے آمد کیطرف کوئی مکان نہین
ہے جب سورج تل راس یعنی آفتاب برج میزان مین آتا ہے ہزارون زن
ومرد دور دور سے آتے ہین علاوہ انکے اتیت جوگی بہی صدہا کوس
سے آکر وہان ٹہرتے ہین اور کاتک کی گیارس سے پونون تک ثواب عظیم
جانکر نہاتے ہین یہہ میلہ اکثر ملکون مین مشہور ہے ہر قسم کے بیوپاری جمع ہوتے
ہین گہوڑے اونٹ بیل گہوڑے مارواڑ وغیرہ کے سوداگر لاکر بیچتے ہین

اور خاص کر لوگ اس میلہ سے یہہ جانور بہت خرید کرتے ہین چنانچہ بیل اور
اونٹ اور گھوڑے مارواڑ کے اکثر اسی میلے سے سب طرف خریدے جاتے
ہین سوداگران اسپ کو سرکار انگریزی کیطرف سے ہزارہا روپیہ تو صرف
انعام مین ملجاتا ہے اور منافع خاطر خواہ انعام سے علحدہ کثرت خلایق کو سونکن
چھہ دن تک رہتی ہے قریب اسکے کنشت پھکر جو بوڈھے پھکر کے نام سے مشہور
ہے اوسکو ہندو شیو کا بتلاتے ہین تیسرا دہ پھکر جو موضع بڑلہ کے متصل ہے
مگران دونون تالابو نپر کوئی میلہ بھی نہین ہوتا اور نہ کچھہ تعمیرات اس لایق
ہین جنکا ذکر کرنا واجب ہو پہلے سڑک پھکر کی موضع کھڑیکڑی کے قریب ہوکر جاتی
تھی اور پیدل کا راستہ نئے سر کے قریب قدیم گھاٹی کہ جسمین گزر گاڑی کا نتھا
اوسکو دولت مل سیٹھہ نے بناکی پھر سیکناٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ نے پہاڑ کو
کٹواکر دوسری جگھہ موافق گزر گاڑی کے سڑک طیار کی چنانچہ گھاٹی پشکر کی تعمیر
کی تاریخ یہہ ہے۔ ہمت حاکم دوران کمر کوہ شکست ۝ اس تاریخ سے سنہ ۱۸۴۶ع
نکلتے ہین۔ مگر برسات مین خراب ہوجاتی تھی اب سرکار دولتمدار دام اقبالہ نے
دونون گھاٹیون کے بیچ مین پہاڑ کٹ کرایکا ور سڑک بنوانی شروع کی ہے جس سے ہر طرح
کی سواری بآسانی و آسایش تمام آتی جاتی ہے ۝

باب تیسرا

قلعہ تاراگڈہ کے حال مین

فصل پہلی

بذکر بنیاد قلعہ تاراگڈہ

کوہ اربلی

زہے کوہ اجمیر عنبر سرشت
مقام سر مقتدایان چشت

چہ کوہے کہ چون سود باوج سر
محیط سپہرش بود تا کمر

نمایند جرم مہ و آفتاب
بران کوہ مانند چشم عقاب

چو خورشید دروی عیان چشمہا
کواکب بود ریگ آن چشمہا

بسے نسر طایر بگردون نتافت
کہ بر قلعہ اش راہ پایدنیافت

شود گر ازان قلعہ سنگے رہا
بریزد فلک را زہم قلعہا

نہ برقست ہر سو درخشان زمیغ
کہ آن کوہ را سود برچرخ تیغ

زبالاے آن قلعہ گاہ نگاہ
فلک چشمہ و چشمہای است ماہ

بر دسیل آن قلعہ پرشکوہ
ہزاران چو الوند و البرز کوہ

چو برخیزد از دامن آن عقاب
فتد سایہ اش بر مہ و آفتاب

نہ بین طالع بار فعت پایہ اش
کہ جا کرد خورشید در سایہ اش

ہندی کتابون مین اس پہاڑ کو جسکے دامن مین اجمیر بستا ہے اربلی پربت کرکے لکھا ہے جو کہ زبان سنسکرت مین اربل معنی عمر کے ہین اسلیے اسکو عمر کا پہاڑ یعنے قدیم سے مشہور پہاڑ کہتے ہین بلکہ اسی سبب سے زمانہ سابق مین اس پہاڑ کے نیچے جو بستی تہی اوسکو آومیر کہتے تہے یعنی ہمیشگی کا پہاڑ غالبًا آدمیر سے اجمیر نام بدل گیا ہے*

قلعہ تاراگڈہ

مورخان ہندی یون کہتے ہین کہ قدیم نام اس قلعہ کا تاراگڈہ ہے وجہ تسمیہ

اسکی یہہ ہے مگر غلط ہے اسلیئے کہ مہاراجہ رامچند کا ملک اجودھیا تھا اور بن باس دکھن مین ہوئی اور فتح لنکا کی کی ہے اس ملک سے کیا علاقہ تھا۔ بال سگریو کا بھائی راجہ رام چند کے لشکر مین فوج بوزنہ کا سردار تھا اوسکی عورت نے کہ نام اوسکا تارا تھا یہہ قلعہ اربلی پربت پر بنوا کر نام اوسکا اپنے نام پر تارا گڈہ رکھا کئی لاکھہ برس اسکی بنا کو گزرے۔ ہرچند کہ اسکی مدت تعمیر مین بہت کچھہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر قدیم ہونا اس قلعہ کا دوسری کتابون سے بھی ثابت ہے چنانچہ اخبار الاخیار مین جو بہت معتبر کتاب ہے یون لکھا ہے کہ پہاڑ کے اوپر ہندوستان مین جو دیوار قلعہ کی سب سے پہلے بنائی گئی وہ اسی تارا گڈہ کی دیوار ہے مگر ٹاڈ صاحب نے تواریخ ٹاڈ راجستان مین اس قلعہ کو اجیپال چکوا کا بنا کیا ہوا لکھا ہے جسکے عہد کو کچھہ اوپر سترہ سو برس گزرے الغرض جب رائے پتھورا سمت گیارہ سو پندرہ راجہ بکرماجیت مین پیدا ہوا اور بلوغت کو پہونچا راجہ سمیس دیو نے جو پتھورا کا باپ تھا اپنی عین حیات مین پتھورا کو ولی عہد اپنا کیا اوسی عرصہ مین راجہ پتھورا نے ناگ پہاڑ پر قلعہ بنانے کا ارادہ کیا کئی ہزار مزدور اور بیلدار کار تعمیر کرنے لگے کہتے ہین کہ جو عمارت دنکو بنائی جاتی تھی رات کو گر جاتی تھی بہرحال ابتک ناگ پہاڑ پر قلعہ کی بنیاد کے نشان موجود ہین القصہ جب رائے پتھورا نے ناگ پہاڑ کی قلعہ کی تعمیر کو کسی خاص وجہہ سے اوہورا چھوڑا تب گڈہ بیٹلی پر یہہ قلعہ تعمیر کیا آٹھہ سو فٹ بلند پہاڑ پر قلعہ تارا گڈہ بنا ہوا ہے اور اس مقام پر یہہ جاننا بھی ضرور ہے کہ سب خاص وعام کی زبان پر بیٹھلگڈہ بھی اسی قلعہ کا نام ہے جسکو تارا گڈہ بولتے ہین ہرچند کہ نہایت قدیمی ہونا اس بنیاد کا کتابون سے ثابت ہے جیساکہ اوپر مذکور ہوا لیکن یون خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عمارت قدیم جو

اصلی تاراگڈہ اور بٹھیل گڈہ کے نام سے وقتاً فوقتاً مشہور تھی مسمار اور منہدم ہو گئی تب رائے پتھورا نے اوس جگہہ پر یہہ عمارت قلعہ بنوائی جو اب تاراگڈہ مشہور ہے یہہ قلعہ سنگ سرخ کا بہت خوبصورت اور بکمال مستحکم بنا ہوا تھا مگر سرکار انگریزی کی عملداری مین جو اسکی مرمت موقوف ہو گئی بلکہ مغربی دروازہ کے پاس کی فصیل بھی کسی مصلحت سے ڈھا دی گئی ہے اسلئے اوسکی اصلی وضع مین تفاوت ہو گیا پہلے سن ہجری بچانوے مین ولید بن عبد الملک مروانی بادشاہ شام و عرب نے ایک فوج جرار بھیجکر ہندوستان مین تہلکہ ڈالا اوس فوج مسلمین نے بڑے بڑے معرکے کیے یہانتک کہ پہلے تو تمام سندہ مین اونہون نے اپنا عمل دخل کر لیا اور بہت سے راجاؤن کو اپنا باج گذار کیا اوس فوج کے سپہ سالار محمد بن قاسم نے بعد فتح و تسلط سندہ کے گجرات کو فتح کرکے اجمیر پر چڑہائی کی اوسوقت دولہا رائے نے مقابلہ کیا بعد بہت سے کشت و خون کے دولہا رائے مع اوسکے فرزند لوت نامی کے مارا گیا اور قلعہ تاراگڈہ اول صدی ہجری مین فتح ہوا یہان بخوبی تسلط کرکے محمد بن قاسم نے چیتوڑ گڈہ کی جانب عزیمت کی لیکن وہان بایا راول والی چیتوڑ مورث رانا اودیپور سے شکست کہائی اور اجمیر کو پھر گیا مگر مورخون نے لکھا ہے کہ بایا راول خراسان جاکر مسلمان ہو گیا؛

فصل دوسری

حضرت امیر سید حسین کے تشریف لانے اور منصب شہادت پانے کے بیان مین

آپکا ذکر خیر کتب تواریخ خصوصاً چہار گلشن اور تواریخ فرشتہ وغیرہ مین یون لکھا ہے کہ آپ قوم کے سید اولاد مین حضرت امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ہین شہاب الدین غوری کے

امیرون مین افسر فوج کے تھے جب سلطان مذکور راے پتھورا پر فتحیاب ہوا
اور قطب الدین ایبک کو نایب سلطنت کر کے براہ کوہ سوالک محالات کوہستان
غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا سلطان قطب الدین ایبک نے سید حسن مشہدی کو
جو عم بزرگوار سید حسین خنگ سوار کے تھے قلعہ دار اجمیر شریف کا کر دیا ایک روز
سید حسن مشہدی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا
کہ آپ فرماتے ہین اے فرزند تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین
سے کر دو جب آپ بیدار ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے جو اوسوقت
اجمیر مین تشریف رکھتے تھے جا کر حال خواب کا ظاہر کیا یہ مضمون سنکر حضرت
خواجہ نے کہا کہ اگرچہ میرا سن اب قابل نکاح کرنے کے نہین ہے مگر بموجب ارشاد
جناب امام کے مینے قبول کیا آخرش حضرت بی بی عصمت اللہ سے خواجہ ممدوح
نے نکاح کیا صاحب سیر العارفین لکھتے ہین کہ ہزارہا زن و مرد ہدایت فرمانے
امیر سید حسن معروف بہ سید وجیہ الدین اور امیر سید حسین خنگ سوار سے
اسلام قبول کرتے تھے اور آپ موافق مذہب صوفیہ کے کسی شخص کو از راہ
حکومت تکلیف امر بالمعروف کی نہین دیتے جسکی خوشی ہوتی ایمان لاتا اور
جسکی نہوتی اوس سے کچھ تعرض نہتا آخر ایام سلطنت قطب الدین ایبک مین
ہنود اس دیار کے عداوت قلبی سید حسین خنگ سوار سے بسبب ترقی روز افزون
اسلام کے رکھنے لگے جب خبر فوت ہونے قطب الدین کی شہر اجمیر مین مشہور ہوئی
اوسوقت راے پتھورا کے علاقہ دارون نے ایک جماعت کثیر کو اپنے ساتھ لیکر
ارادہ شبخون کا کیا آپ جماعت قلیل کے ساتھ اوس رات قلعہ پر تشریف رکھتے
تھے اور لشکر کے آدمی اکثر پرگنون مین واسطے تحصیل زر شاہی کے متفرق تھے
الغرض وقت شب تاریخ ستر ہوین رجب کو کہ سن ہجری پانسو اٹھانوے تھے کفار

کی راہ ہزار ہا گمراہ قلعہ مین اوترے اور شبخون کیا حضرت امیر سید حسین کہ اس مکر سے محض بے خبر تھے مع جماعت مسلمین شہید ہوئے مگر کفار بھی آپکے اور مردان موجودہ کے ہاتھ سے اسقدر مارے گئے تھے کہ خون کا نالہ قلعہ تاراگڈھ پر سے بہنے لگا تھا تاریخ شہادت حضرت ممدوح کی ماہتاب ملک ہند ہے حضرت خواجہ بزرگ کو تو اس واقعہ کی پہلے ہی خبر تھی وقت سحر مع اپنے مریدون اور خادمون کے قلعہ پر تشریف لیجا کر سید حسین اور آپکے ہمراہیون کو جو شہید ہوئے تھے دفن کیا

فصل تیسری

بذکر تعمیرات قلعہ

درگاہ میران سید حسین خنگ سوار

پہلے آپکے مزار پرانوار پر عمارت پختہ نہ تھی سن ہجری ایک ہزار چوبیس مین اعتبار خان خواجہ سرانے جو اکبر کے عہد مین منصب دو ہزاری اور جہانگیر کے عہد مین منصب شش ہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار رکھتا تھا ممتاز خان کے خطاب سے معروف تھا قبر شریف پر عمارت روضہ بنوائی کلس زرین گنبد کے ابتک جگمگاتے ہین جنوب رو دروازہ کے کہڑکی پر یہہ اشعار کندہ ہین ٭

شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ ۔ کاندر زمان او شدہ آسودہ دل جہان
سال دہم ز عہد جلوس مبارکش ۔ شد فتح ملک رانا ازان شاہ کامران
وقتیکہ اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش ۔ بر تخت زر نشستہ بد از فتح شادمان
بود از ہزار افزون بست وچہار سال ۔ گیتی ز عدل وداد ش چون روضۂ جنان
در روضۂ مقدس سید حسین کرد ۔ این پنجرہ ز صدق وصفا اعتبار خان

آپکا مزار شریف تاش بادلے کے قبر پوشون سے ڈھنکا رہتا ہے سرہانے کی طرف شہیدانہ پر دستار زر تار جسپر موتیون کا سہرا پڑا ہوا نظرون مین کھبا جاتا ہے چاندی کا چھترا اور چھتین مزار فیض آثار پر آویزان ہین سنہری جو کھٹون مین آئینے کٹہرے کے اندر جڑے ہوئے پہولون کے سہرے پڑے ہوئے لطف دیتے ہین شان محبوبیت آپکے روضۂ اقدس پر پائی جاتی ہے خرق عادات حضرت سید ابرار خنگ سوار کا ایک عالم گواہ ہے مزار پرنور جن وانس کا زیارت گاہ ہے روضہ شریف کے غربی کمانچے راو سیندھیہ نے سات در کا دالان سنگ مرمر کا نہایت خوش وضع بنوایا سن ہجری بارہ سو ستائیس مین بنیاد اسکی شروع ہوئی اور سن بارہ سو اُنتیس ہجری مین اختتام کو پہونچا فرش محراب مرغول ستون بہت نفیس سنگ مرمر کے ہین اور غربی دیوار کے محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین ؛

معدن نور منبع اسرار	ہست درگاہ شاہ خنگ سوار
ساخت دالان کہ ہست رشک بہشت	راو کمانچے سیندھیہ باوقار

۲۷ ۱۲ھ

اور تاریخ اختتام تعمیر کی یہہ کندہ ہے ؛

کمانچے راو چون کردہ بنائے	مکان پر فضا بر کوہ محکم
پئے تاریخ جستم گفت ہاتف	احاطق تا قیامت باد قایم

اس دالان سے ملحق روضہ کے شمالی ایک اور دالان خوش اسلوب کی سن ہجری بارہ سو بائیس مین بالا راو انیگلہ نے بنا ڈالی اور سن ہجری بارہ سو تیئیس مین بنکر طیار ہوا بیچ کی محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین ؛

ازبشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار	کرد دالان راو بالا انیگلہ پیش مزار
یکہزار و دو صد و افزون ازین گہ بست	سال ہجرت خانۂ بیت العدن آمد شمار

روضہ عالی کی چار دیواری کے دو دروازے ہین ایک شرق رو دوسرا جنوب رو دروازہ شرقی تعمیر زمانہ قدیم کی ہے اور جنوبی دروازہ سنگ مرمر کا سن ہجری بارہ سو پچیس مین بنا ہے دروازہ کی محراب پر یہ قطعہ اسکی تاریخ کا کندہ ہے۔

شہسوار ملک دنیا شاہباز ملک دین	قاتل کفار آن سید حسین مہ جبین
منبع جود و سخا کان فتوت والتقا	واقف سر خدا آن مہبط نور مبین
سرور ہر دو جہان مشکلکشای انس و جان	مفخر کون و مکان آن حاکم دنیا و دین
خانقاہش بسکہ عرف از عطر جنت ہر طرف	مرقدش بردہ شرف چون طور بر کوہ زمین
فرش دروازہ ببین از سنگ مرمر شد مزین	شد مرتب بر زمین بر صفحہ اش در ثمین
از پی تاریخ او کردم سوال از عقل کل	گفت جو تاریخ او از روضہ سلطان دین

درجہ دوم مین زیر دروازہ شرقی خنگ گھوڑے کی قبر ہے یہ گھوڑا حضرت امیر سید حسین کی سواری کا تھا اسکی قبر پر سبز قبرپوش ہے اوپر بجاے میر فرش کے گول گول پتھر رکھے ہوئے ہین عوام مین جو یہ بات مشہور ہے کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار نے یہ غلولہ جانورونکو لاشو بنر ہے اور آنے کیواسطے پھینکے تے محض غلط ہے اول تو حضرت مدار صاحب اور امیر سید حسین خنگ سوار کے زمانہ مین ہی فرق بہت ہے دوسرے اتنے بڑے غلیلو نکا ہونا خلاف قیاس ہے کیونکہ اونکا وزن بھی چار چار سیر سے کم نہین۔ روضہ کے غربی دوسرے درجے مین مسجد عالیشان اور خوشنما مولوی محبیہ الدین مرحوم صدر امین اجمیر کے اہتمام سے بنکر طیار ہوئی طول اسکا چوبیس گز اور عرض نہ گز سرکاری صحن اسکا بہت معقول ہے درجہ سوم مین عمدہ عمدہ دالان عالیشان جنوبی شمالی حصہ مین ہین غربی مین ایک مسجد قدیم نہایت محکم اوسکے آگے صحن مین شہید ونکے مزارات

اور ایک حوض پانی کا حوض بنا ہوا ہے سمت شمال دالانون کے بیچون بیچ
نقارخانہ زمانہ جلال الدین محمد اکبر کا بنا ہوا بہت خوش وضع ہے ٭

بلند دروازہ

یہہ دروازہ بلند روضہ حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کا اسمعیل قلیخان صوبہ اجمیر نے سن ہجری نوسو چہتر مین سنگ سرخ سے بنوایا اونچان اسکی چونسٹھہ فٹ اور چوڑان سترہ فٹ فرش دروازہ کا سنگ مرمر مصفا کا ہے اگرچہ بخط نسخ کتبہ محراب دروازہ پر کندہ ہے مگر چونکہ ہر سال دروازہ پر سفیدی کیجاتی ہے اسلیے بخوبی پڑہنے مین نہین آتا دروازے کے اندر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا کندہ ہے ٭

بعہد بادشاہ آسمان قدر	پناہ ملک و ملت ظل یزدان
جلال الدین محمد اکبر آن شاہ	کہ دارد در نگین ملک سلیمان
بدین درگہ کہ ہمچو کعبہ اللہ	سوادش عین نور و نور اعیان
بنا فرمود این ایوان عالی	کریم الذات اسمعیل قلیخان
زکلک دلکشا تاریخ اتمام	اگر خواہد کسے یابد باسان

کتبہ الراجی درویش محمد الحاجی المشتہر بہ ترکی - بلند دروازہ کے نیچے درجہ چہارم مین متعدد دالان ہین ایک مسجد بہی پختہ اور خوشنما بنی ہوئی ہے صحن مین شہیدونکے کثرت مزارات ہے ایک شہر خموشان بنا ہے درجہ چہارم کے دو دروازے ایک شرق رو دوسرا شمال رو ہے دروازہ شمالی کے متصل دو آہنی دیگین ہین ایک دیگ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کی بنوائی ہوئی اور دوسری ملامداری کی یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا دیگ کے اوپر کندہ ہے ٭

صرف زر ملا مداری کرد در تعمیر دیگ	بادشاہش در جہان روشن مثل آفتاب
بحت در مہتہ اکبے چندش نمودہ اہتمام	گفت ہاتف سال تاریخش جہان شد فیضیاب

رجب المرجب کی سولہوین تاریخ سے اٹھارہوین کی دوپہر تک بہت اچھا میلہ ہوتا ہے ہزارون مرد عورت زیارت کو آتے ہین مرادین مانگتے ہین نذرین چڑھاتے ہین ہرشب محفل سماع مین خاص وعام کا اژدحام روشنی کا لطف تمام درجہ سوم مین دو طرفہ بازار لگا ہوا خلقت کی کثرت سے ہر درجہ بھرا ہوا ارباب نشاط کا ہجوم خلق اللہ کی دہوم کہین جلسۂ احباب منعقد کہین فقرا کا مجمع از صد دوکانون مین انواع اقسام کی جنس رنگ برنگ کے پہول طرح طرح کی مٹھائی قرینہ سے چُنی ہوئی لینے دینے والے خورسند مجاور لوگ نذر نیاز سے سودمند مگر بڑا تعجب یہہ ہے کہ آپکی درگاہ کے خادم سبکے سب امامیہ مذہب رکہتے ہین یہہ لوگ واسطے رقت کے روضہ کے کٹہرے کے گرد کئی سیر سرخ کلاوہ کا لچھا تان دیتے ہین جسوقت میلہ کا قل ہوتا ہے اوسوقت ہندو اوس کلاوہ کو لوٹتے ہین ہرچند کہ یہہ رسم ساختہ ہے اور شرعًا محض بے اصل مگر اسکے لٹتے وقت عجیب رقت کا عالم ہوتا ہے جسکے لکہنے سے قلم کی زبان شق ہوئی جاتی ہے شیعون کا ہنگامہ آنکھون کے تلے پہر جاتا ہے درگاہ کے قریب سمت جنوب گنج شہدا مین کثرت سے شہیدون کے مزارات ہین سن ہجری ایک ہزار بائیس مین گنج شہدا کی چاردیواری پختہ وزیر خان کلان نے جو جہانگیر کے امیرون مین سے تہا بنوائی شرق رو اس چاردیواری کا دروازہ ہے دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ اشعار کندہ ہین مگر فی الحال جس پتہر پر یہہ کتبہ کندہ ہے درگاہ مین رکہا ہوا ہے شاید کسی باعث سے گر گیا ہوگا دو شعرونکا مضمون بوجہ فرسودہ ہوجانے الفاظ کے پڑہا نہین جاتا ٭

درزمان شہ رفیع مکان	کہ بنازد بدور او دوران
آن شہنشہ کہ ذات او آمد	باعث عدل وداد وامن وامان
شاہ گیتی پناہ نورالدین	برجہان ست سایۂ یزدان
بانی این بنائے لطف آئین	بایکے سال او خرد گفت آن
دولت است از وزیر خان کلان	کم نشان چنین ز دولت وان ۱۰۲۲ھ

باب چوتھا

فصل پہلی

مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قصبہ سجستان مین جو بلاد غور سے ہے سن ہجری پانسو سینتیس مین پیر کے دن پیدا ہوئے آپکے والد کا نام نامی سید غیاث الدین احمد اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت بی بی ماہ نور ہے ۵۳۷ھ اور اقتباس الانوار مین نام حضرت کی والدہ شریفہ کا بی بی خاص الملک لکھا ہے اور بعضون نے تاریخ تولد حضور خواجہ غریب نواز کی عاشق نو لکھی ہے اس سے تولد آپکا سن ہجری پانسو ستائیس مین معلوم ہوتا ہے - حضرت غیاث الدین احمد بڑے مشایخ عالی النسب والاحسب گزرے ہین اور اکثر مشایخ کبار صاحب حال اور عارفان باکمال کے دیکھنے والے تھے رحلت آپکی سن پانسو باون ہجری مین ہوئی مزار پرانوار آپکا متصل دروازہ شام کے ہے اکثر طالب حق اب تک اونکے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتے ہین -

نقل ہے کہ آپ کسی سفر مین ایک روز آتش پرستون کی بستی مین جا نکلے اوسجگہ ایک آتشکدہ تھا قریب اوسکے حضرت ممدوح تشریف فرما ہوئے چونکہ آپ روزہ سے

تے اور وقت شام قریب تھا خادم نے چاہا کہ آٹا نکالکر روٹی پکاوے آتش
پرستون نے دیکھا کہ یہہ شخص سلمان ہین نزدیک آگ کے جانے ندیا اور نہ آگ
لینے دی خدمتگار نے ویسا ہی حال عرض کیا آپ وضو سے فارغ ہو کر آگ کی
طرف متوجہ ہوئے مختار نام ایک آتش پرست تھا اپنی بغل مین ایک لڑکا بعمر
ہفت سالہ لئے کھڑا تھا آپ نے اوس سے دریافت کیا کہ تم اس آگ کی کیون
پرستش کرتے ہو مختار بولا کہ ہمارے یہان آگ کو نور الٰہی جانکر پرستش کرتے
ہین آپنے فرمایا کہ مختار تمکو بہت مدت گزری کہ تم اس آگ کو پوجتے ہو تھوڑی
آگ ہاتھہ مین لو یا ہاتھہ اوسمین ڈالو وہ تمکو اپنا بندہ جانکر نجلاویگی مختار بولا
خاصیت آگ کی جلادینا ہے یہہ سنکر آپ نے اوس لڑکے کو مختار سے لیا اور
بغل مین لیکر اوس آتشکدہ کے اندر چلے گئے اور آیت قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا
آخر تک ورد زبان تھی تمام آتش پرست شور و غل کرنے لگے کسیقدر عرصہ
کے بعد آتشکدہ سے لڑکے سمیت بر آمد ہوئے مطلق اثر آگ کا آپ پر اور اوس
لڑکے پر آپ کی برکت سے نہوا مغان نے اوس لڑکے کی سلامتی پر تعجب کیا اور
دریافت کرنے لگے کہ آتشکدہ مین کیا نظر آیا اوس نے صاف صاف کہا کہ جسدم
یہہ درویش آگ مین لیکر چلا بسبب خوف کے مین سہم گیا اور آنکھین بند ہوگئین
آنکھہ کھولکر کیا دیکھتا ہون کہ اوسکے اندر ایک باغ پر فضا اور دلکشا ہے انواع
انواع کے پھول خوشرنگ کھل رہے ہین اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے
اوسوقت میرے دلکو عجب طرح کا سرور حاصل ہوا اور مینے اچھی طرح اوس باغ
فرحت افزا کی سیر سے سیری حاصل کی ۔ یہہ حال سنکر جمیع آتش پرست ان کے
ہاتھہ پر مسلمان ہوئے اور اوس آتشکدہ کو بجھادیا حضرت نے مختار کا نام عبداللہ
اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھا اور یہہ دونون خدا رسیدہ ہوئے اڑہائی سال

تک آپ وہان رہے اور تمام آدنے واعلےٰ وہان کے آپ سے فیضیاب اسلام ہوگئے
کتاب انیس الارواح جو خاص تصنیف حضرت خواجہ بزرگ کی ہے اوسمین آپ تحریر
فرماتے ہین کہ مین ہارون سے جب بغداد شریف مین پہونچا لوگون سے دریافت
کیا کہ بیان کوئی درویش صاحب کرامت بہی ہین سبنے بالاتفاق حضرت خواجہ
عثمان ہارونی کو قطب الوقت بیان کیا یہہ سنکر حضرت کے خانقاہ مبارک
مین پہونچا اوسوقت حضرت خواجہ عثمان حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
کی مسجد مین نماز پڑہنے کو تشریف لیگئے تہے مین بہی دریافت کرتا ہوا اوس
مسجد مین پہونچا اور وہان دولت ملاقات سے مشرف ہوا اوسوقت سن شریف
آپکا باون برس کا تہا مجہے دیکہکر فرمایا کہ دوگانہ نماز کا اداکر رکعت اول مین
ہزار بار الحمد اور ایک بار سورۂ اخلاص اور دوسری رکعت مین ایک بار
سورہ فاتحہ اور ہزار بار قل ہو اللہ احد یعنے بموجب ارشاد کے دونون رکعت
اداکین پہر ارشاد ہوا کہ قبلہ رو ہوکر سورہ بقر انتہا تک اور ۳۳ بار کلمہ سبحان اللہ
کہہ جب مین فارغ ہوا میرا ہاتہہ پکڑکر فرمایا کہ اے رب العالمین معین الدین کو قبول
فرما اور سر مبارک سے ٹوپی اوتار کر میرے سر پر رکہی اور فرمایا کہ ہزار بار سورہ
اخلاص پڑہ جب وہ بہی ختم کی تب ارشاد ہوا کہ ہمارے خاندان مین صرف ایک
رات دن کا مجاہدہ ہے آجکی رات اور دن عبادت مین بسر کر وحسب الحکم ایک
رات اور دن مجاہدہ مین گزرا پہر حاضر خدمت ہوا حکم بیٹہنے کا فرمایا بعد اوس کے
فرمان ہوا آسمان کیطرف دیکہہ مین دیکہنے لگا فرمانے لگے کہ کیا دیکہا مین نے عرض
کیا عرش اعظم سے تحت الثریٰ تک کوئی حجاب باقی نہین پہر فرمایا آنکہہ بند کر جب
آنکہہ بند کی فرمایا کہول پہر حضرت نے دو اونگلیان کہڑی کرکے فرمایا کہ انکے
وسط مین کیا نظر آتا ہے عرض کیا کہ یہہ اونگلیان جام جہان نما ہین کل موجودات

کی اسوقت سیر حاصل ہے اوسوقت خوش ہوکر فرمایا کہ معین الدین تیرا کام پورا
ہوا اور ایک مشت زر مصلے کے نیچے سے نکالکر فرمایا جا اور فقرا و ساکین کو تقسیم
کر من بعد تقسیم کے حاضر خدمت ہو آپنے فرمایا کہ اے معین الدین ہمارے
پاس رہا کرو مین نے اپنا فخر اور خوش نصیبی سمجھکر اقبال کیا بعد چند عرصہ کے
عزم زیارت مکہ معظمہ فرمایا جب مکہ معظمہ مین پہونچے میرا ہاتھہ پکڑکر خانہ کعبہ کے
پاس کھڑے ہوئے اور جناب باری مین التجا کی کہ پروردگار میرے معین الدین
کو تونے میرے حوالہ کیا اور یہہ دعا فرمائی کہ الٰہی اس درویش کو قبول فرما غیب سے
آواز آئی کہ ہمنے معین کو قبول فرمایا۔ شیخ تاج الدین نبیرہ حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی سے روایت ہے کہ ہم سنتے تھے یکایک غیب سے آواز آئی کہ ای معین الدین
ہم راضی ہین تجھہ سے اور تیرے پیرون سے بعد اوسکے عزم مدینہ منورہ کا ہوا۔
اور وہان پہونچے آپنے مجھسے فرمایا کہ سلام عرض کر جب آپنے سلام عرض کیا
روضۂ مبارک سے جواب آیا وعلیکم السلام یا قطب المشائخ اوسی دن سے حضرت
پیرومرشد کا خطاب قطب المشائخ ہوا۔

ہدایت المعین مین حضرت خواجہ قطب الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل لکھی ہے
کہ جس شہر مین حضرت خواجہ صاحب گذر کرتے تو گورستان مین اوترا کرتے تھے
اور جب شہر والونکو خبر ہوتی اور حضرت کے کمالات سے واقف ہوتے تو آپ وہانسے
اوٹھہ جاتے اور رات دن مین دو ختم قرآن شریف کیا کرتے حضرت سلطان المشائخ
نظام الدین اولیا لکھتے ہین کہ حضرت خواجہ صاحب کو ریاضت اور مجاہدات شاقہ
اسقدر تہا کہ ادنے درجہ یہہ ہے ساتوین روز پانچ درم وزن کہ ساڑھے ستر
ماشہ ہوتا ہے جو کی خشک روٹی کا ٹکڑہ پانی مین ترکرکے تناول فرماتے تھے اور
دوہرا کپڑا بخیہ کیا ہوا پہنا کرتے اور کہین سے پھٹ جاتا تو اوسمین جسطرح کا پیوند

میسر آتا لگا لیتے۔ نسب نامہ آپکا کتاب بحر الانساب مین اسطرح لکھا ہے کہ
خواجہ معین الدین حسن سنجری ابن خواجہ غیاث الدین ابن سید ضیاؤ الدین
ابن سید ابو المعالی بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن امام موسی کاظم
بن امام حضرت جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن
امام حضرت ابو عبد اللہ سید الشہدا ابن اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن
ابیطالب علیہ السلام اور شجرہ انساب ومرات الاسرار ومداین المعین مین
نسب نامہ آپکا یون لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین حسن بن خواجہ غیاث الدین
حسن بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن سید
ادریس بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن حضرت
امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت امیر المومنین علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ یہہ رباعی سن ولادت ومدت عمر ووفات شریف حضرت خواجہ
بزرگ کی مشہور ہے ؛ **رباعی**

ولادت عاشق نہ سال عمرش — بود در والی ہند آشکارا
وفاتش آفتاب ملک ہندست — ز ابجد کن شمار این راخدارا

چونکہ آپکو بیعت سلسلہ چشتیہ مین ہے کہ بلدہ چشت سے منسوب ہے اور چشت
نام ایک شہر کا ہے ہرات سے قریب کہ اس زمانہ مین اوسکو شاقلان کہتے ہین
اور اس خاندان چشت کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ چار بزرگوار اس سلسلہ عالیہ کے
ساکن چشت تہے اور اوسی مقام متبرک مین آسودہ ہین اول خواجہ ابو احمد
چشتی دوم خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی سوم خواجہ ابو یوسف چشتی چہارم
خواجہ قطب الدین مودود چشتی جسکا سلسلہ ارادت ان بزرگوارون تک
منتہی ہوتا ہے اوسکو چشتی کہتے ہین۔ الغرض آپ سادات حسینی حسنی سے ہین

پندرہ سال کے سن مین پدر عالیقدر آپکے قضاے الٰہی سے فوت ہوے ایک
باغ اور کارخانہ پن چکی باقی چھوڑا اوس موضع مین ابراہیم قندوزی مجذوب
کامل تشریف رکھتے تھے ایک دن گذر انکا حضرت خواجہ غریب نواز کے باغ مین
ہوا اوسوقت خواجہ بزرگ درختونکو پانی پلا رہے تھے جب ابراہیم قندوزی
کو دیکھا دوڑے اور ہاتھہ اونکے چومکر درخت کے سایہ مین بٹھلایا اور خوشہ
ہاے انگور آگے اونکے لا رکھے ابراہیم قندوزی نے ایک کھل کا ٹکڑا جیب سے
نکالا اور اوسکو دانتون سے چبا کر حضرت خواجہ کو کھلا دیا بعنور کھانے کے
جذبۂ طریقت نے آپکو کھینچا دنیا کی محبت اور گھر بار کی الفت دل سے اوٹھ گئی
آپنے باغ وغیرہ فروخت کرکے زر قیمت درویشون کو دے ڈالا اور وہان سے
مسافرت اختیار کرکے طرف سمرقند اور بخارا کے تشریف لیگئے حضرت حسام الدین
بخاری کی خدمت مین رہکر قرآن شریف حفظ کیا اور علوم ظاہری مین دستگاہ
کامل حاصل کی بعد از تکمیل جانب عراق عرب توجہ فرمائی جبکہ قصبہ ہاروان مین
کہ نواح نیشاپور سے ہے پہونچے وہان حضرت خواجہ عثمان چشتی ہارونی کے مرید
ہوئے اور اونکی صحبت سے بہرۂ کامل اوٹھایا پھر عبادت و ریاضت مین غرق
ہوئے۔ سلسلہ طریقت آپکا یہہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین مرید حضرت خوجہ
عثمان ہارونی کے جنکا مزار مبارک مکہ معظمہ مین متصل مکان شریف صاحب کے
ہے اور وہ مرید حضرت حاجی شریف زندنی کے اور وہ مرید خواجہ قطب الدین
مودود چشتی کے اور وہ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار خواجہ یوسف چشتی
کے اور وہ مرید اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی کے اور وہ مرید اپنے والد ابو محمد
ابدال چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے اور وہ مرید خواجہ
ممشاد علو دینوری کے اور وہ مرید شیخ امین الدین ابو ہبیرۃ البصری کے اور وہ مرید

شیخ سدید الدین کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی کے اور وہ مرید
شیخ ابو الفیض فضیل کے اور وہ مرید شیخ ابو الفضل عبدالواحد بن زید کے اور
وہ مرید حضرت شیخ حسن بصری انصاری کے۔ اور وہ مرید حضرت امیر المومنین
علی ابن ابیطالب کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرید اور خلیفہ حضرت سرور
کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الغرض مدت بیس برس اور چھہ
مہینے تک ریاضت اور مجاہدت کرکے خرقہ خلافت کا اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان
ہارونی سے پایا بعد اسکے سنجار مین خواجہ نجم الدین کبری کی خدمت مین پہونچے
پندرہ روز وہان قیام فرمایا پھر وہان سے متوجہ بغداد کے ہوئے اور بغداد
شریف مین پہونچکر شیخ ضیاءُ الدین پیر روشن ضمیر شیخ الشیوخ شہاب الدین
سہروردی سے ملاقات کی بن بعد حضرت خواجہ اوحد الدین کرمانی کیخدمت مین
پہونچکر خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے پھر قصبہ جیل مین آئے کہ وہ بغداد سے سات
کوس ہے اور کشتی حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام کی بقول بعض کے اوسی جگہہ طوفان
آب مین ٹہیری تہی سات دن حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر گیلانی کیخدمت
مین رہے مگر تاریخ آرایش محفل مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی
جب بیس برس کی عمر ہوئی تب شیخ عبدالقادر گیلانی سے فایدہ حاصل کیا
مونس الارواح مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کا حجرہ متبرکہ ابتک قصبہ جیل مین
موجود ہے پھر آپ جیل سے ہمدان اور ہمدان سے تبریز اور استرآباد اور
ہرات تشریف لیگئے۔ حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ
سے نقل ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ وار کی پوشش دوہری ہوتی تہی اگر کہین
سے دریدہ ہوتی تو بدست خاص بخیہ کرتے اور پارچہ ہاے پاکیزہ جسطرح کے
ملتے اونکا پیوند لگاتے۔ الغرض جب آپ اصفہان مین رونق افروز ہوئے

شیخ محمود اصفہانی سے ملے اور صحبت رکہی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
اوسوقت اصفہان مین تہے اور ارادہ تہا کہ مرید شیخ محمود اصفہانی کے ہون لیکن
جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو دیکہا فسخ عزیمت کرکے مرید حضرت خواجہ
بزرگوار کے ہوئے اور حضرت خواجہ بزرگ نے اپنا ملبوس خاص خواجہ قطب الدین
علیہ الرحمہ کو عطا فرمایا اور حضرت خواجہ قطب الدین نے وقت وفات اپنی کے
شیخ فرید الدین شکر گنج کو عنایت کیا اور اونہون نے حضرت شیخ نظام الدین
اولیا کو اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کو
مرحمت فرمایا الغرض جب حضرت خواجہ بزرگوار خرقان مین وارد ہوئے دوسال
تک قیام پذیر رہے بعد اسکے استرآباد مین تشریف لیگئے وہان شیخ ناصر الدین
استرآبادی سے صحبت رکہی یہہ حضرت بڑے صاحب کمال ہوئے ہین ایک سو
ستائیس برس کا سن شریف تہا اور دو واسطے سے سلسلہ حضرت سلطان
العارفین شیخ طیفور اور شیخ بایزید بسطامی سے توسل رکہتے تہے حضرت خواجہ
بزرگ نے مدت تک اونکی صحبت مین رہ کے فیض بیحد وشمار حاصل کیا بعد اسکے
آپ متوجہ ہرات کے ہوئے چونکہ آپکی عادت تہی کہ کسی مقام پر زیادہ تر قیام
نہین فرماتے دن کو سیر کرتے اور وقت شب اکثر اوقات بقعہ شریف حضرت خواجہ
عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ مین آسودہ ہوتے صرف ایک درویش خدمتگذار
اپنے ساتہہ رکہتے اور اکثر اوقات نماز فجر کی عشا کے وضو سے ادا فرماتے جب
ہرات مین آپکے کمالات ظاہری وباطنی کی شہرت ہوئی جوق جوق مردم کا
ہجوم ہونے لگا۔ آپ وہان سے سبزوار کو تشریف لیگئے وہان کا حاکم محمد
یادگار نام ازحد بدمزاج اور فاسق رافضی تہا جس شخص کا نام ابابکر وعمر
وعثمان رضی اللہ عنہم ہوتا ایذا پہونچاتا اور درپے اوسکی ہلاکت کے ہوتا

اس شخص کا حوالی شہر مین ایک باغ اوسمین حوض نہایت لطیف بنا ہوا تہا حضرت
خواجہ بزرگ اوس باغ مین تشریف لیجا کر حوض کے کنارہ ٹہیرے اور غسل
سے فارغ ہو کے نماز ادا کی بعد اسکے تلاوت قرآن مجید مین مشغول ہوئے۔
اتفاقاً اوسی روز محمد یادگار کی سواری باغ مین آئی جو درویش کہ آپ کی
خدمت مین تہا اوس نے خوف زدہ ہو کر عرض کی کہ جلد یہان سے تشریف
لے چلیئے آپ نے اوسکا اضطراب دیکھہ کے تبسم کیا اور فرمایا کہ فلان درخت کے
نیچے بیٹھہ جاو وہ درویش مضطرب الحال اوس جگہہ سے اوٹھہ کے جسجگہہ آپنے فرمایا
تہا جا بیٹھا اس اثنا مین فراش لوگ پہونچے اور غالیچہ یادگار محمد کیواسطے حوض
کے کنارے قریب حضرت کے بچھایا گیا بسبب عظمت وجلال حضور کے ملازمان محمد
یادگار آپکو وہان سے نہ اوٹہا سکے ناگاہ یادگار محمد بہی آپہونچا آپکو اوس
جگہہ دیکھہ خدمتگذارون پر شور کرنے لگا کہ اس درویش کو یہان سے کیون
نہ اوٹہایا آپ اوسوقت تلاوت قرآن مجید مین مشغول تہے نگاہ پر تاثیر سے
اوسکی طرف دیکھا معاً تمام جسم اوسکا لرزنے لگا اور بسبب ہیبت کے بیہوش ہو کے
گرا ملازمان یادگار محمد یہہ حال دیکھہ گھبرائے اور عفو قصور چاہا آپ نے اوس
درویش کو کہ زیر درخت بموجب ارشاد حضور کے خایف بیٹھا ہوا یہہ سب کیفیت
دیکھہ رہا تہا طلب کیا اور فرمایا کہ تہوڑا سا پانی اس حوض سے لے اور بسم اللہ
کہکے اوسکے مونہہ پر مار درویش نے اوسیطرح کیا یادگار محمد کو ہوش آیا قدم
مبارک پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ یا حضرت تمام منہیات سے توبہ نصوحا کرتا ہون
میری خطا معاف فرمائیے آپنے براہ مہربانی اوسکے سر پہ ہاتہہ رکہا اور فرمایا
کہ دعوی محبت خاندان رسالت کرنا اور پیروی اونکی نکرنا بیمعنی ہے پس آپنے
مناقب ائمہ ہدی اسطرح بیان فرمائیے کہ یادگار محمد مع مردمان ہمراہی کے

زار زار رونے لگا اور اپنے عقیدہ سے تائب ہوا۔ سچ ہے ؎
انچہ زر میشود از پر تو آن قلب سیاہ کیمیائیست کہ در صحبت درویشانست
بعدہ یادگار محمد نے وضو کر کے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور آپکی بیعت سے
مشرف ہوا جسقدر مال ومتاع اوسکے پاس تہا پیش کش کرنا چاہا آپنے قبول
نفرمایا اور یہہ ارشاد کیا کہ جسقدر لوگون سے یہہ مال بجبر و تعدی تونے لیا ہے
اونکو واپس دیدال تاکہ بروز قیامت کوئی تیرا دامنگیر نہو حسب الارشاد
حضور کے محمد یادگار نے عمل کیا اور جو کچہہ باقی رہا فقیرون مسکینون کو بخشا اور
غلامونکو آزاد کرکے ہمرکاب حضرت خواجہ بزرگوار کے حصار شادمان تک گیا جو کہ
یہہ شخص بہ برکت صحبت آپکے واصلان حق سے ہوگیا تہا حضرت خواجہ نے واسطے
ہدایت وارشاد وہان کے لوگون کے شیخ محمد یادگار کو چہوڑا اور آپ بسمت بلخ
تشریف فرما ہوئے جب رونق بخش بلخ کے ہوئے مقام فیض انجام حضرت شیخ
احمد خضرویہ مین قیام گزین ہوئے اوس جگہہ حکیم ضیاءالدین نام ایک بڑا
فاضل تہا جمیع علوم فلاسفہ مین مہارت تمام اوسکو حاصل تہی لیکن علم تصوف
پر اونکو اعتقاد نہ تہا اکثر اوقات اپنے شاگردون کے آگے توہین علم تصوف
کی کیا کرتا حوالی بلخ کے ایک موضع زینا مین وہان مدرسہ اور باغ اوسکا تہا
حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہمیشہ تیر و کمان و چقماق و نمکدان اپنے ساتہہ
رکہتے اسلیے کہ اگر آپکا گزر آبادی سے دور ہو شکار کرکے لقمہ بے شبہہ سے افطار
کرتے ناگہان حضرت خواجہ بزرگ کا گزر اوس موضع مین ہوا جسجگہہ حکیم ضیاءالدین
رہتا تہا اوس روز آپنے ایک کلنگ کو شکار کرکے سایہ درخت مین قیام کیا
اور خادم ہمراہی کو واسطے تیاری کباب ارشاد ہوا اور آپ عبادت باری
مین مشغول ہوئے اتفاقاً حکیم ضیاءالدین وہان ہو نکر کیا دیکہتا ہے کہ ایک

درویش نماز مین مشغول ہے اور خادم کباب طیارہ کر رہا ہے ٹہر گیا جس دم آپ نماز سے فارغ ہوئے یہ بہی سلام کرکے بیٹھہ گیا اس عرصہ مین خادم نے کباب حاضر کیے آپ نے بسم اللہ کہکے ایک ران اوس کلنگ کی جدا کی اور آگے حکیم ضیاء الدین کے رکہدی اور دوسری ران کا گوشت آپ تناول فرمانے لگے جسوقت حکیم مذکور نے اون کہابون کو کہایا ظلمت علوم فلسفہ دل سے دور ہوئی زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا حضرت خواجہ نے قدرے اولش خاص سے اوسکے مونہہ مین ڈالا۔ نقل ہے کہ بغداد مین ایک شخص فاسق اور فاجر بدرجہ غایت تہا اوس نے کسی شخص سے سنا کہ جو کوئی تین روز متواتر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت مین حاضر رہے اونکی برکت سے ولی کامل ہو اسکو بہی شوق صحبت حضرت خواجہ کا پیدا ہوا اور حجرہ متبرکہ کے دروازہ پر حاضر ہو کر زار زار باواز بلند رونے لگا آپ نے اوسکو طلب فرما کر استغفار پڑہائی تین روز تک وہ شخص حضور کی خدمت مین حاضر رہا اور نماز پنجگانہ بہی آپکے ساتہہ ادا کی دل اوسکا جو زنگ فسق سے آلودہ تہا صاف ہوا اپنے گناہون سے از سر نو تائب ہو کر خلوت اختیار کی چند روز مین صاحب کشف و کرامت ہوا سیر الاقطاب سے روایت ہے کہ ایک جنگل مین سات آدمی آتش پرست رہتے تہے ریاضت اور مجاہدہ اونکا اسقدر تہا کہ چہہ چہہ مہینے تک کہاتے پیتے نہ تہے ایک خلقت اونکی معتقد تہی برکت ریاضت اور مجاہدہ سے ہر ایک اونمین سے روشن ضمیر تہا جو کوئی اونکی ملاقات کے لیے آتا بغیر پوچہے اوسکے دل کا حال کہدیتے اتفاقاً حضرت خواجہ کا گذر بہی اوس جنگل مین ہوا ساتون آتش پرست حضرت کی ملاقات کو آئے اور سر نیاز قدم حضرت پر رکہا آپ نے اون سے کہا کہ سوائے حق پرستی کے آتش پرستی کیون کرتے ہو کہنے لگے کہ یا شیخ آتش پرستی اسواسطے

کرتے ہین کہ کل قیامت کے روز آگ ہمارے بدن کو نہ جلاوے اور حرمت ہماری نگاہ رکھے آپ نے فرمایا کہ اگر تم خالق کی پرستش کرو تو کیا مقدور ہے کہ مخلوق ضرر پہونچا سکے اور خدا یتعالے ہر حال مین حرمت تمہاری نگاہ رکھے - یہ سنکر وہ لوگ کہنے لگے کہ اچھا آپ خدا کی پرستش کرتے ہو جب ہمکو یقین ہو کہ آگ سے تمکو مضرت نہ پہونچے وہ تو یہ بات خوب جانتے تہے کہ آگ کا کام جلا دینا ہے حضرت نے فرمایا قسم ہے اوسکے عزت وجلال کی ہمکو تو کیا جلاویگی ہماری جوتی کو بہی آگ نہین جلا سکتی یہ فرماکے حضور نے اپنی نعلین کو آگ مین پہینکدیا اور کہا کہ اے آگ کفش معین الدین کو نگاہ رکہنا نعلین مبارک کو اوس سے مطلق ضرر نہ پہونچا بلکہ وہ تمام آگ جو ایک مدت سے روشن تہی سرد ہو گئی آگ کا سرد ہو جانا اور نعلین کا نہ جلنا دیکہکر آتش پرست سرد ہو گئے اور فی الفور ایمان لائی صحبت پاک حضرت خواجہ کی اختیار کی ہر ایک اونمین سے اہل اللہ ہوا -

روایت ہے کہ حضرت خواجہ وقت مسافرت کے ایک جنگل مین وارد ہوئے اوسمین کفار رہتے تہے اور اونکا ہمیشہ رہزنی تہا جو مسافر اوس طرف سے گذرتا اوسکو لوٹ لیتے اور مسلمان کو زندہ نہچوڑتے تہے جب حضور کو اون شریرون نے دیکہا کہ ایک مسلمان چلا آتا ہے تلوارین لیکر دوڑے اور چاہا کہ حضور کو آسیب پہونچاوین حضرت نے اونکی طرف دیکہا نگاہ پر تاثیر کے پڑنے سے مارے خوف کے کانپنے لگے اور سر نیاز زمین پر رکہہ کے کہنے لگے کہ یا شیخ ہم آپکے بندہ بے درم ہین ہم پر شفقت کرو ہم سب مسلمان ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین آپنے اونکو کلمہ طیبہ پڑہایا بعد اسکے ہر ایک اونمین سے خدا رسیدہ ہوا -

روایت ہے کہ جسدم حضور کے باورچیخانہ مین کسی چیز کی ضرورت ہوتی خادم اگر عرض کرتا آپ زیر مصلے سے بقدر کفایت اوس روز کے درم و دینار عطا فرماتے اور

جب سائل آتا تو اوسکے واسطے بھی یہی طریقہ حضرت خواجہ کی داد و دہش کا تھا۔

نقل ہے کہ ایک وقت حضرت خواجہ مع مصاحبون خاص جلسہ مین رونق افروز تھے کہ ایک آدمی پتورا کے لشکر کا چھری آستین مین چھپائے ہوئے بہ قصد ہلاکت حضرت خواجہ کے آیا اور اپنے سر کو زمین پر رکھکر جیساکہ دستور معتقدون کا ہے بیٹھ گیا اور اپنا بہ نیت بیعت حاضر ہونا ظاہر کیا حضور بار بار اوسکی طرف دیکھتے اور تبسم فرماتے تھوڑی دیر بعد زبان درفشان سے ارشاد ہوا کہ درویشون کے پاس جو شخص آتا ہے دو بات سے آنا اوسکا خالی نہین یا بہ نیت عقیدت یا بہ خیال اذیت ان دونون باتون مین ایک بات اختیار کر جب حضرت خواجہ نے یہہ فرمایا وہ شخص کھڑا ہو گیا اور چھری اپنی آستین سے نکالکر پھینک دی اور تائب ہو کر مرید حضرت کا ہو کے ایسا خوش عقیدہ ہوا کہ جو کام حضرت فرماتے اوسکو وہ بخلوص قلب انجام پہونچاتا آخرکار جب تکمیل کو پہونچا بہتین حج ادا کئے بالآخر مکہ معظمہ مین وفات پائی مدفن اوسکا درمیان مجاوران خانہ کعبہ مقدسہ کے ہوا۔

روایت ہے کہ جس زمانہ مین حضرت خواجہ بزرگ نے سکونت اجمیر کی اختیار فرمائی تھی حاجی لوگ جو آتے وہ بیان کرتے کہ آپکو ہم ہمیشہ طواف خانہ کعبہ مین دیکھا کرتے تھے یہانکے باشندے جواب دیتے کہ حضرت خواجہ ہمیشہ دولتخانہ خاص مین معتکف رہتے ہین بلکہ جب سے یہان تشریف لائے ہین حج کو تشریف لیجانے کا اتفاق نہین ہوا وہ لوگ متحیر ہوتے آخر جب سب حاجیونکی زبانی ایسا سنا گیا ہے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ ہر شب خانہ کعبہ کو جاتے ہین اور نماز صبح کی اجمیر مین جماعت سے ادا فرماتے ہین ۔۔ مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند۔

مفتاح السعادت سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ بزرگ اور شیخ اوحد الدین کرمانی و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کسی مقام پر بیٹھے ہوئے ہر ایک قسم کے

کلمات قدسی آیات فرمارہے تھے کہ ایک لڑکا لکڑیکا پیالہ ہاتھہ مین لئے ہوئے اوس طرف سے گزرا نظر فیض اثر حضرت خواجہ کی اوس طفل خوردسال پر پڑی فرمانے لگے کہ ایک روز یہہ لڑکا ہندوستان کا بادشاہ ہوگا لوگون نے اوسکا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسکا نام شمس الدین ہے چنانچہ ایساہی ہوا کہ بعد فوت ہونے قطب الدین ایبک بادشاہ دہلی کے شمس الدین معروف بہ سلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی ہوا۔

مناجات

حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہین کہ جس شخص کو کوئی مہم درپیش آوے یہہ مناجات ایک مرتبہ ہر روز بوقت معین واسطے برآمد حاجات دینی اور دنیوی کے پڑھا کرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ بزرگی و جباری لا الہ الا اللہ رحیمی و غفاری لا الہ الا اللہ مرا بخلق نگذاری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الٰہی بحرمت و برکت یکصد و چہاردہ سورہ قرآن الٰہی بحرمت و برکت شش ہزار و ششصد و شصت آیہ قرآن الٰہی بحرمت و برکت حروف مقطعات قرآن الٰہی بحرمت و برکت سہ صد و بست و یک لک و ہزار و ششصد و نود و نہ حروف قرآن الٰہی بحرمت و برکت نود و نہ نام باریتعالےٰ الٰہی بحرمت و برکت ملائکہ مقربین الٰہی بحرمت و برکت اصحاب رسول اللہ الٰہی بحرمت و برکت سادات الٰہی بحرمت و برکت سہ صد مرد نقبا الٰہی بحرمت و برکت ہفتاد مرد نجبا الٰہی بحرمت و برکت چہل مرد ابدال الٰہی بحرمت و برکت ہفت مرد اوتاد الٰہی بحرمت و برکت یک مرد غوث الٰہی بحرمت و برکت یک مرد قطب الٰہی بحرمت و برکت جمیع علما و فقہا الٰہی بحرمت و برکت زہاد و عباد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خداوندا

ملکا بادشاہا مہمات دینی و دنیاوی من بندہ را بنظر عنایت خود راست آر با جمیع مسلمانان آمین رب العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حضرت خواجہ فرماتے ہین کہ جسوقت آدمی خواب سے جاگے تو اوسکو لازم ہے کہ سیدہی کروٹ سے اولٹی اور یہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی انزل الرحمۃ والبرکات بعد اسکے بیت الخلاسے فارغ ہوکے وضو کرے اور نماز دوگانہ ادا کرکے جانماز پر بیٹھے اگر یاد ہو تو ستر بار آیہ سورہ بقر اور تیس بار آیہ سورہ یوسف پڑہے اور ستر مرتبہ کلمہ طیبہ پڑہکر دو رکعت سنت صبح ادا کرے رکعت اول مین فاتحہ ایک بار اور الم نشرح ایک بار اور دوسری رکعت مین بعد فاتحہ الم ترکیف اور بعد فراغ سنت کے سورہ مزمل ایک بار اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ پڑہ کے فرض نماز ادا کرے اور رو بقبلہ بیٹھے اور دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی و یمیت وھو حی لا یموت ابدا ابدا ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر پڑہے اور تین بار اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ اور تین مرتبہ درود شریف اور تین مرتبہ کلمہ تمجید پڑہے جب آفتاب برآمد ہو نماز اشراق ادا کرے ترکیب اوسکی یہہ ہے کہ دس رکعت دوگانہ بہ نیت اشراق شفعہ اول مین الحمد ایک بار اور آیت الکرسی واذا زلزلت الارض ایکبار اور رکعت دوم مین فاتحہ یکبار اور سورہ انا انزلنا ایک بار اور شفعہ سوم مین فاتحہ ایک بار و انا اعطینا ک الکوثر ایک بار اور شفعہ چہارم مین فاتحہ ایک بار و اخلاص ایکبار اور شفعہ پنجم مین فاتحہ و معوذتین ایک بار جب فارغ ہووے دس بار درود شریف پڑہے بعد اسکے نماز چاشت ادا کرے بارہ رکعت ۳ سلام سے ہر رکعت مین بعد فاتحہ سورہ والضحی ایک بار بعد سلام کے سبحان اللہ و الحمد للہ

آخر تک اور سو بار درود شریف پڑہے بعد اسکے تلاوت قرآن شریف مین مشغول
ہو اوسوقت تک کہ وقت استوا آوے نماز استوا گزارے چار رکعت ہر رکعت
مین فاتحہ ایکبار اور اخلاص پچاس بار بعدہ قیلولہ کرے جب وقت ہو نماز ظہر
ادا کرے اسکے بعد صلوۃ الخضر کی دس رکعت ہر رکعت مین الم ترکیف سے قل اعوذ
برب الناس تک پڑہے امید ہے کہ حضرت خضر سے ملاقات حاصل ہو بعد اسکے
سورہ فتح پڑہ کے سورہ والنازعات پڑہے مشایخان دین فرماتے ہین کہ جو شخص
سورہ والنازعات پڑہیگا قبر مین نرہیگا یعنی زندہ ہوجاویگا - بعدہ نماز شام
ادا کرے دو رکعت نماز حفظ الایمان ادا کرے اور سر بسجدہ ہو کر تین بار یاحی
یاقیوم ثبتنی علی الایمان بعدہ سورہ واقعہ پڑہے اور دس بار درود شریف
بہیجے - اوسوقت صلواۃ الاوابین ادا کرے چہ رکعت ہر رکعت مین فاتحہ ایک بار
اور سورہ اخلاص تین بار بعد اسکے ذکر اور درود شریف مین مشغول ہو جب
وقت نماز کا گزر جاوے کہے اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک بعدہ
نماز عشا ادا کرے اور سر بسجدہ ہو کر تین بار یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان اور یہہ
دعا پڑہے اللھم انی اسئلک برکۃ فی العمر وصحۃ فی البدن وراحۃ فی المعیشۃ و
وسعۃ فی الرزق وزیادۃ فی العلم ثبتنا علی الایمان بعد اسکے رات کے تین حصہ
مقرر کرے اول قسم نماز مین قسم دوم ذکر مین قسم سوم تلاوت مین اور آخر
شب نماز تہجد ادا کرے جو کچہ جانتا ہو پڑہے -

نقل ہے کہ ایک وقت حضرت خواجہ بزرگوار یاد پروردگار مین مستغرق تہے
اور ابواب عالم علوی منکشف ہو رہے تہے اسی اثنا مین ایک مرید حضرت کا آیا
اور والی شہر کا شکوہ کیا کہ مجہکو بلا قصور شہر بدر کرنیکا حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا
کہ والی شہر کہان ہے یعنے وہ دنیا مین نہین رہا مگر وہ شخص اس رمز کو نہ سمجھا اور

عرض کی کہ سوار ہو کے میدان کیطرف گیا ہے فرمایا کہ جا وہ گھوڑے سے گر کے
مر گیا مرید حضرت کا باہر آیا کیا سنتا ہے کہ شہر مین شور وغل برپا ہے لوگون سے
دریافت گیا کہنے لگے کہ والی شہر نے گھوڑے سے گر کے جان دی۔
نقل ہے کہ رائے پتھورا نے جب کمالات حضرت خواجہ کے مشاہدہ کیئے کف افسوس
ملے اور یہہ کہنے لگا کہ اس درویش نے بزور کرامت مجھکو عاجز کر دیا ہے اگر
کام شمشیر سے پڑتا اوسوقت بڑی جرائت معلوم ہوتی کسی شخص نے آپ سے یہہ
عرض کی کہ رائے پتھورا کو اپنی ہمت اور شمشیر زنی کا بڑا غرور ہے چنانچہ اوسنے
ایسا کچھہ اپنے حضار مجلس سے کہا آپنے تبسم فرماکے اوس شخص کو یہہ جواب دیا کہ اگر
اوسکا ایسا حال ہے تو یہہ دعوی بہی اوسکا ہم باطل کر دیتے ہین جو کہ قبل
ازین سلطان شہاب الدین غوری شکست رائے پتھورا سے پاچکا تہا اور بعد
شکست پانے کے اوسکو ہمیشہ رنج والم لاحق رہتا ایک شب خواب مین تہا کیا دیکھتا
ہے کہ ایک بزرگ فرشتہ صورت تشریف لائے اور اپنے دست خاص سے تاج ہی
سلطان کے سر پر رکہا اور شمشیر کمر مین باندہی اور یہہ ارشاد ہوا کہ قصد محاربہ کا
رائے پتھورا سے کر بعون وعنایت باری تجھکو فتح ونصرت رائے پتھورا پر حاصل
ہوگی سلطان بیدار ہوا اور اس بشارت سے اپنے جامہ مین پہولا نہ سمایا اوسیوقت
فوج کو ساز وسامان سے آراستہ کرکے روانہ ہوا اور رائے پتھورا پر فتحیاب
ہوا اور اوسکو زندہ گرفتار کرکے قتل کیا۔
نقل ہے کہ بعد عطا زمانے خلافت کے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے
خواجہ بزرگوار کو ارشاد فرمایا کہ اے معین الدین خرقہ درویشونکا تمنے پہنا
ہے لازم ہے کہ کام درویشونکا کرو اور کام درویشونکا فقر وفاقہ کھینچنا اور
محنت ورنج دیکھنا غم واندوہ چکھنا ہے درویش اپنے غم واندوہ مین شادمان

رہتا ہے فقیرون غریبون سکینون سے اوسکو محبت چاہیے اور اونکی مصاحبت
اختیار کرے دنیا و اہل دنیا سے پرہیز کرے جب درویش ایسا ہوگا محب حضرت
ذوالجلال ہوگا بعد اسکے حضرت شیخ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا الٰہی معین الدین کو
قبول فرما ہاتف نے آواز دی کہ ہمنے قبول کرکے سر حلقہ مشایخونکا کیا حضرت خواجہ
نے اوسوقت مناجات کی کہ الٰہی ایک اور عرض ہے جیسا اپنے فضل و کرم سے اس
درویش معین الدین کو قبول فرمایا ہے میرے اور مریدون کو بھی مقبول درگاہ
اپنی کا فرما آواز آئی کہ اے معین الدین جو شخص تمھارے شجرہ اور خانوادہ مین
داخل ہوگا تا بروز قیامت سب کو ہمنے قبول کیا بعض کلمات قدسی آیات حضرت
پیر دستگیر کے یہہ ہین یعنے فرمایا آپنے کہ دل عاشق کا آتشکدہ سوختہ آتش محبت
جناب الٰہی ہے جو شے اوسمین پڑے فوراً جلجاوے اور نابود ہووے اسلیے کہ
کوئی آگ بالاتر آتش محبت سے نہین ہے۔ فرمایا آپنے کہ ندی اور نالون سے
پانی جاری ہوتا ہے اور آواز اونکی پرشور ہوتی ہے جسوقت کہ سمندر مین پہونچتے
ہین ساکن ہوجاتے ہین ایسا ہی حال طالبان واصل حق کا ہوتا ہے کم بولتے
ہین اور جوش خروش دنیوی زایل ہوجاتا ہے فرمایا آپنے کہ میرے پیرومرشد
فرماتے تھے جس کسی مین یہہ تین خصلتین ہونگی حق سبحانہ تعالے اوسکو دوست
رکھیگا اول سخاوت مانند سخاوت دریا کے دوسرے شفقت مثال شفقت آفتاب
کے سوم تواضع مانند تواضع زمین کے۔ قول صحبت نیکونکی بہتر ہے کار نیک سے اور
صحبت بدون کی بدتر ہے کار بد سے قولہ محبت وہ ہے کہ مطیع رہے اور ڈرے کہ
مبادا دوست نکال نہ دے۔

قولہ اہل حقیقت کو دس چیزون کا عمل کرنا لازم ہے اول یہہ کہ سالک خدا رسیدہ
یہہ دوسرے صحبت نیک سے خلوص اور صحبت بد سے نفرت جب واصل حق ہوگا

خلقت سے آزاد اور کسیکو گبر و ترسا سے دشمن نہ جانے بلکہ صلح کل اختیار کرے
کہ سب ایک ماباپ کی اولاد ہین اور سب آدمیونکو عاجز اور ضعیف جانے اور اپنے
کو سب سے کمتر تیسرے شفقت ساتھہ خلق اللہ کے یعنی وہ بات اون سے کہے جو
دنیا و آخرت مین اونکو فائدہ بخشے چوتھے تواضع سب آدمیونکو حرمت سے دیکھے
اور اونکو عزیز رکھے پانچوین رضا و تسلیم ششم تحمل یعنے صبر اختیار کرنا ساتوین
بے طمع ہو کہ طمع ام الخبائث یعنی ماں سب بدی کے ہے آٹھوین قناعت نہم آزادی
یعنے اپنے ہاتھہ یا زبان سے کسیکو آزار نہ پہونچاوے بلکہ حتی المقدور راحت دیوے
دسوین تمکین۔

مونس الارواح مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کا حجرہ متبرکہ ابتک قصبہ جیل مین موجود
ہے پہر آپ جیل سے ہمدان اور ہمدان سے تبریز اور استر آباد اور ہرات تشریف
لیگئے اوسجگہہ کا حاکم محمد یادگار نام مذہب شیعہ رکہتا تہا آپ اوسکے باغ مین
پہونچے اور لب حوض قیام فرمایا اتفاقاً ایک روز محمد یادگار واسطے سیر گل و گلزار
کے اوس باغ مین آیا جبکہ حوض کے قریب پہونچا آپکو دیکہکر غضبناک ہوا آپ نے
جو ہین آنکہہ اوٹہا کر اوسکی طرف دیکہا فی الفور غش مین آکر بیہوش ہو کر گر گیا
حضرت خواجہ بزرگ نے جب اوسکو اس حال مین دیکہا حوض سے پانی لیکر اوسکے مونہہ
پر چہڑکا جب ہوش آیا اوسیدم اپنی کردار باطل سے تائب ہو کر مع اعیان و ارکان
کے مرید ہوا چندروز مین فیض صحبت حضرت خواجہ بزرگ سے تکمیل کو پہونچکر خرقہ
خلافت پایا اور خلافت صوری و معنوی ملک ہرات پر مامور ہوا بعد اسکے حضرت
خواجہ ہرات سے متوجہ بلخ کے ہوئے اور چندے نزدیک شیخ احمد خضرویہ کے اقامت
کی اوسجگہہ ایک حکیم ضیاؤ الدین نامی نہایت مغرور و متکبر علم حکمت مین بہرہ کامل
رکہتا تہا اور درویشون سے منکر تہا ایک روز آپ واسطے شکار کے تشریف فرما

ہوئے اور دامن کوہ کے پاس کلنگ کا شکار تیر سے کیا آگ روشن کر کے کباب طیار
فرمانے مین مصروف تھے اتفاق سے حکیم ضیاء الدین بھی وہان آپہونچا اور آپ
کے پاس بیٹھا آپ نے کباب طیار ساختہ سے حکیم کو دیا بمجرد کھانے کباب کے زمین
پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا نہایت عقیدت سے مرید ہو کر جسقدر
کتب حکمت اوسکے کتب خانہ مین موجود تھین سب کو دریا مین ڈالکر کاملان وقت
سے ہوا بعد اسکے حضرت خواجہ بزرگ بلخ سے غزنین اور غزنین سے لاہور اور
دہلی ہوتے ہوئے اجمیر مین تشریف لائے۔ نقل ہے کہ ایک روز بعد نماز صبح کے
ایک آدمی حضور کی خدمت مین حاضر ہو کر بچشم اشکبار و دیدہ خونبار عرض کرنے
لگا کہ حاکم ظالم نے میرے فرزند کو بے جرم و گناہ قتل کیا ہے آپکی درگاہ عالی سے
امید انصاف کی رکھتا ہون آپ یہہ حال سنکر مقام سکونت سے روانہ ہو کر
بالین مقتول پر پہونچے اور اوس مقتول کے سر کو اوسکے جسم سے ملا کر فرمایا کہ اے
جوان اگر حاکم ظالم نے تجھکو ناحق قتل کیا ہے تو خدا کے حکم سے زندہ ہو جا یہہ کہنا تھا
کہ فی الحال جسم اوسکا جنبش مین آیا اور زندہ ہو گیا۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت
خواجہ راستہ مین چلے جاتے تھے اور شیخ علی نامی مرید آپکے ساتھہ تھے ایک شخص
آیا اور شیخ علی کو پکڑ لیا اسواسطے کہ چند درم قرضہ کے شیخ علی کے ذمہ اوس کے
تھے وقوع اس حال سے حضرت خواجہ بزرگ نے بملایمت قرضخواہ سے مخاطب ہو کر
فرمایا کہ چند روز کی مہلت دے اسمین وہ تیرے درم ادا کر دیگا اوس نے
فرمانا حضور کا قبول نہ کیا اور گستاخانہ جواب دیا کہ اگر آپ اسکی شفاعت کرتے
ہو تو اپنے پاس سے قرضہ اوسکا ادا کر دیجئے یہہ جواب اوسکا سنکر حضور کو
جوش حمیت آیا اور ردائے نورانی جو زیب دوش پردہ پوش حضور کے تھی
زمین پر بچھادی فی الفور آپکی کرامت سے درم و دیناروں سے ردائے مبارک

پڑا ہو گئی آپ نے اوسکو فرمایا کہ اپنا حق انمین سے لیلے اور زیادہ طلبی نکر اوس شخص نے ہاتھ دراز کر کے چاہا کہ اپنے حق سے زیادہ لے فی الحال ہاتھ اوسکا خشک ہو گیا یہہ حالت دیکھکر فریاد و زاری کرنے لگا اور آپکے قدم مبارک پر گر پڑا توبہ و فریاد کی آپنے دست مبارک اپنا اوسکے دست بیکار پر پھیرا اوسیدم آپکے دست شفا سے اوسکا ہاتھ جو خشک ہو گیا تھا اچھا ہو گیا ہ

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

نقل ہے کہ حضرت خواجہ خدمت خواجہ عثمان ہارونی سے رخصت حاصل کر کے مکہ شریف مین آئے اور مکہ معظمہ سے واسطے زیارت روضہ رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ مین گئے عرصہ تک روضہ شریف کی خدمت کرتے رہے ایک روز روضہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آواز آئی کہ اے معین الدین حسن ولایت ہند ہمنے تمکو بخشی اجمیر کو جاؤ کیونکہ کفر اوس سرزمین مین بہت ہے تمہارے جانے سے حق تعالےٰ اسلام کو قوت دیگا یہہ حکم سنکر آپکو حیرت دامنگیر ہوئی کہ بار خدایا اجمیر کہان ہے اسی تردد مین آنکھ لگ گئی اور حضرت رسول خدا نے طرفۃ العین مین تمام عالم شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک آپکو دکھلا دیا اور قلعہ اور کوہسار اجمیر کا بھی نشان تبلا دیا اور ایک انار بہشتی آپکو عطا فرما کر رخصت کیا جسدم آپ بیدار ہوئے ہندوستان کا قصد کیا ہر ایک بلاد و امصار مین کامل کامل بزرگون سے ملاقات کی اوسوقت چالیس درویش ہمراہ آپکے تھے کہ آپ براہ غزنین و لاہور و دہلی جانب اجمیر راہ نورد ہوئے اوس زمانہ مین راجہ پتھورا تخت نشین اجمیر کا تھا مادر اسکی علم نجوم مین بہرہ کامل رکھتی تھی اوس نے بارہ سال پہلے راے پتھورا کو یہہ خبر دی تھی کہ ایک درویش تیرے ملک مین آویگا اور راج تیرا خاک مین ملا دیگا اسوجہ سے رای ہر کو

ہمیشہ غمگین رہتا تھا بلکہ راجہ کی مان نے حلیہ تک خواجہ صاحب کا علم نجوم سے بتا
دیا تھا الغرض راے پتھورا نے اوس حلیہ کو جا بجا بھوایا اور راجہ بابوؤن کے
نام فرمان جاری کئے کہ جو کوئی نو وارد بہ حلیہ کے مطابق تمہارے یہان آوے
بہت جلد اطلاع اوسکی کرو بلکہ بحفاظت وحراست روانہ اجمیر کرو القصہ اکثر راجہ جو
مطیع اور فرمان بردار پتھورا کے تھے درپے تلاش آپکے رہے جب کہ آپ قطع
منازل کرتے ہوئے قصبہ سمانہ حوالی پٹیالہ مین پہونچے راے پتھورا کے آدمی جو
اوس جگہہ موجود تھے اونہون نے آپ کو دیکھا اور حلیہ سے مطابق پایا براہ
فریب التماس کرنے لگے کہ آپکے لئے رہنے کی جگہہ تجویز کرین اوس جگہہ آپ کو سبطرح
آرام ملیگا اوسوقت حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا تو کیا دیکھتے ہین کہ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین اے معین الدین قول ان لوگونکا ہرگز منظور
نکرنا اسلئے کہ انکی نیت مین شر ہے پس آپ اون سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ درویش
کو بجز ذات خداوند تعالےٰ کسی سے غرض نہین ہے بعد اسکے جو واقعہ آپنے مراقبہ
مین مشاہدہ کیا تھا یاران ہمراہی سے ظاہر کیا اور اجمیر کیطرف روانہ ہوئے بعد طے
منازل کے دسوین تاریخ محرم کو کہ اوسوقت مین ہجری پانسو اکسٹھ تھے اجمیر مین
پہونچکر ایک سایہ دار درخت کے نیچے آپنے ارادہ قیام کا کیا تھا ایک آدمی نے آواز
دی کہ یہان راجہ کے اونٹ بیٹھا کرتے ہین تم اور جگہہ پر ٹھیرو آپ نے فرمایا کہ راجہ
کے اونٹون سے ہمکو کیا غرض ہے بیٹھے رہنے دو اوسوقت خواجہ بزرگ معہ مردمان
ہمراہی بالاے آنا ساگر اوسمقام پر کہ جہان اب آپکا چلہ بنا ہوا مشہور ہے ایک درخت
سایہ دار کے نیچے ٹھہرے آپکے ہمراہیون مین بعضون نے شکار کے کباب طیار کئے
اور بعضے سیر کرتے ہوئے تالاب بیسلہ پر جا نکلے اوسوقت کنارہ تالاب پر صدہا
بتخانے تھے کئی من تیل اور پھول روشنی وخوشبو مین صرف ہوتا تھا انہون نے

ارادہ طہارت کا کیا برہمن لوگ منع کرنے لگے اور مستعد فساد ہوئے ناچار خادمون
نے واپس آکر تمام حال بتخانون کا اور آمادہ ہونا قوم برہمن کا فساد پر روبرو حضرت
خواجہ کے بیان کیا آپنے چھاگل مین پانی تالاب بیسلہ اور آناساگر کا بزور کرامت
بند کردیا گویا دریا کوزہ مین سماگیا۔ فوراً آب تالاب آناساگر اور بیسلہ کا خشک
ہوگیا چونکہ حوالی شہر مین کوئی چشمہ بجز ان دونون چشمون کے نتھا بلکہ اور جو حوض
وکنوئین تھے سب کے سب دفعتاً سوکھہ گئے یہانتک کہ شیر زنان طفل دار اور چہار
پایونکا خشک ہوگیا الغرض جب خبر آنے حضرت خواجہ صاحب کی اور نہ اوٹھنے
اونٹونکی جاے نشست سے اور خشک ہوجانے آب تالاب بیسلہ و آناساگر اور
شدت پیاس وبیقراری رعیت کی راے پتھورا نے سنی بہت گھبرایا اور تمام حال
اپنی ماسے جاکر بیان کیا اوس نے سب حقیقت سنکر جواب دیا کہ یہہ ہی درویش
ہے جسکے آنے کی خبر تجھکو دی تھی مگر کسی طرح کی ایذا اور تکلیف اسکو نہ دینا بلکہ
تعظیم اور تواضع سے پیش آنا چاہئے کہ یہہ موجب تیرے فائدہ کا ہے اور اوسکے
ناخوش کرنے سے سرتاسر نقصان ملک و دولت کا اوٹھانا ہوگا یہہ گفتگو سنکر راے
پتھورا نے واسطے خبر پہونچانے اس حادثہ کے کسی آدمی کو پاس جوگی اجیپال کے
کہ وہ بڑا جادوگر اور راجہ کا گرو تھا بھیجکر مدد چاہی اجیپال نے جواب دیا کہ راجہ
سے کہدو یہہ جادوگر ہے مین تدبیر اسکے مدافعہ کی کرتا ہون الغرض اوسی حالت
اضطراب مین راے پتھورا نے دوسرا آدمی جوگی مذکور کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین
اوس درویش کا دیکھنا چاہتا ہون تم اپنی تدبیر کرکے جلد آؤ جسوقت راے مذکور
اپنے محل سے نکلا راہ مین کوئی امر بیہودہ نسبت خواجہ بزرگ کے تجویز کیا اوسیوقت
اندھا ہوگیا جب اوس قصد کو دل سے دور کیا آنکھین بدستور روشن پائین
چنانچہ سات دفعہ نابینا اور بینا ہوا آخر کار اوس ارادہ باطل کو دل سے دور کرکے

خدمت حضور خواجہ غریب نواز مین حاضر ہوا۔

فصل دوسری

واضح ہو کہ اودہر تو راے پتہورا آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور اسطرف سے اجیپال جوگی فن جادوگری مین کامل علم سحر کا عامل پندرہ سو جادو کے چکر اور سات سو اژدر خونخوار سے جنپر ہر ایک ساحر عذرا سوار تہا سحر کی نیرنگیان دکہاتا ہوا چلا حضرت خواجہ صاحب پر یہہ بات ظاہر ہوئی کہ جوگی اجیپال بڑے زور شور سے واسطے مقابلہ کے چلا آتا ہے پہلے آپنے وضو کیا اور ایک حصار دور تک کہینچا جسکے اندر تمامی خدمتگذار بیٹہہ گئے یکایک غولان بیابانی اور فرعون باسامانی ساحرون کا نمودار ہوا اور انواع انواع کے سحر کرنے لگے الغرض عرصہ تک کوئی دقیقہ جادو کا باقی نرکہا جب کوئی منتر اور جادو موثر نہوا تو اون پندرہ سو چکر کو ایکبارگی آپ کیطرف پہینک مارا گروہ بہی سب رد ہوکر وبال جان ساحرونکے ہوئے اور جسقدر اژدہاے آتش فشان تہے سب زمین پر سر مار مار کر مر گئے کہتے ہین کہ اجیپال جوگی کے چکرون مین تاثیر سحر اس درجہ تہی کہ جو کسی جادوگر سے لڑتا یا کوئی اوس سے مدد طلب کرتا تہا اپنے چکرون کو جانب مخالف پہینکتا وہ سو سو کوس تک معلق ہوا مین جاکر دشمن کو قتل کرتے تہے القصہ جب راجہ پتہورا اور اجیپال جوگی نے یہہ حال دیکہا اور تمام آدمی بہ سبب نایابی آب کے قریب ہلاکت کے پہونچے عاجزی کرنی شروع کی حضرت خواجہ نے اجیپال جوگی سے فرمایا کہ اوس چہاگل کو اوٹہالا ہر چند اجیپال نے ارادہ اوٹہانے چہاگل کا کیا نہ اوٹہی نہایت لاچار ہوا آپنے فرمایا کہ یہہ سحر اور جادو نہین ہے جو رد ہو جاوے یہہ چہاگل مردان راہ خدا کی ہے کتاب مونس الارواح سے منقول ہے کہ ایک جن تہا جس سے پتہورا نہایت اعتقاد رکہتا تہا اور باعث

دولت واقبال اوس جن کے طفیل سے جانتا تھا بمجرد تشریف آوری حضرت خواجہ صاحب کے جن مذکور خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا آپ نے اوسکو مسلمان کرکے نام اوسکا عبد اللہ عرف شادی رکھا اوسدم آپنے اوس جن کو حکم چھاگل لانیکا دیا شادی جن چھاگل اوٹھالایا آپنے اوس چھاگل سے تھوڑا سا پانی تالاب بیسلہ اور آناساگر کیطرف ڈالدیا فرمان الٰہی سے کل چاہ وچشمے پر آب ہو گئے اور بھی آپنے دعا کی کہ تھوڑا کے اونٹ اوٹھہ کھڑے ہوئے مشاہدہ اس کرامت سے جو بضرورت خواجہ صاحب سے ظاہر ہوئی اور مسلمان ہو جانے جن سے مخالف کف افسوس ملنے لگے اور نہایت حیران ہوکر کہنے لگے کہ ہمنے تمام عمر پرستش اس جن کی اور خدمتگذاری اجیپال کی کی خزانہ کثیر انکے اصراف مین خرچ کیا لیکن حیف ہے کہ ان سے کچھ بھی مطلب نہ نکلا آخرکار اجیپال جوگی نے عرض کی کہ آپنے بارگاہ ایزدی مین کیا منصب پایا ہے اور کس مقام والاتک آپکی رسائی ہے آپنے فرمایا کہ اول جو بات تونے حاصل کی ہے وہ دکھلا اوسوقت اجیپال نے پوست آہو کو ہوا پر ڈالا کہ وہ مرگ چھالا ہوا پر بچھ گیا بعد اسکے جبس دم کرکے ایک جست کی اور اوس پوست پر جا بیٹھا یہ حال دیکھکر تھوڑا اور اوسکے ہمراہی بہت خوش ہوئے جسوقت اجیپال نے ہوا پر پرواز کیا تھا تو حضور مراقبہ مین تھے جب کچھ عرصہ گزرا ارشاد ہوا کہ اجیپال کہانتک پہونچا خدمت گزارون نے عرض کیا کہ برابر ایک مرغ کے دکھلائی دیتا ہے بار دگر بعد ایک لحہ کے عرض کی کہ اب نظرون سے غائب ہوگیا اوسوقت حضور نے نعلین چوبین کیطرف اشارہ کیا فوراً وہ ہوا ہوئین اور رفتہ رفتہ اجیپال تک پہونچکر سرکوبی شروع کی آواز ضرب کی اور شور و فریاد داد بیداد اجیپال کی حاضرین نے سنی پاپان کار زد و ضرب کرتے ہوئیں اوسکو زمین پر لائین آخر اجیپال قدم مبارک پر گر گیا اور امان چاہی

حضرت خواجہ بزرگ نے نعلین کو سر کوبی سے منع فرمایا جوگی اجیپال عرض کرنے لگا
کہ اب امیدوار اس بات کا ہون یعنے حضور بہی اپنا رتبہ عالی دکھلا دین آپ
نے وہین مراقبہ کیا اور روح پرفتوح نے عالم بالا کو عروج کیا جو کہ اجیپال نے
بہی بہت کچھہ ریاضت شاقہ سے قوت استدراج حاصل کی تہی اوس نے بہی مراقبہ
کیا اور روح اوسکی عقب روح پاک حضرت کے چلی جب قریب آسمان اول کے
پہونچی حضور کی روح مقدس تو بالائے آسمان عرش پرواز ہوئی اور اجیپال
کی روح آسمان کے نیچے رہ گئی مطلق راہ نہ ملی اوسوقت عاجزی اور زاری
شروع کی اوسوقت آپ ترحم کرکے ہمراہ اپنے عالم بالا کو لیگئے اور زیر عرش برین
پہونچے بہ برکت روح مطہر حضرت خواجہ بزرگ کے حجاب اجیپال کی روح کے سامنے
سے اوٹہا لیا گیا تعظیم اور ادب فرشتگان ملاء اعلیٰ کا کہ روح پاک حضور سے
کرتے تہے دیکہا جبکہ روح منور نے اوس جگہہ سے ارادہ بازگشت کا کیا اور آسمان
اول تک واپس آکے دوسری بار پہر ارادہ عروج کا کیا اجیپال نے بہی ثانیاً استمداد
ہمراہی رکاب کی چاہی اور یون عرض کی کہ مجھکو یہان تنہا نہ چھوڑیے کیلئے کہ حضور
کے ہمراہ رہکر قدرت حق جل وعلی کی دیکھون آپنے فرمایا کہ تو لایق سیراون مقامات
کے اوسوقت ہوگا جو صدق دل سے خدا اور رسول خدا پر ایمان لاوے اجیپال
نے بصدق تمام قبول کیا اور کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون لیکن امیدوار اس
بات کا ہون کہ تا قیامت زندہ رہون آپ نے دعا کی اور دست مبارک اجیپال
کے سر پر پہیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے تو زندہ رہیگا اجیپال نے کلمہ شہادت پڑہا
اوسوقت حضور کی روح نے روح اجیپال کو ہمراہ لیکر عروج کیا یہانتک کہ قریب عرش
اعظم کے پہونچے الغرض عجائب غرائب آسمانون کے ملاحظہ فرماکر مراجعت کی آپنے
چشم حق بین مراقبہ سے کہولی کہ اجیپال کلمہ طیب کہتا ہوا قدمو نپر گرا اس عرصہ مین

واسطے مشاہدہ حق و باطل کے ایک خلقت جمع ہو گئی تہی جب یہہ حالت اجیپال کی
راے پتہورا نے دیکہی سخت حیران اور از حد پشیمان ہو کر اپنے گہر گیا کہتے ہین کہ اجیپال
ابتک زندہ ہے کوہستان اجمیر شریف مین سیر کرتا ہے اور ہر روز زیارت روضہ
شریف کیواسطے آیا کرتا ہے زمانہ جاہلیت مین جس مقام پر کہ رہتا اور کڑی کڑی
ریاضتین کرتا تہا اب تک اجمیر کے غربی تین کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اور
نام اوسکا عبد اللہ بیابانی مشہور ہے اکثر مردمان نواحی اجمیر سے سنا گیا کہ ہم راستہ
بہول گئے تہے عبد اللہ بیابانی نے ہمکو راستہ بتایا اور بعضون نے وقت شب
جب درگاہ شریف کے دروازے بند ہو جاتے ہین اوسی جوگیانہ وضع سے اوسکو
آستانہ مین جاتے ہوئے دیکہا ہے القصہ حضور خواجہ ممدوح نے راے پتہورا کو
ہدایت مسلمان ہونیکی فرمائی لیکن وہ بدبخت ایمان نہ لایا المختصر اجیپال اور شادی
جن منت سماجت کرکے حضرت خواجہ کو مقام شادی پہ لائے آپ نے وہ جگہہ پسند
فرمائی جماعت خانہ اور عبادت خانہ اور باورچیخانہ بنوایا جس مقام پر کہ مطبخ خاص
تہا اب وہان روضہ مبارک آپکا ہے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے
جو مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے ہین نقل ہے کہ ایک شخص پتہورا کے پاس
سے بہ نیت مرید ہونے کے خواجہ صاحب کے پاس آیا آپنے اوسکو مرید نہ کیا اوس
نے آپکی شکایت پتہورا کے روبرو کی راے مذکور نے کسی آدمی کو بہیجکر سبب
مرید نکرنیکا دریافت کرایا آپ نے جواب دیا کہ تین چیز کے سبب سے جو اوس شخص مین
ہین اور نہ کبہی اوس سے جاوینگی اول تو یہہ گنہگار بہت بڑا ہے دوسرے ہمارے
طریقہ کا نہین ہے اور ہم ایسے شخص کو کلاہ نہین دیتے جو غیر کے روبرو سر جہکاوے
تیسرے لوح محفوظ پر مینے لکہا دیکہا ہے کہ وہ اس جہان سے بے ایمان جاویگا
جب یہہ جواب راے پتہورا نے سنا بہت برہم ہو کر کہنے لگا کہ یہہ درویش غیب کی

باتین کرتا ہے اس سے کہدو کہ میرے شہر سے چلاجاوے جب یہہ حقیقت آپ نے سنی ہنسکر راجہ سے کہلا بھیجا کہ تین روز کی مہلت ہمکو دیوے آمین یا تو وہ خود چلاجاویگا یا ہم اوسی عرصہ مین سلطان اسلام معزالدین بن محمد سام کا لشکر یورش کرکے آیا اور راجہ پتھورا اوسکے مقابلہ کو گیا اور زندہ گرفتار ہوا۔

انتخابی ترجمہ کتاب طبقات ناصری تالیف قاضی منہاج الدین جرجانی علیہ الرحمتہ کہ معاصر سلطان شمس الدین التمش اور سلطان ناصر الدین محمود کی تھی انار اللہ برہانہما

ازنسخہ مطبوعہ کلکتہ

احوال ۵۸۷ھ ہجری صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹

چنانچہ طبقات ناصری سے ستنبط ہے کہ ۵۸۷ھ ہجری مین سلطان غازی (معزالدین محمد سام) لشکر اسلام کو طیار کرکے قلعہ سرہند پر آیا اور اوسکو فتح کیا بعدہ ملک ضیاء الدین قاضی تولک کے سپرد کیا اس شرط پر کہ وہ آٹھہ مہینے قلعہ کی حفاظت کرین تاکہ سلطان غازی پھر غزنین سے واپس آجاوے لیکن راے پتھورا نزدیک آپہونچا تھا اور ہندوستان کے تمام راجگان اوسکے رفیق تھے سلطان بھی آگے مقابلہ پر ترائین مین آگیا۔ عین جنگ مین سلطان نے اپنے ہاتھہ مین نیزہ لیکر اوسی ہاتھی پر حملہ کیا جسپر دہلی کا راجہ گوبند راے سوار تھا اور ایسا نیزہ اوسکے مونہہ پر مارا کہ راجہ کے دو دانت ٹوٹ کر اوسکے مونہہ مین جا پڑے راجہ نے بھی سلطان پر سیل مارا کہ جسکا زخم شدید بازو پر لگا سلطان نے اپنے گھوڑے کی

باگ موڑی مگر زخم کی شدت سے گھوڑے پر ٹھہرنے کی طاقت نرہی تھی لشکر بھاگ نکلا اور ایسی آبادپاپی ہوئی کہ سلطان کو بھی سنبھالنے والا کوئی نہین رہا۔ قریب تھا کہ سلطان گھوڑے سے گر پڑے مگر ایک بہادر خلجی نے سلطان کو پہچان کر جھٹ اوسکے گھوڑے پر چڑھ کر سلطان کو اپنی گود مین پکڑ لیا اور گھوڑے کو ایسی ڈانٹ بتائی کہ میدان جنگ سے باہر لے نکلا اور وہان تک پہونچا دیا کہ جہان اس شکستہ حال لشکر نے راجگان ہند کے تعاقب سے امن پاکر ڈیرہ کیا تھا سلطان کے پہونچنے سے سبکو تسلی ہوئی لشکر پریشان بھی جمع ہوگیا۔ سلطان نے غزنین کی راہ لی اور قاضی تولک کو قلعہ سرہند مین چھوڑ گئے تھے رائے پتھورا نے اس قلعہ کو جا گھیرا اور تیرہ مہینے سے زیادہ لڑائی ہوتی رہی آخر صلح کرکے قلعہ لے لیا۔ اودھر سال بھر کے بعد سلطان غازی نے پھر لشکر اسلام جمع کرکے پچھلے سال کا بدلا لینے کو ہندوستان پر چڑھائی کی ابکی بار اس فوج غازی مین ایک لاکھ بیس ہزار سوار کی بھیڑ بھاڑ تھی ترائین کی حدود مین سلطانی کمپ قایم کیا اور پتھورا رائے اجمیری اور گوبند رائے دہلوی وغیرہ کے مقابل صف جنگ درست ہوئی لڑائی کے وقت ہر سمت سے دس دس ہزار سوارون نے دہاوہ کردیا چالیس ہزار سوار چارون طرف سے راجاؤن کے لشکر پر جا پڑے اور باقی سامان ہاتھی گھوڑے سوار پیادے کئی میل پیچھے کمک کے لئے تیار ڈٹے ہوئے حاضر تھے اس معرکہ مین راجگان ہند کی افواج کے پانو اوکھڑ گئے حریفون کو پشت دکھاکر بھاگے دہلی کا راجہ گوبند رائے میدان جنگ مین مارا گیا اوسکا سر دیکھکر دونون ٹوٹے داتون سے خود سلطان نے اوسے پہچان لیا اور رائے پتھورا ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر چڑھ کے بھاگ گیا تھا کہ سرسہ کیطرف سے گرفتار ہوکر آیا اور قتل ہوا دارالملک اجمیر اور تمام سوالک اور ہانسی و

سرسہ وغیرہ شہر فتح ہوگئے یہہ فتح ۵۸۸ھ ہجری مین سلطان کو نصیب ہوئی -
صفحہ ۹۱ سلطان غازی معز الدین نے اجمیر کے فتوحات سے کئی چیزین بطور سوغات کے سلطان غیاث الدین محمد سام کی خدمت مین بھجوائی تھین ازانجملہ پانچ کنگرہ زرین جڑاؤ تھے ہر ایک تین گز سے زیادہ اونچا اور دو گز چوڑا تھا - اور دو ہما سونے کے بنے ہوئے تھے ہر ایک ہما کا ڈیل ڈول اچھے بڑے اونٹ کے برابر تھا - اور سونے کی زنجیرین اور حلقے - اور ایک جوڑی طلائی نقارون کی - اور ایک جریرہ جسکا دایرہ پانچ گز سے پانچ گز تھا - ان چیزون کو سلطان غیاث الدین نے فیروزکوہ کے قلعہ اور جامع مسجد پر رکھوا دیا تھا -

اور یہہ بھی ایک روایت ہے کہ از روے غضب کے آپ نے یون فرمایا کہ پتھورا کو ہمنے زندہ پکڑا اور دیدیا چنانچہ اوسکا ظہور ہوا اور وہ شخص کہ جو مرید ہونے کے واسطے آپکی خدمت مین آیا تھا قصداً پانی مین ڈوب کر مر گیا ؛

فصل تیسری

واضح ہو کہ روز تشریف آوری حضرت خواجہ بزرگ سے تہتر سال تک مردمان دیار و امصار کو آپ سے فیض صوری و معنوی حاصل ہوتا رہا کتاب سیر العارفین مین لکھا ہے کہ خواجہ صاحب بعد کرنے نکاح کے سات برس زندہ رہے بعد اسکے انتقال فرمایا تواریخ آرایش محفل مین لکھا ہوا ہے کہ زندگانی آپنے دنیا مین ستانوے برس کی آخر رجب کی چھٹی تاریخ ہفتہ کے دن سن چھہ سو تینتیس ۶۳۳ ہجری مین وفات پائی کتاب مخبر الواصلین مین یہہ قطعہ آپکی تاریخ وفات کا لکھا ہوا ہے ؛

قطعہ

فیض بخش جہان بہ علم و یقین ۔ خواجۂ حق نما معین الدین
رونق خاندان چشت ازوست ۔ زینت روضۂ بہشت ازوست
سال ترحیل و نقل او بر خوان ۔ ہاتفم گفت شمس عدن و جنان

ایضاً

روز جمعہ و ششتم رجب بودہ ۔ کز جہان خواجہ نقل فرمودہ
نود و ہفت سال عمرش بود ۔ کانزمان نقل از جہان فرمود
سال نقلش بعزت و تمکین ۔ گو سراج جنان معین الدین
روضۂ پاک اوست در اجمیر ۔ زایرش جن و انس اژدر و شیر

ایضاً

خواجۂ والا معین الدین کہ از انوار او ۔ گشت روشن در دو عالم ماہتاب ملک ہند
محو شد در نور حق چون آمدش حرف یقین ۔ شد ندا از چرخ چارم آفتاب ملک ہند

ایضاً

معین الدین معین ہر دو عالم ۔ دلش روشن ز انوار تجلی
بتولیدش امام مجتبی خوان ۔ وصالش نیر اکبر معلی

ذکر اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ

مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ بزرگ کا جب سن شریف نواسی برس کا ہوا اوس وقت بموجب ارشاد فیض بنیاد حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کتخدا ہوئے

زوجہ مطہرہ اولین حضور کی جنابہ بی بی عصمت اللہ دختر حضرت سید حسن مشہدی المشہور بخنگ سوار قلعہ دار اجمیر شریف کی تہین سلسلہ نسب آپکا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔ اور زوجہ ثانی حضور کی بی بی امۃ اللہ کسی راجہ کی بیٹی۔ حضرت سید محمد گیسو دراز جو مرید اور خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہین مع ایک جماعت درویشون کے قایل ہین کہ حضرت شیخ ابو سعید اور حضرت فخر الدین و شیخ حسام الدین حضرت بی بی عصمت اللہ کے بطن سے ہین اور سید شمس الدین طاہر ایک جماعت سے اس بات کے ناقل ہین کہ شیخ ابو سعید بی بی عصمت اللہ سے اور دونون صاحبزادے شیخ فخر الدین و شیخ حسام الدین اور جناب مخدومہ مکرمہ صاحب حال و قال حضرت بی بی حافظ جمال جو علاوہ نسبت فرزندی حضرت خواجہ بزرگ کے خرقہ خلافت سے مشرف تہین بی بی امۃ اللہ سے پیدا ہوئی۔ حضرت شیخ فخر الدین ابن حضرت خواجہ معین الدین صاحب مقامات عالیہ حضرت خواجہ موصوف کے بعد بیس برس تک زیب دہ مسند ہدایت وارشاد رہے آخر سنہ ۶۵۳ ہجری مین کہ اوسوقت سن شریف آپکا تریسٹھ برس کا تہا بمقام قصبہ سرواڑ واصل حق ہوئے یہ قصبہ شہر اجمیر سے سولہ کوس سمت جنوب گوشہ شرق کیطرف جہکتا ہوا راجہ کشنگڈہ کی عملداری مین ہے اس قصبہ مین تانبڑہ کی کان ایک میدان مین جو قصبہ مذکور کے جنوبی ہے واقع ہے ہر سال ہزار ہا روپیہ کا تانبڑہ کہود کر نکالا جاتا ہے تاجر لوگ دور دور لیجاتے ہین اور منافع خاطر خواہ اوٹہاتے ہین۔ اس قصبہ کے جانب شمال کنارے تالاب کے ایک محوطہ پر فضا مین کرسی دار چبوترہ پر حظیرہ عالی سنگ کہتو سے بنایا گیا ہے بندہ درگاہ بہی بلازمی سرکار انگریزی مین بوقت سفر قصبہ بوندی زیارت سے مشرف ہوا تہا۔ خلف دویم شیخ حسام الدین جنکے بارہ مین متعدد روایات ہین

کہ آپ ابدالونکی صحبت مین ملکے غایب ہوگئے مگر فقیر کی دانست مین اور نیز تحقیقات
سے ایسا پایا گیا کہ حضرت ابو سعید اور حضرت ابو صالح حضور خواجہ بزرگ کی خلف
اوسط و خورد تھے جنکے مزارات بالاے چبوترہ دروازہ جھالرہ کے جنتہ سے قریب
سمت بائین روضہ منورہ و مرقد مقدسہ حضور خواجہ ممدوح کے بنی ہوئی ہین
پہلے ان مزارات کے گرد کٹہرہ نہ تھا سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین بعہد تولیت میر امیر علی
ستولی درگاہ یہ کٹہرہ سنگ مرمر کا مزارات دیگر سے علحدہ کراکر لگائے گئے ہین
مگر تعویذ مزارات بدستور چونہ اور گچ کے رہتے آئے اگر بجاے کتبہ مزارات دیگر کے
تعویذ اور کٹہرہ جدید خزانہ سرکار درگاہ سے خریدے جاکر لگائے جاتے تو مناسب
تھا۔ ان بزرگوار ونکی تاریخ وفات کسی تواریخ مین راقم کی نظر سے نہین گزری
ورنہ درج صحیفہ ہوتی اور حضرت شیخ حسام الدین سوختہ جنکو حضرت خواجہ بزرگ
کا فرزند سومی بعض بعض کتب مین لکھا ہے آپ حضرت خواجہ کے درحقیقت پوتے
ہوتے ہین کیونکہ حضور کے فرزند چہارم کوئی نہ تھے صرف تین صاحبزادہ
اور ایک صاحبزادی جنکا ذکر خیر و برکت قلمی ہو چکا حضور کے لکھے ہین آیندہ
العلم عند اللہ حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ قصبہ سانبھر مین جسکو کان نمک
کہتے ہین لب شاہراہ اجمیر شریف سمت غربی قصبہ کے آسودہ ہین۔ آپ حضرت شیخ المشایخ
حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کے ہمعصر تھے۔ خواجہ
معین الدین خورد خلف اعظم حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ کے ہین لقب
آپکا معین الدین خورد بہ نسبت اپنے جد بزرگ حضرت خواجہ معین الدین
چشتی سنجری کے تھے قبل از مرید ہونیکے ریاضت اور مجاہدہ آپکا یہانتک
تھا کہ بغیر واسطہ کے حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ سے استفاضہ حاصل
فرماتے بالآخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ کے مرید حضرت شیخ نصیر الدین محمود

چراغ دہلی کے ہوکر خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے آپکا مزار پر انوار بائین روضہ منورہ سمت جنوب محوطہ سنگ مرمر کے اندر ہے یہ محوطہ روضہ حضرت بی بی حافظ جمال کے سمت بائین ہے بعض تو محوطہ ثانی مین حضرت خواجہ کے اولاد امجاد کے مزارات بتاتے ہین مگران بزرگوارون کے اسماے گرامی کسی معتمد کتاب مین راقم اثم کی نظر سے نہین گزری واللہ اعلم بالحقیقۃ الحال۔

حضرت بایزید سلطان محمود خلجی بادشاہ مانڈو کے عہد مین بقید حیات تھے جس زمانہ مین کہ شہر اجمیر بسبب عملداری رانا سانگا کے خراب اور برباد ہوگیا تھا اور حوالی اجمیر مین شیر رہتے تھے قبل از عملداری رانا حضرت شیخ بایزید بموجب اجازت روحی حضرت خواجہ کے عازم سفر بیت اللہ ہوکے اس عرصہ مین بسبب غلبہ اقوام راجپوت شہر اجمیر ویران ہوگیا مسلمانون سے ایک متنفس باقی نہ تھا مساجد اور خانقاہون مین بجاے نعرہ تکبیر صداے ناقوس ہونے لگی واعظون کی جگہہ برہمن لوگ بید خوانی کرنے لگے ایک عرصہ تک یہی صورت رہی جب سلطان محمود خلجی نے باستمداد باطنی حضرت خواجہ بزرگ کے شہر اجمیر کو رانا سانگا کے قلعہ دار گجادھر سے فتح کیا اور ہر گلی و کوچہ خون راجپوتون سے نمونہ گلزار بنی گشتہ کے پشتے لگا دیئے۔ چشت خان کو سیف خان کا خطاب ملا او سوقت شیخ بایزید بیت اللہ سے بعزم وطن روانہ ہوئے اور حاکم وقت سے نسبت فرزندی حضرت خواجہ کی ظاہر کی سلطان محمود خلجی بادشاہ منڈو نے شیخ موصوف کو واسطے درس تدریس خطہ شریفہ و ساکنین اجمیر شریف کے مقرر فرمایا شیخ احمد مجدد کا قول ہے کہ اختلاف عوام الناس حضرت خواجہ بزرگ کی اولاد مین انہین حضرت شیخ بایزید سے ہے چونکہ آپ عرصہ دراز کے بعد سفر حجاز سے آئے تھے ایک جماعت نے نسبت شیخ بایزید کے انکار فرزندی حضرت خواجہ کا کیا اور یہ قصہ بادشاہ وقت تک پہونچا

بادشاہ نے مشایخین اور علماء وقت سے تصدیق اس امر کی طلب کی شیخ حسین
ناگوری اور مولانا رستم اجمیری کہ علماء عصر اور قدماء اجمیر سے تھے مع علماء دیگر کے مقر ہوئے
کہ شیخ بایزید فرزندوں شیخ قیام الدین بن حسام الدین بن شیخ فخر الدین تھے حضرت
خواجہ معین الحق والملۃ والدین سے ہین۔ شیخ حسین ناگوری نے فرزندان شیخ
بایزید سے نسبت خویشی کی کری انہین شیخ بایزید کے بارہ مین اختلاف الاقوال
ہو کر ثبوت نسبت اولاد حضرت خواجہ کے ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ
مرجع والمآب سجادہ نشین حال شیخ دیوان غیاث الدین علیخان ابن دیوان
سراج الدین علیخان ہین جنکو سن ستر عیسوی مین سرکار انگریزی سے شیخ المشایخ
کا خطاب ملا ہے ابہی نوجوان ہین امید کیجاتی ہے کہ اپنے بزرگونکا طریقہ حاصل کرین
کتاب اخبار الاخیار مین اور دوسرے ملفوظات حضرت خواجہ مین لکھا ہے کہ آپ
کی وفات کے بعد پیشانی نورانی پر بخط سبز یہ عبارت لکھی ہوئی تہی ہذا حبیب اللہ
مات فی حب اللہ۔ اور دوسری روایت پر یعنے اگر ولادت سن پانسو ستائیس
فرض کیجاوے تو عمر آپ کی ایک سو چہ سال کی تہی اور ایک یہہ بہی روایت ہے
کہ سن ہجری چہ سو تیتیس مین پیر کے دن تاریخ چھٹی ماہ رجب کو آپنے انتقال
فرمایا اور دوسری روایت یہہ ہے کہ اتوار کے دن ذالحجہ کے مہینے سن ہجری
چہ سو تینتیس مین لیکن پہلا قول صحیح ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا اور بہی
اس خاندان کے دوسرے بزرگوارون نے تصحیح اسکی کی ہے صاحب سیر الاقطاب
لکھتے ہین کہ جس رات کو حضرت معین الحق والدین نے اس جہان پر ملال سے
انتقال فرمایا بعد نماز عشا کے دروازہ حجرہ متبرکہ کو بند فرماکر خواص اصحاب کو
اندرون حجرہ سے منع کردیا محرمان درگاہ جو در حجرہ پر تہے تمام رات صدائے
قدم جیسے کوئی وجد مین رہتا ہے سنتے رہے یقین ہوا کہ حضرت خواجہ وجد مین

ہین آخر شب کو وہ آواز ساکت ہوئی جب وقت نماز کا ہوا ہر چند دستک دی
جواب نہ ملا ناچار دروازہ کھولا اور دیکھا کہ حضرت خواجہ واصل حق ہوئے
اوس رات کو چند کس اولیا اللہ نے حضرت شاہ رسالت علیہ الصلواۃ والتحیت
کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین ہم آج کے روز واسطے استقبال محبوب اللہ
معین الدین کے آئے ہین ہر سال رجب کی چاند رات سے چھٹی تاریخ تک اوکا
عرس ہوتا ہے اکثر ملکون سے زن و مرد امیر و غریب میدنی کے ہمراہ چلتے ہین
چاند رات کے دن اکثر ملکون سے میدنی اجمیر مین آ ہو نچتی ہے بیوپاری بہی اس
سیلہ مین دور دور سے آتے ہین اور اقسام اقسام کی چیزین لاتے ہین بہ نسبت
اور قومون کے میواتی لوگ بیشتر آتے ہین جوگیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے
ہین غرضکہ چہہ دن تک تمام شہر مین خلق کا انبوہ اسقدر رہتا ہے کہ کان پڑی
آواز سنی نہین جاتی - درگاہ شریف مین رویت ماہ سے محفل وجد و حال
منعقد ہوتی ہے جو ابتدا ر شب سے انتہاے رات تک رہتی ہے یہہ کیفیت ہوتی
ہے کہ مجلس خانہ کے انتہاے صحن پر یعنے درجہ دوم کے پیش دالان سرخ سبز کٹہرا
چوبی لگا دیا جاتا ہے اور اوس صحن مین دل بادل ڈیرہ استادہ کر کے بیچ مین
تمقمہ اور پہولون کے ہار لٹکا دئے جاتے ہین چارون گوشہ پر چار چوبین نہایت
بلند جنکا نام خواجہ بخش قطب بخش میران بخش مدار بخش ہے ڈیرہ کے نیچے لگا کر
گرد اونکے کئی ڈورین کہینچ کر اوسپر قندیلین اور لالٹینین روشنی کی برابر برابر لگا دیتے
ہین چنانچہ ایک ہزار قندیل ہر شب کی روشنی کے لئے مقرر ہین ہر قندیل پر
سرخ سبز غلاف چڑہے ہوئے بہتون پر پہولون کے ہار پڑے ہوئے عجب
جوبن اور بہار دیتے ہین اس دل بادل ڈیرہ کے نیچے یعنے مجلس خانہ کے
آگے ایک بوقلمون نگیرا چاندی کے استادون پہ کھڑا کیا جاتا ہے زیر شامیانہ

زرتاب فرش نہایت پاکیزہ اور مصفا بچھا ہوا استادون کے قریب چاندی کی انگیٹھیان جنمین اگر اور عود سلگتا ہوا دماغ کو معطر کیدیتا ہے اگردانیون کے قریب مردنگیان سرخ سبز شربتی نزاکت کی بہری روشن جھاڑ فانوس ہانڈی کنول وغیرہ سے مجلس خانہ رشک گلشن پہر رات گزرے اس مقام پر محفل سماع یعنی قوالی کا جلسہ ہوتا ہے ہزارہا آدمی وارد وصادر و اہل شہر کیفیت محفل کی دیکھتا ہے ہزارون درویش سیکڑون مشایخ اس محفل قدس منزل مین حاضر ہوتے ہین کٹہرے کے نیچے جو روضہ شریف کے اندر درجہ اول مین جانیکا راستہ ہے اوسمین خاص وعام کی کشمکش سے شانہ سے شانہ چھلتا ہے نسیم و صبا کو بہی سیدہا راستہ نہین ملتا ہے ہر صحن مرد و زن سے بھرا ہوا جا بجا مہندیو نپر روشنی کا جوبن کٹہرہ کے قریب حوض مین مارکے جلا لئے فقیرون کی دہوم دہام خلقت کا اژدحام علاوہ انکے جب کسی طوایف نامی کو ناچنا گانا منظور ہوتا ہے وہ حوض کے اندر ناچتی ہے گرداوسکے اور بہی طایفہ دس بیس جنکی پوشاکین نہایت عمدہ ونفیس حوض کے کنارو نپر بیٹھہ جاتے ہین مردمان رقص پسند نغمہ دوست اون کے آس پاس کھڑے ہوئے تماشا دیکھتے ہین سبیلی دروازہ کے برابر فقیر آزادون کا مجمع گرز مارونکی صدائین اور طرح طرح کی ضربین لگانا عجب لطف دکھاتا ہے دورویہ دوکا ندارن گلفروش حلوائی تنبولی فالودہ ساز ہر ایک کی جدی جدی خوشنما آواز دوکانون مین ہر شے افراط سے دہری ہوئی خوانچے کے خوانچہ بہرے ہوئے بیچتے ہین روضہ عالی کے روبرو ہزارون میواتی مرد عورت شام کے وقت اپنے اپنے ہاتھو نپر گھی کے چراغ روشن لئے ہوئے بہتیرون کے روبرو دس دس پانچ پانچ چراغ رکھے ہوئے اپنی بولی مین حضرت خواجہ بزرگ کی صفت وثنا کرتے ہین

روضہ شریف کے شرقی جنوبی صحن مین جتنے درخت ہین اونمین عوام لوگ ڈوریان ڈالکر لٹکے ہوئے کوئی ہاتھ ڈوریون سے باندہے کہڑا ہوا ہے کوئی پیرونکو باندہے ہوئے بیٹھا کوئی اولٹا لٹک رہا کوئی گلا باندہے ہوئے اپنی مراد مانگ رہا ہے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ غرض چہہ دن تک ہر ایک مقام پر ایک نیا تماشا اور قدم قدم پر ایک عجیب ریلا ہوتا ہے - اوسی کیفیت مین بعض اہل باطن درگاہ شریف کے اندر اور بعض باہر سرنگون خاموش بیٹھے رہتے ہین چنانچہ عرس شریف مین دور دور کے صاحب کشف و کرامات حاضر ہوتے ہین ایک صاحب سید محمد اکبر صاحب ابو العلائی خلف حضرت مولانا حاجی حرمین شریفین مولوی محمد سجاد قدس سرہ کے ہین ہر سال واسطے زیارت کے دانا پور واقع عظیم آباد پٹنہ سے تشریف لاتے ہین چنانچہ اونکی تصنیف سے ایک سلام اس مقام پر لکہا جاتا ہے جو حالت ذوق و شوق مین اونہون نے عرض کیا ہے وہو ہذا ٭

سلام بحضور خواجہ غریب نواز

خواجۂ خواجگان عرش مکان	بادشاہ زمین و فخر زمان
یا معین الغیاث کن مددم	وہ رہائی مراز بخت بدم
تو معینی معین ما باشی	دستگیرم بے خدا باشی
نروم من ز درگہت محرومم	خاک روب در تو قیصر روم
درگہ تو امید گاہ من است	بندگی تو عزو جاہ من است
طوطیاے من است خاک درت	اے دل و جان من فدا ے سرت
قبۂ روضہ ات دل عرش است	نور چشم ملک دران فرش است

آسمان ہم نثارش باد | سرمہ در چشم من غبارش باد
کوہ اجمیر تاج طور از تو | اے بچشم کلیم نور از تو
شد مطاف ملک احاطۂ نور | ہست جاروب کش زگیسو حور
بہر دیدار جمالا کوثر | میزند روز و شب بساحل سر
چشم نم ہست چون چہ زمزم | دار وش عشق جمالا زیر غم
دیگ تو رشک خوان ابراہیم | ہمچو انعام حق کند تقسیم
جالیۂ پاک روضہ ات شاہا | دل من گرد جالک از صد جا
اے بر و مرہم از عنایت نہ | بندۂ خویش را بشارت دہ
زن و فرزند خویش را خواہم | من از انہا سلام میخواہم
السلام اے حبیب خاص خدا | السلام اے ولی ہر دو سرا
السلام اے فروغ دین نبی | السلام اے بہار باغ علی
السلام اے نسیم باغ حسن | السلام اے حی ایاغ حسن
نور چشم شہید بر تو سلام | بے عدیل و ندید بر تو سلام
جان زین العباد بر تو سلام | دل فدا ایتہ باد بر تو سلام
السلام اے دلم اسیر تو باد | مشرف خطرہ ام ضمیر تو باد
السلام اے گرہ کشائی جہان | السلام اے رفیق بے وطنان
السلام اے قرار در دلم | الفت تو خمیر آب و گلم
جان اکبر نثار گنبد تو | نام زینب من فدائے مرقد تو

خاص بازار بیش درگاہ دورویہ دوکانات کے آگے دو دو کانین لگ جاتی ہین تمام شہر مین خلقت کا ہجوم رہتا ہے - غدر سن ستاون عیسوی سے پہلے میدانی بکثرت آتی تہی بعد غدر کے چند سال تک کم آئی وجہ اسکی بربادی خلق اللہ تہی - اہل

سیدنی ہزار ہار وپیہ علی قدر حیثیت خرچ کرتے ہین اور نذرانہ مین ہر چیز تحفہ
حضور مین نذر جسمین نصف نذرانہ حق دیوانجی صاحب سجادہ نشین کا ہوتا ہے
اور نصف حصہ کو خدام تقسیم کرتے ہین *

فصل چوتھی

واضح ہو کہ خاندان چشت اہل بہشت مین بعضے اولیاء اللہ تو ایسے گذرے کہ
اونکو رتبہ بادشاہت صوری و معنوی حاصل تہا اور ہزار ون اولیاء اللہ ایسے
ہوئے کہ کتابین کی کتابین اونکی کرامات اور مجاہدات سے بہری ہوئی ہین۔
لہذا تبرکاً مختصر حال اون بزرگوارون کا جو بعد حضرت خواجہ بزرگ کے وقتاً فوقتاً
زیب مسند ہدایت وارشاد رہے بیان کیا جاتا ہے *

حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ قطب الدین بن کمال الدین بن احمد بن موسیٰ اوشی اعظم خلفاء حضرت خواجہ
بزرگ سے ہین اوش ایک قصبہ کا نام ہے توابع ماوراء النہر سے اور بعضے کہتے ہین
دیار فرغانہ کے متعلقات سے ہے لقب آپکا بختیار کاکی تہا اپنے وقت کے قطب
عالم اور پیشواے بنی آدم تھے مدت تک اجمیر شریف مین ریاضت اور مجاہدہ
مین مستغرق رہے آخر حضرت خواجہ کے ارشاد کے موافق آپنے دہلی کا قیام اختیار
فرمایا عرصہ تک مردمان دیار وامصار کو آپ سے فیض باطنی حاصل ہوتا رہا
جب سن شریف چونسٹھ سال اور دوسری روایت سے پچہتر سال کو پہونچا
زمانہ سلطنت سلطان شمس الدین التمش مین روز دوشنبہ چودہوین تاریخ
ربیع الاول سن ہجری چھہ سو تینتیس مین آپنے وفات فرمائی مزار پر انوار

حضرت شیخ فرید شکر گنج آپکا جوار دہلی مین زیارتگاہ خاص و عام ہے
مرید اور خلیفہ حضرت قطب الاقطاب کے اپنے عہد مین اعظم و اصلین حق سے
تھے آپکا سلسلہ نسب شریف فرخ شاہ عادل بادشاہ کابل تک منتہی ہوتا ہے
کمالات آپکے اوس سے سوا ہین جو بیان مین آوین روز شنبہ پانچوین محرم
سنہ ۶۶۹ ہجری زمانہ سلطنت غیاث الدین بلبن مین یا حی یا قیوم کہتے ہوئے
جان کو ساتھہ جان آفرین کے تسلیم فرمائی عمر شریف آپکی پچانوے سال کی تھی قصبہ
پٹن واقع پنجاب مین مدفون ہوئے کبھی کبھی فکر شعر و سخن فرماتے تھے یہہ شعر آپکا ہے

ہمچو مرغ نیم بسمل بر درت	در میان خاک و خون پر میزنم

حضرت شیخ نظام الدین اولیا اجداد بزرگوار آپکے بخارا شریف
کے تھے سلسلہ نسب آپکا بقول اکثر مورخین کے امیر المومنین حسین ابن علی علیہ السلام
تک منتہی ہوتا ہے روز آخری چار شنبہ ۲۷ ماہ صفر ۶۳۵ ہجری کو بعد طلوع
آفتاب کے قصبہ بدایون مین پیدا ہوئے اور سن تمیز کو پہونچکر بدایون مین
تحصیل علوم رسمی کیا چونکہ مباحثہ علوم مین ہر شخص پر آپ غالب آتے تھے نظام محفل
شکن مشہور ہوگئے بیس برس کی عمر مین معاملات دنیا سے ہاتھہ کھینچکر طرف قصبہ
پٹن کے گئے اور وہان حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے مستفیض ہوکر مدت
تک آپکی خدمت مین حاضر رہے بعد اسکے دہلی کو مراجعت فرمائی آپکو شعر و سخن سے
بہت شوق تھا یہہ بیت آپکے نتائج طبع سے ہے

از تو نتواند بریدن کس باآسانی مرا	گر نمیداند کسے آخر تو میدانی مرا

جب سن شریف آپکا نواسی برس کا ہوا ربیع الآخر کی اٹھارہوین تاریخ ۷۲۵ھ
مین وفات فرمائی جوار دہلی مین مدفون ہوئے تاریخ آپکے وفات کی یہہ ہے

نظام دو گیتی شہ ماو طین	سراج دو عالم شدہ بالیقین

چو تاریخ فوتش بجستم زغیب	ندا داد ہاتف شہنشاہ دین

حضرت شیخ نصیر الدین محمود - آپ بڑی اولیاءاللہ مین سے ہین اور حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے خلیفہ اعظم تھے اور روشن چراغ دہلی آپکا لقب ہے - کہتے ہین کہ حضرت عبداللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیان سے طواف کعبہ مین پوچھا تھا کہ دہلی مین اب کون بزرگ ہے مخدوم صاحب نے جواب دیا کہ اس زمانہ مین شیخ نصیر الدین محمود سے دہلی کا چراغ روشن ہے جب سے آپکا لقب روشن چراغ دہلی ہو گیا روز جمعہ اٹھارہوین رمضان المبارک ۷۵۷ھ ہجری مین آپکا وصال ہوا سواد دہلی مین آسودہ ہین **حضرت شیخ کمال الدین علامہ** آپکی وفات تاریخ ۲۷ ذیقعدہ سن ہجری سات سو چھپن مین ہوئی آپکا مزار مبارک دہلی مین اپنے مرشد کی خانقاہ مین ہے **حضرت شیخ سراج الدین** وفات آپکی تاریخ چھبیسوین جمادی الاول سن آٹھ سو سترہ مین ہوئی مزار آپکا پیران پٹن مین ہے **حضرت شیخ علیم الدین** وفات آپکی ۲۶ ماہ صفر کو ہوئی قبر آپکی پیران پٹن مین ہے **حضرت شیخ محمود** وفات آپکی تاریخ بائیسوین ماہ صفر ۹۰۰ھ ہجری مین ہوئی مزار آپکا پیران پٹن مین ہے **حضرت شیخ جمال الدین** آپ نے بیسوین ذالحجہ سن نو سو چالیس ہجری مین ملک بقا کو رحلت فرمائی قبر آپکی بلدہ چانپانیر مین ہے قریب احمد آباد کے لیکن بعض کتاب مین لکھا ہے کہ آپ احمد آباد مین آسودہ ہین **حضرت شیخ حسن محمد** وفات آپکی ۲۹ ربیع الآخر کو اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ اٹھائیسوین ذیقعدہ سن نو سو بیاسی ہجری مین ہوئی قبر آپ کی احمد آباد گجرات مین دروازہ کے باہر مسجد انصار کے قریب ہے **حضرت شیخ محمد** وفات آپکی اٹھائیسوین ذیقعدہ اور ایک روایت سے ۹ ربیع الاول سن ہجری ایکہزار

چالیس سن مین ہوئی مزار پر انوار آپکا احمد آباد گجرات مین متصل مسجد انصار کے ہے ۞

حال طریقہ ابو العلائیہ

حضرت سیدنا امیر ابو العلا اکبر آبادی رضی اللہ عنہ کو فیض روحی بحکم حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ عنہ سے اور بیعت آپکو طریقہ نقشبندیہ مین اپنے عم بزرگوار حضرت سید امیر عبد اللہ قدس سرہ سے ہے ولادت باسعادت آپکی سنہ ۹۹۰ ہجری مین قصبہ نرلہ مین کہ شاہجہان آباد سے لاہور کی جانب ایک منزل کے فاصلہ پر ہے واقع ہوئی اور وفات شریف آپکی سنہ ۱۰۶۱ ہجری ۹ صفر المظفر کو سہ شنبہ کے دن ہوئی عمر شریف آپکی ۷۱ برس کی تھی مزار مبارک آپکا شہر اکبر آباد محلہ وزیر پورہ مین واقع ہے اور حالات آپکے کتاب نجات قاسم مصنفہ حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم صاحب قدس سرہ ابو العلائی داناپوری مین مفصل مرقوم ہے طریقہ آپکا حضرت سید دوست محمد قدس سرہ آپکے خلیفہ اعظم سے جاری ہے اوسکی تفصیل یہہ ہے شجرہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت سید دوست محمد قدس سرہ آپکے خلیفہ حضرت شاہ محمد فرہاد دہلوی آپکے خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین خدانما آپکے خلیفہ حضرت مولانا رکن الدین عشق آپکے خلیفہ حضرت خواجہ ابی البرکات دیوتانوی آپکے چند خلفا خلیفہ اول آپکے حضرت خواجہ ابو الحسن صاحب قدس سرہ آپکے خلیفہ تھے اور چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ فخر الدین حسن عظیم آبادی حضرت مولوی تراب علی اور حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم صاحب داناپوری اور حضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین حضرت سید شاہ محمد سجاد صاحب داناپوری یہہ دونون حضرت حقیقی بہائی بہی تہین

اور یہ بہائی بھی ہین اب جو طریقہ ابو العلائیہ کے بزرگوار شہر اکبرآباد اور اجمیر شریف اور الہ آباد اور بنارس اور فیض آباد اور لکھنؤ اور عظیم آباد اور دانا پور اور قصبہ کاکو ضلع گیا یہہ مقام قدیم مشایخ کی بستی ہے حضرت سیدنا مخدوم شرف الدین بہاری کے چچا سیدنا حضرت سلیمان لنگر زمین کا مزار اور حضرت بی بی کمال صاحبہ حضرت مخدوم شرف الدین بہاری کی خالہ صاحبہ اور حضرت سلیمان لنگر زمین کی زوجہ کا مزار بھی یہین ہے سید محمد اکبر حضرت بی بی صاحبہ کی اولاد سے ہین اور مونگیر اور کلکتہ مین بھی پائے جاتے ہین اکثر حضرت سید شاہ محمد قاسم اور حضرت سید شاہ محمد سجاد قدس سرہما کے فیض یافتہ ہین حضرت سید شاہ محمد قاسم صاحب قدس سرہ نے ۱۹ شوال ۱۲۸۱ھ مین وصال فرمایا مزار آپکا شہر بہار حضرت سید شاہ احمد یحیی منیری کے روضہ مین واقع ہے۔

قطعہ تاریخ وصال حضرت شاہ محمد قاسم

قاسم کہ بود سید و سالار اہل فقر | رفت خیات خویش زفانی سرا بہست
تاریخ و روز و سال ومہ انتقال او | یوم الخمیس از مہ شوال ہفدہ است ۱۲۸۱ھ

اور حضرت مولانا سید شاہ محمد سجاد صاحب قدس سرہ نے ۴ ذیقعدہ کو ۱۲۹۸ھ روز یکشنبہ شب دوشنبہ کو وصال فرمایا اور مزار آپکا شہر دانا پور مین اپنے جد امجد کے روضہ مین واقع ہوا اب ان دونون حضرات کے سجادہ نشین سید محمد اکبر خلف حضرت سید شاہ محمد سجاد و خلیفہ حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہما ہین حضرت سید شاہ محمد سجاد صاحب قدس سرہ کا عرس اجمیر شریف مین حضرت خواجہ غریب نواز کے خزانہ سے مقرر ہو گیا اور تاریخ وصال آپکی یہہ ہے۔

قطعہ تاریخ

آہ از واقعۂ قبلۂ دینم سجاد — شدہ سررشتۂ صبراز کف دل گم گم
روخراشیدہ زاندوہ نوشتم تاریخ — ہ ذیقعدہ ویوم احد وچار دہم
۱۲۹۸ھ

جب حضرت سیدنا امیر ابو العلا اکبر آبادی حضرت خواجہ غریب نواز کے حضور مین حاضر ہوئے تو آدہی رات کا وقت تہا دروازہ شریف روضہ مبارک مقفل ہوچکا تہا فوراً قفل زنجیر سے جدا ہوگیا اور آپ داخل روضہ مبارک ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی جلوہ گر ہوئے اور آپکو عینی توجہ دی اور ایک چیز دانۂ تسبیح کے برابر سرخ رنگ اپنے دہن شریف سے نکال کر آپ کے دہن مبارک مین ڈالدی اور فرمایا کہ میرے بعد یہہ نعمت اللہ تعالے نے تمکو عطا کی اسکے محافظ رہنا اور بیعت اپنے چچا امیر عبد اللہ سے کرلو آپنے فرمایا کہ حضرت وہ بزرگ نقشبندی ہین سماع سے احتراز کرتے ہین - اور مجھے اب آپکے طفیل سے سماع سے نہایت رغبت ہوگئی ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ تمکو اجازت سماع سے کی دیدینگے چنانچہ آپنے چچا صاحب کی خدمت مین آکر شرف بیعت حاصل کی اور اجازت سماع سے بہی مشرف ہوئے یہہ سبب ہے کہ جو ابو العلایہ بزرگوار سماع سنتے ہین چنانچہ حضرت سید شاہ محمد قاسم صاحب جو اپنے وقت مین طریقہ ابو العلایہ کے مجدد ہوگئے ہین تمام حالات حضرت سیدنا امیر ابو العلا کے رسالہ نجات قاسم مین مفصل تحریر فرماتے ہین جو آپکے حالات کا شایق ہو اوس رسالہ کو معاینہ کرے ۵

حالات حضرت شاہ حاجی محمد سجاد صاحب ابو العلائی داناپوری قدس سرہ

آپکی ولادت مقام داناپور مین ۱۲۳۱ھ روز یکشنبہ شب دوشنبہ رجب کی ۱۲ تاریخ کو واقع ہوئی چنانچہ مظہر عجایب ۱۲۳۱ھ آپکی تاریخ ولادت ہے - ۱۷ برس کی عمر

مین بمقام الہ آباد حضرت سید شاہ خواجہ ابو البرکات قدس سرہ خلیفہ اعظم حضرت
رکن الدین عشق قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور پورے چالیس برس
کی عمر مین تارک دنیا ہوئے اور بار اول اوسی سال حج کو تشریف لیگئے اور
دو برس مدینہ طیبہ مین حاضر رہے اور بحکم حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اجمیر شریف مین حاضر ہوئے اور بہت عرصہ تک حضرت خواجہ غریب نواز
کی حضوری سے مشرف رہے پھر مقام داناپور مین آکر خانہ نشین ہوگئے پھر تیسری
حج کو تشریف لیگئے اور عرصہ تک مدینہ طیبہ مین حاضر رہے اور معمول یہہ تھا کہ
شب کو حرم مبارک مین رات بھر مراقب رہتے تھے ایک روز کا واقعہ یہہ ہے کہ
حضرت کی ایک سید صاحب نے مجرد گوشت کی دعوت کی اوس روز حضرت کا
حرم شریف مین حاضر ہونا نہوا شب کو آپنے حضرت سرور عالم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ فرماتے ہین کہ اے فرزند تم مدینہ مین گوشت کھانے آئے ہو یا ہمارے
پاس آئے ہو اوسی روز سے آپنے عہد کیا کہ اب گوشت نہ کھاؤنگا چنانچہ پھر عمر
بھر گوشت نہ کھایا اور سال بھر قبل انتقال کے آپنے اپنی قبر شریف کی جگہہ مین بمقام
پر تجویز فرمائی تھی آٹھ روز قبل انتقال کے کسی طرح کی علالت نتھی آپنے فرمایا
کہ میرے جد امجد حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے فرزند تم کہین
انتقال کرو مین تمہین نجف لیجاؤنگا اور پھر آپنے سید شاہ رضی الدین حسین صاحب
سلمہ اپنے برادر زادہ کو بیس روپیہ نقد دیئے اور فرمایا کہ یہہ میری تجہیز و تکفین کا
خرچ ہے اور یکشنبہ کو آپ داناپور آجائیگا اور آپ مقام نوآباد اپنے برادر
زادے جناب شاہ مولوی نصیر الحق صاحب کے یہان تشریف لیگئے اور وہان
علیل ہوئے جمعہ کو مکان پر تشریف لائے اور یکشنبہ کے روز مغرب کے وقت
بعد ادائے نماز عصر انتقال فرمایا اور پانچ منٹ پہلے انتقال کے کیفیت آئی

اور فرمایا کہ حضرت سیدنا ابو العلا اور خواجہ غریب نواز تشریف لائے ہین چالیس عرس حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کے کئے او پانچ حج کیے چنانچہ یہہ تاریخ حضرت مولانا محمد سعید صاحب عظیم آبادی نے اس تاریخ مین آپکا مختصر حال لکہا ہے قطعہ

شہ اقلیم عرفان سید پاک	کہ کردہ پنج حج کعبۃ اللہ
ز ترکیب محمد شد بسجاد	عیان نام خوش آن شاہ دیجاہ
ہزار و دو صد و سی یک ولادت	دو شنبہ شب جب بست و یک از ماہ
مہ ذیقعدہ یکشنبہ دہ و چار	بود روز وفات آن حق آگاہ
سنین عمر آن مقبول باری	ز سجاد آشکار اگشت دلخواہ
اگر پرسند سال انتقالش	بگو داخل بجنات النعیم آہ

چوتہے روز حضرت سید محمد اکبر صاحب باتفاق جملہ اکابر شہر سجادہ نشین ہوئے حضرت شاہ محمد یحییٰ صاحب ابو العلائی کی تاریخ سجادہ نشینی یہہ ہے ؎

چو شد حامل سر سجاد اکبر	بجمعی کہ منظور اہل نظر شد
سپرد شد تسبیح و سجادہ او را	مفوض بمقدار حق ہم بسر شد
رقم کرد تاریخ یحییٰ مسکین	بسجادہ اون پسر جانشین پدر شد

حضرت یحییٰ مدنی وفات آپکی ۲۸ صفر سن گیارہ سو ہجری مین ہوئی قبر آپکی مدینہ منورہ مین جنت البقیع کے اندر نیچے روضہ حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ہے **حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی** وفات آپکی تاریخ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین ہوئی مزار پر انوار آپ کا دہلی مین جامع مسجد اور لال قلعہ کے بیچ ہے جسجگہہ پہلے خانم کا بازار تہا **حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی** نسب آپکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہے زوجہ مطہرہ آپکی زبدہ اولاد حضرت

مخدوم سید محمد گیسو دراز سے ہین اوایل حال مین اورنگ آباد سے دہلی مین
وارد ہوئے اگرچہ اول مین فقط تحصیل علوم رسمی مد نظر تہی لیکن چونکہ خواست
تقدیر اور مشیت کردگار قدیر یہہ تہی کہ آپکا خاندان ارشاد حقایق معارف
کے ساتہہ موصوف ہو حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی
قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین فایز ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے
ازبسکہ ذات فایض البرکات اونکی جامع کمالات صوری و معنوی تہی تحصیل
علوم ظاہری اور باطنی کی انہین کی خدمت مین کر کے منصب خلافت سے سرفراز
ہوئے اور آخر الامر معاودت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لیگئے اور سالہاسال
خلق کو فیض باطنی کیطرف ہدایت فرمائی تاریخ بارہوین ذیقعدہ سن ہجری
گیارہ سو بیالیس مین عالم بقا کو راہی ہوئے مزار مبارک اورنگ آباد مین ہے

فخر الملۃ والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ

آپکے مقامات اور خوارق اور کرامات لاتعد ولاتحصی ہین آپنے پدر والا
اقتدار مولانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت مین علوم ظاہری و باطنی
کو تحصیل کر کے مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد اوسکے چند سال نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ والی حیدرآباد دکن اور ہمت یارخان کی سرکار مین بسر کی آپکے انفاس متبرکہ کی برکت
سے بہت سے گم گشتگان بادیہ ضلالت نے راہ ہدایت حاصل کی۔ ازبسکہ قدیم الایام
سے ترک تعلق غالب تہا وہان سے دل برداشتہ ہوکر اجمیر شریف مین
تشریف لائے اور چندے مزار مبارک قدوۃ واصلان بارگاہ ذوالجلال
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے وسیلہ سے قیام
اختیار کیا آخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ محمدی کے دہلی کو تشریف فرما

ہوئے آپکی ہدایت وارشاد سے ایک خلق کثیر بہرہ مند اور سعادت یاب ہوئی اور یہہ عجب کرامت حضرت کی ذات فایض البرکات سے ظاہر ہوئی کہ آپ کے خلفار باصفا اطراف ہندوستان مین باعث نجات سرگشتگان روزگار اور ہادی گمراہان تبہ کار ہوئے کتاب نظام العقاید اور رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن حضرت کی تالیف سے ہے اور چہار دانگ ہندوستان سے ولایت تک لگھو کہا آپکے خاندان کے مرید ہین جب سن شریف تہتر تک پہونچا تاریخ ۲۷ جمادی الآخر کو سن گیارہ سو ننانوے ہجری مین عالم بقا کو راہی ہوئے خورشید دوجہانی آپکی رحلت کی تاریخ ہے مزار آپکا متصل دروازہ چار دیواری مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کی زیارت گاہ خلایق ہے -

احوال حضرت رحیم بخش قدس سرہ

حضرت مولانا رحیم بخش صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ دہلوی موضع غیاث پور مین جہان درگاہ شریف حضرت مولانا نظام الملۃ والدین حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کی ہے رہتے تہے خلفاے حضرت مولانا فخر الدین رضی اللہ عنہ سے ہین بڑے صاحب کمال تہے اکثر اوقات دہلی مین تشریف رکہتے درس مثنوی مولانا روم آپکے جلسہ مین ہوا کرتا حضرت مولوی محمد ضیاء الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو والد ماجد اس فقیر پرتقصیر کے تہے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین ماہ مبارک رمضان مین پیدا ہوئے اسلئے اونکی والدہ ماجدہ نے جو قوم سادات سے تہین اپنے فرزند کا نام رمضان علی کہ اسی نام سے سن ولادت اونکا نکلتا ہے رکہا جب چار سال چار ماہ چار روز کے ہوگئے والدہ شریفہ حضرت موصوف نے مولانا عبد العزیز صاحب کی خدمت بابرکت مین واسطے تحصیل علم کے بٹہلایا حضرت مولوی صاحب

مغفور نے آپکی تربیت کماحقہ کی بعد فارغ ہونے تحصیل کے دستار فضیلت باندھی گئی اور آپنے محمد ضیاء الحق کے نام سے مخاطب فرمایا جب سے بنام ضیاء الحق معروف ہوئے چونکہ ابتداء سے طبیعت پر ذوق درویشی غالب تھا خلفاء با وفا مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ خصوص مولانا شمس الدین صاحب و مولوی رحیم بخش صاحب و مولانا نیاز احمد صاحب کے جلسہ مین شریک رہتے بالآخر حضرت مولانا رحیم بخش صاحب نے خرقہ خلافت سے بارہ سو اکتالیس سال ہجری مین مشرف و ممتاز فرمایا چنانچہ خلافت نامہ آپکا درج کتاب کیا جاتا ہے و ہو ہذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد یقول ویکتب عبد الضعیف معدن المعاصی مخزن الآثام متمنی مولانا محمد فخر الدین رحیم بخش غفر اللہ ذنوبہما وسترعیوبہما لطالب المولی محمد ضیاء الحق اعطیت اجزت ما اصاب من مشایخی فی طریقۃ القادریہ والچشتیہ والنقشبندیہ والسہروردیہ لارشاد الطالبین الصادقین المعتقدین بشرط العلم والعمل علیہما ومتابعۃ الشرع الشریف وسنت المشایخ قدس اللہ تعالیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم [یا رحیم بخش ۱۲۲۱] اللہم اہدنا وایاکم والذین معنا ومعکم الی صراط المستقیم بحرمۃ نبی الکریم فی سنہ ۱۲۴۱ ہجری

شہدت بما فیہ [نیاز احمد ۱۲۲۱] شہدت بما فیہ [نثار احمد]

بعد حاصل کرنے خرقہ خلافت کے بمقام جے پور بموجب اجازت اپنے پیر و مرشد کے تشریف لائے محلہ چاند پول دروازہ مین ایک برج قدیم ویران پڑا تھا اور اوسمین لوگ کسی جن کا مسکن بتاتے تھے اور یہی وجہ اوسکے ویران پڑے رہنے کی تھی آپنے اوسکو پسند کرکے قیام کیا اور اپنی والدہ کی خدمت مین دم آخر تک مصروف رہے ہر چند لوگ شادی کرنیکو اصرار کرتے تھے مگر چونکہ مزاج پر تجرد غالب تھا آپ اونکے جواب

مین فرماتے کہ والدہ ماجدہ کی خدمت مین بصورت تاہل قصور ہوگا جب
حضرت والدہ ماجدہ یعنی بندہ درگاہ کی دادی صاحبہ نے سفر آخرت کو کوچ
کیا آپ بعمر پنجاہ سالگی تہین اوسوقت سلوک پر جذب طریقت غالب آیا ع صہ تک
اوسی حال مین رہے دنیا ومافیہا سے کچہہ علاقہ نہ تہا اوسی حالت مین بمقام
اجمیر شریف واسطے زیارت روضہ شریف حضرت خواجہ غریب نواز کے تشریف
لائے اور درگاہ حضرت برہان الدین قتال مین قیام پذیر رہے یہہ مقام
بہی ہوگا تہا دیکہنے والے کہتے ہین کہ جب ہم آپکے پاس جاتے تو آپکے حجرہ کے
دروازہ کے اندر ایک کالا سانپ جسکی موچہین سفید تہین سبوے آب کے گرد
حلقہ مارے بیٹہا رہتا اہل محلہ سے جو کوئی وہان جاتا یہہ صورت دیکہکر خایف
ہوتا اور جرات آگے بڑہنے کی نہوتی آپ اونکو بلاتے تو وہ لوگ کہتے کہ حضرت
ہم کسطرح حاضر ہون آپنے افعی کو دربان بنا رکہا ہے آپ اوس سے مخاطب
ہوکر فرماتے کہ ہٹ جا وہین وہ غایب ہوجاتا واللہ اعلم کیا اسرار تہا قصہ مختصر
یہان سے بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ بزرگ کے گوالیار تشریف لیگئے اوس
زمانہ مین حضرت شاہ خواجہ ابو الحسن صاحب ابو العلائی چہوٹے معروف بہ حضرت
جی کی مجالست مین رہے اور بمحلہ نور گنج واقع گوالیار حویلی مرزا عزیز اللہ بیگ
مین قیام کیا یہہ حویلی بہی تمام محلہ نور گنج مین بڑی مہیب تہی اور جنات کا
مسکن تہا میری والدہ شریف فرماتی تہین کہ اوسی حویلی مین بعد نکاح آپنے
مجہکو بلا لیا تہا درجہ زیرین مین ہم رہتے اور بالاخانہ پر جنات کے قدمونکی
آواز آیا کرتی جیسے متعدد آدمی اپنے مکان مین رہتے ہون اور آواز اونکے
آنے جانے کی نیچے آنے والونکو معلوم ہوا کرتے تہی مدت تک اوس حویلی مین
قیام رکہا بعدہ حضرت اجمیر مین حاضر ہوئے سن ہجری بارہ سو چہین مین رمضان کی

ستائیسوین شب کو یہ عاصی پیدا ہوا چونکہ قبل اسکے والدہ ماجدہ کی پانچ بیٹیان
ہو چکی تہی مگر بچپن مین ہی اونہون نے قضا کی لہذا والد ماجد نے میرا نام محمد حنیف
رکہا اور میری والدہ نے ہمارے خاندان کے بموجب محمد اکبر جہان کہکے پکارا
بچپن مین والد ماجد نے بوقت آشنا ہونے زبان کے تسمیہ شروع کرائی اور
مسائل ضروری مین مطلع فرمایا اول جو رباعی یاد کرائی یہ تہی **رباعی**

گل گفت کہ من مذہب دینی دارم | با روح رسول ہمنشینی دارم
رنگم چو محمد است و بویم چو علی | خلق حسن و خوی حسینی دارم

اور اردو مین یہ شعر

کہ پوچھینگے بیٹا ترے کام کو | نہ پوچھینگے کچھ باپ کے نام کو

اور فارسی مین یہ شعر

تا خاک ترا کوزہ نسازند کلالان | ہرگز بلب لعل نگارے نرسی
کار خود کن کار بیگانہ مکن | در زمین دیگران خانہ مکن

چھ برس کی عمر مین نام حق اعتقاد نامہ ماقیمان پند نامہ وغیرہ کتب نصائح
پڑھ چکا تہا ساتوین سال ولادت کے مجھکو نماز معکوس پڑہائی گئی اور شرف
بیعت سے مشرف فرماکے مثنوی شریف کا دفتر اول اور دیوان خواجہ حافظ
ردیف الف تک پڑہا دیا جو لطف اور کیفیت اوسوقت مجھکو حاصل ہوتا تہا وہ قابل
بیان نہین ہے باپ جیسا شفق بتانے والا مادر مہربان یاد کرانے والی تمام
دن رات مین تہا اور والدین کا سایہ عاطفت کہیل کو دجانتا ہی نہتا کہ کسکو
کہتے ہین ابتدا سے طبیعت عاشقانہ تہی بقول شخصے - طفلی مین بہی ہم کہیل جو کہیلے
تو صنم کا - نوین برس حضرت والد نے عزم سفر کا کیا اثنائے راہ مین اوسوقت ہمرکاب

اپنے والد کے تہا اجمیر شریف سے چالیس کوس سمت جنوب ایک موضع بہلواڑہ کے نام سے معروف ہے کہ وہ منزل اخیر تھی پہونچے ہنوز دروازہ سے تھوڑے فاصلہ پر تھے کہ نوبت کی صدا بلند ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہہ نوبت شادی کی ہوئی یہان خوشی ہوگی اوسوقت اس رمز کو مین نہ سمجھا دلمین خیال آیا کہ خدا جانے کیا خوشی ہوگی جو آپ اسطرح فرماتے ہین القصہ ایک مسجد مین جو صدر قصبہ کے تھی اوترے چندے وہان مقیم رہے اوسوقت ایک بکری کا بچہ مجھکو لے دیا جب مین سبق سے فارغ ہوتا اوسکو چرانے چلا جاتا۔ ایک شب وقت نماز عشا کے والد ماجد واسطے رفع استنجا کے اوترتے تھے کہ زینہ مسجد سے پیر پھسلا مین بہی ہمراہ تہا یاد پڑتا ہے کہ دو چار زینے مسجد کے باقی تھے کہ آپ نیچے گر گئے تھے دوڑ کر سنبھالا تو اچھی طرح اوٹھہ بیٹھے اور کلمہ لا الہ الا اللہ زبان سے نکلا پھر اچھی طرح زینہ پر چڑہتے چلے آئے اور استراحت فرمائی وقت صبح صادق مجھہ سے پانی طلب فرمایا مین نے حاضر کیا وہ پانی نوش فرما کر آپنے آرام فرمایا بعد نماز صبح کے کیا دیکھتا ہون کہ آپ پلنگ پر چادر تانے سو رہے ہین چونکہ یہہ بات خلاف عادت تھی بیٹے پہلے تو آواز دی جب جواب نہ ملا تو گوشہ چادر چہرہ سے علیحدہ کیا اگرچہ کبھی ایسا سانحہ نہین دیکھا تہا مگر یقین گزرا کہ آپنے سفر آخرت کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۞ ترسٹھہ برس کی عمر مین ذیقعدہ کی چھٹی تاریخ بروز جمعہ اوس گنج معانی کو زیر خاک پنہان کیا مادہ تاریخ یہہ ہے۔ مقبول حق وفات یافت (سنہ ۱۲۶۴ھ)۔

حلیہ آپکا یہہ ہے۔ اوسط اندام سبز رنگ ریش و بروت سفید مطابق شرع شریف اور شانہ پر دو زخم شمشیر لگے ہوئے تھے دندان مبارک از حد خوشنما تھے لباس درویشی پہنے رہتے حقہ سے نہایت نفرت تھی اکثر آرد جو مین نمک ملاکر پانی مین آٹے کو گہولکر پی لیتے نہ اپنی حیات مین کسیطرح کی یگانہ و بیگانہ کو تکلیف دی

تمام عمر کسی کار: نگارنہ کیا استغنائی مزاج پر بہت تہی علم جفر مین اپنا نظیر نہین
رکہتے تہے کیمیا ریمیا سیمیا مین بڑا دخل تہا کسی نے اگر کوئی تعویذ مانگا پرچہ اوٹھا
پندرہ کا نقش لکہدیتے اوسکے عامل معلوم ہوتے تہے ۵ **حضرت مولانا
قطب الدین** آپ حضرت مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند
ہین حضرت ممدوح کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے ستر ہوین ماہ محرم الحرام
سنہ ۱۲۰ ہجری مین عالم فانی سے ملک بقا کیطرف رحلت فرمائی حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جوار مین آسودہ ہین **حضرت حاجی
غلام نصیر الدین** آپ حضرت مولانا قطب الدین علیہ کے فرزند ارجمند
ہین محامد آپکے اوس سے کہین زیادہ ہین جو لکہنے مین آوین ابو ظفر سراج الدین
محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی نور اللہ مرقدہ آپکے مرید اور خلیفہ تہے تمام سلاطین
اور جمیع امراء عظام آپکی آستانہ بوسی کو سعادت ابدی سمجہتے تہے آخر سن
ہجری بارہ سو اٹہتر مین آپنے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون مزار
مبارک قطب صاحب کی درگاہ مین زیارتگاہ خلایق ہے ۵ انتظام درگاہ شریف)
عہد سلاطین غوری کے انتظام کا حال تو کسی تحریر سے ظاہر نہین ہوتا کہ اوسوقت
درگاہ شریف حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کا کیونکر انتظام تہا مگر خاندان
تیموریہ مین چونکہ جلال الدین محمد اکبر کو کمال درجہ کا اعتقاد حضرت خواجہ بزرگوار
سے تہا ملا عبد القادر بدایونی جو اوسوقت مین پیش امام اکبر کے تہے لکہتے ہین کہ
ہر سال بادشاہ نے عقیدت سے شہر اجمیر کا کہ بلدہ طیبہ و رب غفور اوسکی شان
مین واقع ہے آنا مقرر کیا اسلئے آگرہ سے منزل اجمیر تک عمارت محلات عالی اور
قصرہاے رفیع و وسیع منزل بمنزل تعمیر کرائے اور ہر ایک فرسخ پر ایک ایک منارہ
آگرہ سے لاہور تک بنوائے چنانچہ یہی منارہ اور چاہ و سراے بنے ہوئے ابتک باقی ہین اور

کنؤمین بنوائے گئے ہزار شاخ آہو جو مدت العمر مین شکار کیے تھے مناروں کی چوٹی پر لگائے گئے تا کہ عالم مین یادگار رہین میل شاخ اوسکی تاریخ ہے اوسوقت سے بادشاہی انتظام واسطے مصارف درگاہ کے ہوا جب جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان زیارت درگاہ کو آئین اونہون نے اپنے اکثر ملازمین کو آستانہ مین نذر کر دیا چنانچہ حافظ خطیب مولود خان فراش باورچی چراغچی وغیرہ اوسوقت کے اہل زمان ہین کہ اولاد اونکی ابتک اپنے اپنے کار خدمت پر مامور ہے بعض فرامین شاہی جو راقم نے دیکھے اونمین خانقاہون کا ذکر اور اونکے مصارف کیواسطے دیہات مقرر کرنے کا مضمون درج ہے مگر اب اون خانقاہون کا پتا تک معلوم نہین صرف ایک خانقاہ عقب مجلس خانہ جسکا بیان باب اول مین ہو چکا موجود ہے

فصل پانچوین

محمد شاہ بادشاہ کے عہد سے بسبب ضعیف ہو جانے سلطنت کے اس شہر کی آبادی گھٹنی شروع ہوئی یہانتک کہ مرہٹون کی عملداری مین محلہ کے محلے اور کوچہ کے کوچے ویران تھے جب سنہ ۱۸۰۳ء مین سرکار دولتمدار انگلشیہ کا یہان عمل ہوا اوسوقت سے یوماً فیوماً آبادی بڑھنی شروع ہوئی چنانچہ فصیل سابق کے اندر اندر تو تھوڑے ہی برسون مین جو جو مقامات ویران تھے اونمین لاکھون روپیہ کی لاگت کی عمارتین بنین شہر کی تنگئین واسطے گنجایش کے شہر پناہ جدید بیرون اونکی دروازہ [illegible] نواب [illegible] کی دروازہ کے نام سے معروف ہے سنہ ۱۸۲۸ء مین بنا اوسکی شروع [illegible] اور ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۳۱ء کو بنکر طیار ہوئی اوس حصہ مین بخوبی آبادی اور رونق ہوئی شہر کے شرقی اسٹیشن ریلوے اور مئو کالج اور مہاراجگان جیپور وجودھپور بھرت پور الور متعلق مئو کالج اور نیز اور کوٹھیون کی تعمیر

ہونے سے اب بہت آبادی بڑھ گئی ہے شہر کے اندر ترپولیہ دروازہ سے مدار دروازہ تک فرش سنگین بنایا گیا شب کو تمام شہر کے بازار اور گلی کوچون مین لال ٹینین روشن کیجاتی ہین جس سے اور بہی رونق اور روز بروز آبادی بڑہتی جاتی ہے ؛

میو کالج اجمیر

اس تعمیر کیواسطے پہلے میجر والٹر صاحب نے ۱۸۶۸و۱۸۶۹ع کی رپورٹ مین تحریک کی اور اونکی راے کو حکام والامقام نے پسند کیا اور وقت تشریف آوری لارڈ میو صاحب بہادر ویسراے و گورنر جنرل کشور ہند نے ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۸۷۰ع کو بمقام اجمیر دربار کیا اور راجپوتانہ کے اکثر رئیسون کے اجتماع کو موقع غنیمت سمجھکر اس مدرسہ کے مقرر کرنیکی تجویز فرمائی حسب الارشاد صاحب موصوف مبلغ چھ لاکھ اکتیس ہزار روپیہ چندہ کا مدرسہ مذکور کے واسطے فراہم ہوا اور بہی اکثر رئیسون نے اپنی اپنی ریاست کے طالبعلمون کی سکونت کیواسطے مکانات تعمیر ہونیکا حصہ ادا کیا۔

یکم اگست سنہ ۱۸۷۵ع کو ریلوے سڑک اجمیر سے آگرہ تک جاری ہوئی اگرچہ اس سڑک کا عرض ایسٹ انڈیا کمپنی و سندھ پنجاب و دہلی ریلوے وغیرہ ہندوستان کی اکثر سڑکون کے عرض سے کم ہے اور موافق کمی عرض سڑک کے گاڑیان اور اسٹیشن وغیرہ تعمیرات بہی چھوٹی ہین اسی باعث سے بہ نسبت عرض سڑکی گاڑیون کے یہہ ریل کم تیزی سے چلتی ہے اور اوسمین گنجایش بہی کم ہے مال ومسافر باسانی تمام وآسایش اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاتے ہین جب سے یہ ریل جاری ہوئی اسٹیشنون اور سڑکون کی حفاظت و

انتظام کیواسطے جناب مسٹر وایٹ صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر ہوئے
اور ۱۸۹۲ع مین اجمیر سے مالوہ ریلوے جاری ہوئی ۱۲۹۶ء سنہ ۱۸۶۴ع مین اگرہ سے
اجمیر تک اور اجمیر سے ڈیسہ تک تار برقی لگانیکی تجویز ہوئی فروری سنہ ۱۸۶۴ع
مین اگرہ سے بہرت پور تک تار طیارہ ہوا اور جون مین بہرت پور سے جے پور ہوکر اجمیر
تک اور ستمبر مین اجمیر سے ڈیسہ تک ختم ہوگیا۔

میرواڑہ

میرواڑہ کہ جسکو ملک راجپوتانہ مین قوم میر کی ولایت کہنا چاہیے اور یہی وجہ
تسمیہ اس ضلع کی ہے ایک پہاڑی ملک ہے بہت سے متوازی سلسلہ پہاڑونکے
اسمین شمال و مشرق سے جنوب و مغرب کو چلے گئے ہین چرہالی اور دیوپور سے
لیکر ادتا ... روار تک پہاڑی پر پہاڑی اور پہاڑ پر پہاڑ نظر آتا ہے یہہ
سرزمین اصلی باشندگان سے معمور و آباد ہے سرکار دولتمدار انگریزی کی
عملداری سے پہلے باشندے وہانکے وحشیانہ حالت آزادی مین زندگی
بسر کرتے تھے نہ کسی کی اطاعت کرتے اور نہ کسی کو محصول دیتے تھے رات دن لوٹ
مار کرتے رہتے تھے اگرچہ میر لوگ اپنے آپکو پرتھی راج چوہان راجہ اجمیر کی نسل
مین تبلاتے ہین مگر تواریخون سے ثابت ہے کہ پرتھی راج سے آٹھہ پشت پہلے
بھی میر لوگ پہاڑ مین بستے تھے بلکہ راجہ بیسلدیو کے وقت مین راجہ منڈور سے
جو دیپور سے تین کوس اب ویران ہے وہان آگے بہت بڑا راج تنور کا تھا
اسکی غارت کرکے مارواڑ مین راٹھور نے اپنا راج قایم کیا میرون نے بڑے
زور سے مقابلے کئے اوسوقت پرتھی راج کا نام و نشان بھی نتھا الغرض یہہ
پہاڑی لوگ قدیم سے لوٹ مار اور شرارت کے مشہور اور عہد بیسلدیو راجہ

اجمیر تک صاحب اختیار و اقتدار رہے کبھی ٹاڈ صاحب بیان کرتا ہے کہ راجہ جے پور
نے اونکو ایسا مطیع کیا تھا اجمیر کی کلیو ٹیمن پانی بھرنے لگے ۱۷۴۵ء مین بسبب پناہ
دینے دیو سنگہ ٹھاکر نواسولی کے راجہ سوائی جے سنگہ والی جیپور نے میرون پر
حملہ کیا مگر اونکے مطیع کرنے مین وہ کامیاب نہو سکا ۱۷۵۴ء مین مہارانا
اودے پور نے ہتون کے قلعہ پر ایک فوج بھیجی ٹھاکر بدنور اور سلطان
سنگہ ٹھاکر سعو وہ اس فوج کے ساتھ گئے میر لوگ بمقابلہ پیش آئے اور
ٹھاکر سعو وہ مارا گیا وہ مہم بھی ناکام رہی ۱۷۸۶ء مین بجے سنگہ جودہپور
کے راجہ نے جیانگ کے قلعہ پر فوج بھیجی اس فوج نے بھی میرون سے شکست
کھائی ۱۸۱۰ء مین پہلے مرہٹون کے سردار سیواجی نانا صوبہ دار اجمیر نے جہاز پور
اور شام گڈھ والون سے لڑائی کی الا کچہ حاصل نہوا ۱۸۱۱ء مین بالاراو
صوبہ اجمیر نے ساتھ [illegible] فوج کے گڑہ پر حملہ کیا اس موقع پر کل علاقہ گڑہ کے
[illegible] اور راو فوجون نے اتفاق کرکے بالاراو کی فوج پر حملہ
کیا اور [illegible] شکست دی قریب ۱۸۱۲ء ہوئے محمد شاہ خان اور راجہ بہادر نے
[illegible] خان [illegible] کے امیرون مین تھے باتفاق راجہ مان سنگہ والی جودہ
[illegible] سردارون سے ابھی کچہ نہو سکا اور آخر وہ اپنی
فوج وہان سے [illegible] ۱۸۱۹ء مین فوج [illegible] بہیم سنگہ کی برابر آئی یہ مہم بھی
ناکام رہی اور راناکی فوج بڑا نقصان اوٹھا کر واپس گئی اس لڑائی مین [illegible]
[illegible] کا مارا گیا [illegible] ۱۸۱۸ء مین سپاہ سرکار انگریزی زیر
خاص جنرل سر ڈیوڈ اختر لونی جسمین آٹھ رجمنٹ پیادون کی اور ایک سوارون کی
اور توپخانہ جنگی سے راجپوتانہ مین داخل ہوئی خاصکر واسطے پریشان کردینے
امیرخان کی فوج کے امیرخان نے قبل ازین اپنے واسطے سرکار انگریزی سے

شرطین مقرر کرلی تہین اور توپ خانہ کو دیدینا اور اپنی فوج کو تہیار لگی
کرنا قبول کرلیا تہا بہ ازین باپو سیندہیہ سے قلعہ تاراگدہ خالی کرایا گیا
جب سرکار ابد قرار انگریزی نے اجمیر لیا تب اونہون نے واسطے رفع کرنے
اوس نقصان اور تکلیف کے جو میرونکی مار دہاڑ سے رہتی تہی خاص توجہ کی
اور یہہ قرار پایا کہ بغیر مطیع کرنے میرون کے ضلع اجمیر اور ریاست ہاے گردنواح
مین جنکے ساتہ عہدنامے ہوگئے تہے امن وامان قایم رکہنے کی امید نا ممکن ہے
سرڈیلاڈر صاحب سپرنٹنڈنٹ اجمیر نے میرون سے عہد وپیمان کرایا کہ وہ
لوٹ مار سے پرہیز کرین مگر یہہ لوگ کب باز آتے تہے تب فوج [illegible] ہندوستانی
اور توپ خانہ بقدر ضرورت بہیجکر اون سرکشون کی [illegible] روانہ کی گئی
اور بہت جلد جہاک شامگدہ اور لوہ فتح کرلیا بعد اسکے [illegible] فوج
سرکاری نے حملہ کیا [illegible] نہایت آسانی سے فتح [illegible] بہت
مضبوط قلعہ تہا بہوپت خان [illegible] ہوکر
دن بہر توپ لڑتا رہا لیکن ایک توپ [illegible] گولیون
مخالفین کے سرکاری فوج کو [illegible]
دیل نے دیا تہا شکست کر قلعہ مین [illegible] خان قلعہ
خالی کرکے بہاگ گیا سرکاری فوج [illegible] اور برساواڑہ
[illegible] لان کو فتح کیا جب [illegible] قلعہ رام گدہ مین سے
[illegible] پیادہ [illegible] اور رام گدہ کا
محاصرہ کیا اور سب طرف سے شہر مین گہس پڑے قریب ڈیڑہ سو آدمی کی مخالفین
سے زخمی اور مارے گئے اور دو سو آدمی گرفتار ہوئے بہوپت خان بہی مارا گیا
یہہ حال دیکہکر سب میرواڑہ مین اطاعت سرکار اختیار کی ایک دستہ فوج پیادہ

ور کا جنگل مین چھوڑا گیا باقی آخر جنوری سنہ ۱۸۲۱ء مین واپس آئی یہہ بغاوت
نومبر سنہ ۱۸۲۰ء مین ہوئی تھی تین مہینے کے عرصہ مین کل سیر دائرہ مطیع ہو گیا ؁

خاتمہ

الحمد للہ کہ فضل الٰہی سے یہہ کتاب انتظام کو پہونچی ہاتھہ پاؤن جو دن رات گردش
مین تھے آسودہ ہوئے مدت دراز تک راتون کو دود چراغ کہایا اور خون جگر
پیا جب یہہ تحفہ طیار ہوا آج تک ابتک کوئی کتاب ... کے حالات کی تالیف ہو کر
سرکار دولتمدار مین پیش نہوئی تھی جسقدر محنت اور جانفشانی کتابون
کرنے اور کتبہ ہاے تعمیرات کے پڑہنے اور جمع کرنے اور حالات صحیحہ کے تحقیق
مین راقم کو ہوئی ہے دل ہی جانتا ہے یا جس نے تالیف و تصنیف مین ...
ہوگی وہی جانے گا جو کوئی اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھیگا خطا و
اوسکو تمام صوبہ ... کی کیفیت اور شہر کی تعمیرات اور آستانہ شریف کا
حال بخوبی واضح ہوگا۔

اب ناظرین باتمکین کی خدمت مین التماس ہے کہ حتی الوسع حالات کے تحقیق
مطالب کی تلاش مین ... کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا مگر تاریخ گو...
جیسا کچھہ ہے سب صاحبان پر ... ظاہر ہے علاوہ ان سب امور کے
سہو و خطا کہ لازمہ بشریت ہے پاوین تو اوسکو ... درگذر فرما
... ڈہانکین ... غلطی ... ہو
دیوین اور ... والسلام ... فقط

تمت

قطعه تاریخ طبع احسن السیر مؤلفه منشی محمد اکبر جهان صاحب [illegible]
تصنیف عاصی پرمعاصی حافظ غلام احمد فرخی ولد شیخ غلام معصوم
صوبه‌دار [illegible] متوسل ریاست بهوپال متوطن الور [illegible]
بحروف [illegible]

[illegible] امور [illegible] گرامی ست	خوش سیر با کمال و نیک سرشت
کرد تالیف [illegible]	حال احمد و امجدان بنوشت
[illegible]	حال و قال جناب [illegible] بنوشت
[illegible] در مطبع مفید عام	گشت [illegible]
سال طبعش ز فرخی خسته	طبع شد [illegible]

قطعه تاریخ سید شاه محمد اکبر ابو العلائی داناپوری

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] تاریخ [illegible] ابو العلائی [illegible] سید محمد اکبر ابو العلائی

[illegible] طبع این [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]